برصغیر ہند میں علومِ فقہ اسلامی کا ارتقاء

اُردو مطبوعات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

تحریر

ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی

ایفا پبلی کیشنز – نئی دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	برصغیر ہند میں علومِ فقہ اسلامی کا ارتقاء اُردو مطبوعات کا تنقیدی وتجزیاتی مطالعہ
مصنف	:	ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی
سن اشاعت	:	فروری ۲۰۱۲ء
صفحات	:	۲۵۲
قیمت	:	۱۵۰/روپے

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱ - ایف بیسمنٹ، جوگابائی، پوسٹ باکس نمبر: ۹۷۰۸

جامعہ نگر، نئی دہلی -۱۱۰۰۲۵

ای میل: ifapublication@gmail.com

فون: 26981327 - 011

مجلس ادارت

۱- مولانا محمد نعمت اللہ اعظمی

۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

۳- مولانا بدر الحسن قاسمی

۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۵- مولانا عتیق احمد بستوی

۶- مولانا عبید اللہ اسعدی

انتساب

اُردو زبان میں اس ادنیٰ کوشش کو عصر جدید کے بالغ نظر فقیہ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے نام معنون کرتا ہوں جنہوں نے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور **المعهد العالي لِلتدريب في القضاء والافتاء** امارت شرعیہ بہار کو مضبوط بنیادوں پر رواں دواں کر کے اجتماعی، اجتہاد اور فقہ مقارن کو برّ صغیری علمائے کرام کے لئے لائق توجہ اور قابل عمل بنا دیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پیش لفظ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۷
پیش لفظ		۱۱
مقدمہ		۱۳
باب اوّل: برصغیر میں علوم فقہ اسلامی کا ارتقاء		۲۲
باب دوم: عربی، فارسی اور انگریزی کتابوں کے اُردو تراجم کا موضوعاتی اشاریہ		۳۲
باب سوم: بنیادی اُردو کتابوں کا موضوعاتی اشاریہ		۴۴
باب چہارم: معاصر ہندوستان میں مدارس اور علمی مراکز کی فقہی خدمات		۸۸
باب پنجم: چند اہم مطبوعہ فقہی کتابوں کا تجزیاتی اور تنقیدی مطالعہ		۱۳۷
باب ششم: فصل اوّل: پاکستان کی جامعات اور علمی مراکز میں علوم فقہ کی تدریس و تحقیق		۱۹۵
فصل دوم: اسلامی قانونی فکر کے ارتقاء اور اسلامی علوم کے نشو ونما میں برصغیر کے صاحبان علم کا کردار		۲۲۵
نتائج بحث		۲۳۵
ببلوگرافی		۲۳۹
فرہنگ مصطلحات		۲۴۲

پیش لفظ

اسلامی علوم میں فقہ اسلامی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے؛ کیوں کہ فقہ کا تعلق ایک طرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ہے، جو تمام احکام شرعیہ کا ماخذ ہیں اور دوسری طرف یہ ہر لمحہ انسانی زندگی سے مربوط ہے، یعنی فقیہ کا تعلق کائنات کے خالق سے بھی ہے اور اس کی مخلوق سے بھی، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منشأ پر بھی نظر رکھتا ہے اور لوگوں کی ضروریات اور حاجتوں کو بھی جاننے کی کوشش کرتا ہے، پھر یہ ایک ایسا قانون ہے جو کم وبیش ایک ہزار سال تک ایشیا، یورپ اور افریقہ کے بڑے حصے پر سکہ رائج الوقت کی طرح چلتا رہا ہے، اس نے مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کا سامنا کیا ہے، نیز سماجی اور معاشی نظام میں آنے والی تبدیلی کا بہتر طور پر حل پیش کیا ہے؛ اس لئے چوتھی صدی ہجری کے بعد سے پورے عالم اسلام میں زیادہ تر اہم شخصیتوں کی توجہ اور ان کی سعی وکاوش کا مرکز یہی فن رہا ہے۔

ہندوستان میں جب اسلامی علوم کی کرنیں طلوع ہونے لگیں تو شروع میں علم حدیث پر زیادہ توجہ دی گئی، خاص کر سندھ اور گجرات کے علاقہ میں؛ لیکن اس کے بعد فقہ اہل علم کی توجہ کا مرکز بن گیا اور فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاوی ہندیہ، خزانۃ الفتاوی، قضاء کے موضوع پر ''صنوان القضا '' اور اصول فقہ میں ''مسلم الثبوت'' اور اس کی شرح ''فواتح الرحموت''، نیز ''نور الانوار'' جیسی اہم تالیفات منظر عام پر آئیں، جن میں سے بعض کو فقہ اسلامی کا انسائیکلو پیڈیا کہا جاسکتا ہے؛ چنانچہ فقہاء ہند کی خدمات کو عالم اسلام نے بھی خراج تحسین پیش کیا، عربی زبان کے علاوہ اردو زبان میں بھی فقہ اسلامی کی نمایاں خدمات انجام پائی ہیں، راقم الحروف نے المعہد العالی الاسلامی کے شعبۂ فقہ کے بعض طلبہ سے سن ۲۰۰۰ء تک کی اردو مطبوعات کا تعارف مرتب کرایا

تھا، جس میں چار ہزار کے قریب کتابیں شامل تھیں، برصغیر کے علماء میں فقہ سے تعلق رکھنے والی شخصیتوں کی کثرت کا جناب محمد اسحاق بھٹی کی کتاب ''فقہاء ہند'' کی کئی جلدوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ضرورت تھی کہ فقہ اسلامی کی اہمیت اور علماء ہند کی اس فن کی طرف خصوصی توجہ کے پس منظر میں اس بات کا تحقیقی جائزہ لیا جائے کہ برصغیر میں اس علم کے ارتقاء کا سفر کس طور پر انجام پایا اور کن لوگوں نے اس میدان میں حصہ لیا؟ یہ کتاب اسی ضرورت کی تکمیل کی طرف ایک قدم ہے، جو ایم۔فل کا مقالہ ہے، یہ اصل میں انگریزی زبان میں تھا، خود مؤلف نے اس کو اردو کا پیکر عطا کیا ہے، جو ایک مقدمہ اور ۶/ ابواب پر مشتمل ہے، مقدمہ میں فقہ اسلامی کی حقیقت اور اس کے ارتقاء پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے مؤلف نے اپنی اس کاوش کا تعارف کرایا ہے، کہ یہ ۱۸۵۷ء کے بعد کی فقہی سرگرمیوں کا جائزہ ہے، پہلے باب میں برصغیر میں فقہ اسلامی کے ارتقاء پر گفتگو کرتے ہوئے ۱۸۵۷ء سے ماقبل کی فقہی خدمات کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے، نیز ۱۸۵۷ء کے بعد اس میدان میں ہونے والی غیر معمولی علمی ترقی کی طرف اجمالی طور پر اشارہ کیا گیا ہے، دوسرے باب میں عربی، فارسی اور انگریزی زبان کے فقہی لٹریچر کے اردو ترجمہ کا ذکر آیا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اس پہلو سے اکثر اہم کتابوں کا اختصار کے ساتھ ذکر آ گیا ہے، مؤلف نے تعارفی نوٹ کی بجائے کتاب کا نام، مصنف کا نام، مترجم کا نام، مطبع اور سنہ طباعت کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے، تیسرے باب میں اسی انداز پر موضوع کے اعتبار سے اردو میں تالیف شدہ کتب فقہ کی فہرست دی گئی ہے، تاریخ، اصول، عمومی کتابیں، طہارت، نماز، مسجد، روزہ و رمضان، زکوۃ و صدقات، حج و قربانی، معاشرتی مسائل، معاشی مسائل، معاشی مسائل، جرائم اور تعزیرات، بین الاقوامی قوانین، عدالتی نظام اور حظر و اباحت سے متعلق تالیفات اس میں شامل ہیں۔

چوتھے باب میں ہندوستان کے فقہی مدارس و مکاتب پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس میں

ان درسگاہوں کا بھی ذکر ہے، جن کی فقہ اسلامی پر خصوصی توجہ رہی ہے،معروف دار الافتاء کا بھی تذکرہ ہے اورعصری دانش گاہوں کے شعبۂ اسلامک اسٹڈیز کا بھی، نیز ان اداروں کا بھی جو نئے مسائل کو اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کررہے ہیں، اس باب میں 'اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا' کی خدمات کو خاص طور پر خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے،جو''حق بہ حقدار رسیدہ'' کے مصداق ہے، پانچویں باب میں چند اہم فقہی کتابوں کا تعارفی نوٹ کے ساتھ تذکرہ ہے، اب یہ بات ظاہر ہے کہ ہر مصنف اپنی سوچ کے مطابق کتابوں کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے،جس سے دوسرے اہل علم کو اختلاف ہوسکتا ہے۔

چھٹے باب میں دو فصلیں ہیں، پہلی فصل میں پاکستان کی سرکاری جامعات خاص کر ''بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد کی خدمات، نیز سندھ کے علماء کی خدمات اور بعض حکومتی اور پرائیویٹ اداروں کی خدمات کا تعارف ہے، جو یقیناً ہندوستان کے لوگوں کے لئے معلومات میں اضافہ کا باعث بنے گا، اس کی دوسری فصل میں ''ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد' کے ایک سیمینار کی رپورٹ ہے،جس میں مؤلف کتاب نے شرکت کی تھی، کتاب کے اخیر میں ببلوگرافی اور فرہنگِ مصطلحات ہیں،جس سے قارئین کو سہولت ہوتی ہے۔

بحیثیت مجموعی یہ برصغیر ہند وپاک کی فقہی خدمات پر ایک عمدہ کاوش ہے، جولوگ آئندہ اس موضوع پر قلم اٹھائیں گے، ان کے لئے یہ ایک بہتر اور پر از معلومات متن کا کام دے گا، یہ بات بہت اہم ہے کہ مؤلف نے ہر طرح کی تنگ نظری سے اوپر اٹھ کر تمام مکاتب فکر —— دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، جماعت اسلامی، شافعی، شیعہ—— کی اہم کتابوں کو شامل رکھا ہے ، ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس نقطۂ نظر کو درست سمجھتا ہے ، اسے قبول کرے، جن شخصیتوں سے محبت رکھتا ہے، ان سے محبت کرے؛ لیکن واقفیت کا دائرہ اپنے مسلک تک محدود نہیں ہونا چاہئے، پوری ملت کی خدمات اس کی نظر میں ہونی چاہئیں اور ہر اچھے کام کو قدر ووقعت

کی نظر سے دیکھنا چاہئے، اگر کوئی صاحب علم دوسرے مکاتب فکر کی خدمات سے بھی آگاہ ہو اور پھر کسی مسلک کو اختیار کرتا ہو تو اس کا یہ انتخاب بھی زیادہ بصیرت پر مبنی ہوگا۔

مؤلف کتاب ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ کے فضلاء میں ہیں، انہوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ اسلامک اسٹڈیز سے پی ایچ ڈی کیا ہے اور ان کی اس تالیف سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے موضوع کے براہ راست مآخذ تک پہونچنے کی کوشش کی ہے، دعاء ہے کہ مؤلف کی یہ کاوش مقبول ہو اور فقہ کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے اساتذہ اور طلبہ اس سے نفع اٹھائیں۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکریٹری، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

۲۳/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
۱۹/دسمبر ۲۰۱۱ء

پیش لفظ

نَحْمدہٗ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِہِ الْکَرِیْم وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن اَمّابَعْد

کتاب کے عنوان کے انتخاب کے پس پشت متعدد محرکات وعوامل پیش نظر رہے ہیں۔ ان میں سب سے اہم عامل یہ داعیہ تھا کہ گذشتہ صدی کے اختتام تک اُردو زبان میں تیار شدہ فقہی لٹریچر کی ایک ببلوگرافی تیار کر دی جائے تا کہ جنوبی ایشیاء کے برصغیری خطے کا فقہی پس منظر ہمارے سامنے نکھر کر آجائے اور جہاں یہ ببلوگرافی فقہ اسلامی کی علمی سطح سے ہمیں باخبر کرنے میں معاون ہو، وہیں نوجوان اسکالرز کے لئے ایک علمی مخزن اور مستند ذخیرہ کا بھی کام دے سکے۔

راقم سطور کے علم میں ہندوستانی فقہاء کی خدمات کا کوئی سروے اب تک نہیں آسکا ہے چنانچہ یہ سروے آئندہ کے تنقیدی جائزوں میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کتاب میں جابجا تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہندی مسلمانوں کی فقہی بصیرت اور ذہن کی تفہیم کے دوش بدوش اس ملک کے علماء وفقہاء کی علمی وفکری جستجو کو سمجھنے کا یہ ایک آئینہ بھی ہے۔ یہ کتاب اس خواہش کے ساتھ ہدیہ ناظرین کی جارہی ہے کہ آئندہ برسوں میں کچھ محنتی اسکالرز ہندوستانی فقہا کی خدمات کا گہرا علمی جائزہ لینے میں اس کاوش سے مدد حاصل کرسکیں گے۔ بنیادی طور پر یہ کتاب میرے ایم.فل. کا مقالہ ہے جو انگریزی زبان میں لکھا گیا تھا اور اب بے شمار اضافوں کے ساتھ اُردو زبان میں ہدیہ ناظرین کیا جارہا ہے، اس امید کے ساتھ کہ قارئین اپنی قیمتی آراء سے باخبر کرنے کی زحمت کریں گے تا کہ آئندہ اشاعت میں غلطیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

کتاب کی تیاری میں شعبۂ اسلامک اسٹڈیز علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تین اصحاب علم

وعرفان کی بھرپور معاونت راقم سطور کو حاصل رہی ہے۔مشرف محترم پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی صاحب نے اِس کتاب کے انگریزی مواد کا حرف حرف دیکھا اور تنقیدی نگاہ ڈالی۔حقیقت یہ ہے کہ علم کے میدان میں اُنہوں نے قلم پکڑنا سکھایا ہے۔اُستاذ گرامی پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی صاحب نے اس کتاب کے دروبست کو درست کیا ہے۔اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔اللہ تعالیٰ ان اساتذۂ کرام کو علم و تحقیق کی خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔آمین!

شعبۂ اسلامک اسٹڈیز کے لائبریرین جناب کبیر احمد خاں نے ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی۔ کے زمانوں میں بھرپور معاونت فرمائی۔آج بھی وہ ہر کس و ناکس کی مدد کے لئے ہمہ آن تیار اور مضطرب نظر آتے ہیں۔اُن کا خصوصی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اس کتاب کو اُردو زبان کا جامہ پہنانے میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے خضرِ طریق کا فرض انجام دیا جس کی جوہر شناسی اور خورد نوازی نے مجھ جیسے بے مایہ کے اندر اس میدان کا شہ سوار بننے کا اشتیاق موجزن کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ موصوف کو علوم و معارف کا امین و نگہبان بنادے۔آمین!

اس تحریر کو ہدیہ ناظرین کرتے ہوئے والد ماجد ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحب نزہتی کی پاکیزہ خدمت میں احسان مندی کے جذبات نچھاور کرتا ہوں جنہوں نے اپنی زندگی کے اٹھاسی سال مکمل کر لئے ہیں اور آج بھی علوم و معارف کی جدید کاری کی حوصلہ افزائی اور تحقیق سے وابستہ افراد کو اخلاص و للّٰہیت اور جہد مسلسل کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔والد محترم نے مرحومہ والدہ ماجدہ ساجدہ خاتون صاحبہ کے سرگرم تعاون سے اس گنہگار کو علم و تحقیق کا جویا بنادیا۔خدا کرے کہ اس تحریر کی طباعت کو جلد ہی وہ ملاحظہ بھی کرسکیں۔آمین۔

ضیاء الدین فلاحی

مقدمہ

لفظ فقہ کے لغوی معنی ''الشق والفتح''، یعنی پھاڑنے اور کھولنے کے ہیں، چنانچہ علم وفہم کے لیے کسی مسئلے سے پردہ اُٹھانا ضروری ہوتا ہے اور یہی کام فقہاء کرتے ہیں۔ اہل اسلام کی اصطلاح میں علم دین اور علم شریعت کا نام فقہ ہے۔ چنانچہ عربی لغات قرآنی آیات اور احادیث کے متون غور وفکر اور مطالعہ کے معنی کی رعایت کرتے ہیں (۱)۔ انسانی زندگی کے لامتناہی اعمال واشغال کا دینی مطالعہ جن حضرات نے کیا وہ فقہاء کہلائے۔ ان مسائل کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہوتی ہے۔ ان امور دینیہ کا انتہائی گہرا مطالعہ اور تجزیہ فقہ اسلامی کی جولان گاہ قرار پاتا ہے۔ علامہ جار اللہ زمخشری (م ۱۱۴۷ء) لکھتے ہیں: والفقہُ حقیقتہُ الشَقُ والفَتْحُ والفقیہ الذی یشقُ الاحکام ویُفتّشُ عن حقائقھا ویفتحُ ماستغلَقَ منھا (فقہ کے حقیقی معنی ہیں پھاڑنا اور کھولنا، فقیہ دراصل احکام کا تجزیہ اور تحقیق کرتا ہے۔ ان کے حقائق کی تفتیش کرتا ہے اور مبہم اور مغلق احکام کو کھول کر واضح کرتا ہے) (۲)۔ چنانچہ قرآن پاک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں فقہ کا استعمال جہاں جہاں ہوا اُن کے استیعاب سے جو چیز نکھر کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ یہ لفظ بصیرت افروز، بصیرت آمیز اور مبنی بر بصیرت تعلیم کے لئے استعمال ہوا ہے جس کی گہرائی اور گیرائی کی مثال انسانی افکار وعلوم کی تاریخ میں ناپید ہے۔ فقہ کے ارتقاء اور تشکیل میں مسلمانوں کے بہترین دماغوں نے حصہ لیا ہے اور اس مجموعہ علوم کو بجا طور پر اسلامی علوم وثقافت اور تہذیب وافکار کا گل سرسبد قرار دیا جانا چاہیے (۳)۔

فقہ اسلامی کے آغاز کی تاریخ قرآن مجید کی پہلی وحی کے نزول کے وقت سے شروع ہو جاتی ہے۔ انسانی ضروریات کی فزودگی کے دوش بدوش فقہ اسلامی ترقی کرتا رہا اور دیگر اسلامی

علوم کی مانند اپنی جداگانہ اقلیم کی حصار بندی کرتا رہا، یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری میں فقہاء اربعہ کی بے نظیر کاوشوں کے طفیل اپنی ترقی یافتہ منزل کو پہنچ گیا۔ عہد عباسیہ کے علماء نے اس فن کو ترقی دی اور سلاطین نے اس کی تعمیر وترقی میں دلچسپی لی۔ بعد کے ایام میں یہ فن بلادِ اسلامیہ کے مدارس کے نصابات کا اٹوٹ حصہ بنتا رہا اور علماء وفضلاء کے علمی حلقوں میں بحث ونظر کا ایک دلچسپ، بامعنی اور ناگزیر مضمون بن گیا[۴]۔ موٹے طور پر فقہ اسلامی کو ترقی کے چار ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ دور اوّل عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جسے قانون وشریعت سازی کا دور کہا جاتا ہے۔ اس عہدِ میمون میں شریعت کے احکام کی ضابطہ بندی قرآن اور احادیث رسول کی بنیاد پر ہورہی تھی۔ اس پورے عہد میں یہی دو بنیادیں تھیں جن پر انسانی زندگی کی مختلف الجہات سرگرمیوں کو ہدایت فراہم کی جارہی تھی۔ ان مسائل اور سرگرمیوں نے اسلامی قانون کی اقلیم میں مرکزی حیثیت حاصل کرلی اور آئندہ کی نسلوں کے لئے قیاس واجتہاد کے ذریعہ شرعی رہنمائی وپیشوائی کی ذمہ داری قبول کرلی۔ اس دور کو قانون سازی (Legislation) کا دور کہا جاتا ہے[۵]۔

فقہ اسلامی کے ارتقاء کا دور ثانی خلفاء اربعہ سے گذرتا ہوا عہد اموی میں فروکش ہوجاتا ہے۔ یہ دور جمع وتدوین اور بنیادی مصادر کی تفسیر وتاویل (Collection/ Interpretation) کا دور کہلاتا ہے۔ اس عہد میں منتشر اجزائے قرآنی کی جمع وتدوین کا بے نظیر کارنامہ انجام دیا گیا اور انہیں مصحف عثمانی کی شکل میں ایک نسخے/قرأت پر یکجا کرکے بلادِ اسلامی میں تقسیم کردیا گیا۔ اسی عہد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ارشادات، اعمال اور اخبار کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سرگرم مشارکت کے ذریعہ زبانی طور پر سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ اگرچہ جزوی طور پر انفرادی کوششیں ان ذخائر کو سفینوں میں بھی منتقل کررہی تھیں البتہ تابعین کے دور میں روایت ودرایت کا کٹھن کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، جس کی نظیر علوم انسانی

کی تاریخ میں ناپید ہے۔ شریعت اسلامی کے دو کلیدی ماخذ قرآن وسنّت کے احکامی حصوں کی تفسیر وتشریح کا عمل شروع ہوا، جدید مسائل کے تصفیے اور فروعی مسائل کے حل میں ان بنیادی ماخذ سے استفادہ کیا گیا۔ اسی عہد میں قیاس اور اجماع سے مدد لے کر عمرانیات کے سینکڑوں مسائل شریعت کی رہنمائی میں آ گئے۔

فقہ اسلامی کے ارتقاء کا تیسرا دور دوسری اور تیسری صدی ہجری کو محیط ہے اور یہ دور فقہ کی افزودگی اور ترقی کے اعتبار سے کافی اہم تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی دور میں چار دبستان فقہ کا وجود عمل میں آیا جو حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے ناموں سے معروف ومعتبر ہوئے۔

ان چار مذاہب فقہیہ نے شریعت اسلامی کی جو خدمت انجام دی، وہ سنہرے حروف سے خراج تحسین کی مستحق ہیں۔ یہی وہ عہد ہے جس میں دیگر علوم اسلامیہ: تفسیر، حدیث اور تصوّف وکلام پر بے شمار کتابیں تصنیف کی گئیں۔ جہاں تک فقہ اسلامی کا معاملہ ہے، بانیان مذاہب نے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اپنے شاگردوں کی علمی مجالس میں بحث وتحقیق کے ذریعہ عظیم الشان علمی سرمایہ تیار کر دیا جن کی تشریح وتدوین کا کام بعد کے شاگردوں اور منتسبین نے انجام دیا۔ اس عہد کا دوسرا قابل افتخار سرمایہ علم اصول فقہ کی تدوین ہے۔ اس فن کی ایجاد کا سہرا بنیادی طور پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جاتا ہے، جنہوں نے اس فن پر کلیدی کتاب 'الرسالہ' لکھ کر اسلامی علوم میں ایک محمود اضافہ فرمایا(۱)۔

چار دبستان فقہ کے وجود میں آ جانے کے بعد چوتھے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اس دور کے بارے میں مشہور کیا گیا کہ اس میں تقلیدی رجحان کی بالادستی قائم رہی اور یہ دور بنیادی ماخذ شریعت سے اخذ واستفادہ اور استناد میں بہت پیچھے نظر آتا ہے۔ یہ خیال پورے طور پر صحیح نہیں ہے، کیونکہ چاروں فقہ کے عظیم الشان سرمایے کی حفاظت کا کام بذات خود دشوار ترین تھا جسے ان مسالک کے ائمۂ کرام نے انجام دیا، سیاسی ابتری کے اس دور میں سینوں اور سفینوں کے درمیان

ہم آہنگی قائم کرنا اور پھر سفر وحضر کی دشواریوں کے باوجود اُن کی تشہیر و ابلاغ کا انتظام کرنا دوسرا دشوار تر معاملہ تھا۔ اسلامی تمدن و تاریخ کے مختلف ہنگامی صورت حال میں عصری حالات سے نبرد آزمائی فقہاء اسلام کے لئے چیلنج بنا دیا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ پچاس پچاس سال تک ضرورت متقتضی ہوئی کہ شروح وحواشی اور تقلیدی رجحان کو بدستور جاری وساری رکھا جائے، چنانچہ تاریخ نے وہ ادوار بھی دیکھے ہیں جب کہ حالات کی سازگاری کے طفیل مذکورہ چار دبستانوں کے مختلف فقہاء نے اجتہاد سے کام لیا اور بنیادی ماٰخذ کی بالا دستی کو قائم اور تسلیم کروانے میں سرفروشانہ خدمات انجام دیں۔

اس دور تقلید میں فقہاء کرام نے اپنے آپ کو اسلامی قانون کی تفہیم وتعبیر کے لیے ان چاروں اماموں کی آراء اور تصانیف کا اسیر بنالیا۔ چنانچہ اس دور میں قانونی مسائل کے تصفیے کے لئے قرآن وسنّت کی طرف مراجعت کا رجحان کم ہوتا چلا گیا اور عصری مسائل کے حل کے لیے اجتہادی ذوق کی سرگرم آبیاری عنقا ہوتی چلی گئی۔ چنانچہ فقہی تعامل کا سارا زور بنیادی کتب فقہ کے شروح وحواشی اور تعلیقات کی تیاری میں صرف ہوکر رہ گیا۔ البتہ تیرہویں صدی ہجری میں تقلیدی رجحان میں کمی نظر آتی دکھائی دیتی ہے، کیونکہ یہ دور اس بات پر مصر رہا کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے۔ اس دور کے بعض علماء نے جرأت کے ساتھ اجتہاد سے بھرپور استفادہ کیا، چنانچہ امام ابن تیمیہ (م ۱۳۲۸ء) اور اُن کے تلمیذ رشید امام ابن قیم (م ۱۳۵۰ء) خصوصی تذکرہ کے مستحق ہیں۔ امام ابن تیمیہ کے فتاویٰ کے مجموعوں نے فقہ کے باب میں اجتہاد سے بھرپور استفادہ کیا اور اُس کی عملی تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کیا(۷)۔ اسلامی دنیا کے بعض دیگر رجال بسط وکشاد نے تقلیدی رجحان کے علی الرغم اجتہاد کو زندۂ جاوید بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں امام ابن حزم (م ۱۰۶۴ء) اور امام ابو اسحٰق شاطبی (م ۱۳۸۸ء) کے اسماء گرامی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں(۸)۔

تقلید و اجتہاد پر عمل آوری اور اُن کی ناگزیریت کے سلسلے میں فقہاء کے درمیان نظری و فکری اختلافات کے باوجود ان حضرات کا فقہی تعامل بھرپور نظر آتا ہے۔ فقہاء کرام نے بعد کی صدیوں میں اپنے اپنے علاقوں کی زبانوں (عربی، فارسی، ترکی، سندھی، اُردو) میں فقہی سرمایہ کی تخلیق میں تاریخی کارنامہ انجام دیا۔ عہدِ وسطیٰ کے ہندوستان: عہد سلطنت و عہد مغلیہ میں فقہی کتابیں عربی اور فارسی میں کثرت سے تصنیف کی گئیں۔ یہی دو زبانیں اس دور میں علمی حلقوں میں مقبول تھیں۔ البتہ مابعد عہد مغلیہ کے دور میں فقہی کتابیں اُردو زبان میں تیار کی گئیں۔

فقہی کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ جنوبی ایشیاء کے اس خطّہ برّصغیر میں سترہویں صدی کی آخری چوتھائی سے شروع ہو چکا تھا، البتہ کتابوں کی طباعت کا کام اٹھارہویں صدی عیسوی کی آخری چوتھائی میں نظر آنے لگا۔ شروع میں فقہی کتابیں منظوم پیرائے میں یا دکھنی زبان میں تصنیف کی گئیں لیکن اُردو زبان کے فروغ کے ساتھ ہی دکھنی زبان سے اُردو زبان کی طرف فقہاء کی توجہ منعطف ہوگئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آغاز میں مختصر رسائل لکھنے کا رواج تھا جو کسی مخصوص مسئلہ پر روشنی ڈالتے تھے لیکن جلد ہی ہندوستانی فقہاء نے بنیادی عربی کتب فقہ اور اصول فقہ کو اُردو زبان میں منتقل کرنے کا بیڑہ اُٹھالیا۔ بیسویں صدی کے آتے آتے فقہاء ہند نے فقہی کتب کی اُردو زبان میں تیاری کے ساتھ ساتھ متعدد جلدوں پر مشتمل فتاویٰ لٹریچر کی تیاری میں محنتیں صرف کیں۔ چنانچہ گزشتہ صدی میں عمومی نوعیت کی سینکڑوں فقہی کتابیں اور مخصوص موضوعات پر مشتمل کتابیں/کتابچے/رسائل معرضِ وجود میں آچکے تھے۔ ان کتابچوں کے مطالعہ کے بعد وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ہندوستانی فقہاء کے آبشارِ قلم سے جاری یہ فقہی سوتے محض قدماء کی تشریحات پر مبنی فقہی کھتونی نہیں ہیں اور نہ ہی یہ قدماء کی کتابوں میں مذکور مسائل کا محض خلاصہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ برّصغیر کا فقہی ورثہ جو عمومی کتب اور فتاویٰ کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس میں ہندوستانی فقہاء کرام نے عرق ریزی اور بصیرت نگہی کے ساتھ عصر

جدید کے مذہبی، سماجی اور معاشی مقتضیات کے تحت مسائل کا احاطہ کیا ہے۔دوسری جانب یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ یہ تیارشدہ اُردو فقہی سرمایہ محض چار فقہاء کی آراء کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ ان کتابوں کے اندر اہل حدیث، بریلوی اور شیعہ حضرات کے نقطۂ نظر کی بھی وکالت و وضاحت نظر آتی ہے۔ اس طرح یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ برصغیر کا یہ فقہی ذخیرہ عددی کثرت، اختلاف کا تنوع اور متون کی ثروت سے عبارت ہے۔

زیر نظر کاوش ۱۸۵۷ء کے بعد کی فقہی سرگرمیوں کے جائزے پر مشتمل ہے۔اس کوشش کے ذریعہ اُردو زبان میں تیار شدہ فقہی اشاریہ قارئین کے سامنے آسکے گا جو گذشتہ صدی کے آخری عشرے کو محیط ہے۔یہ کتاب چھ(۶) ابواب پر مشتمل ہے۔باب اوّل میں فقہاء ہند کی اُن کاوشوں کا بھی ذکر ضمناً آگیا ہے جو عہد سلطنت ومغلیہ میں عربی وفارسی زبانوں کے توسط سے انجام دی گئی ہیں۔اسی طرح سلاطین ہند کے گرم جوش رویوں کا بھی اظہار کیا گیا ہے جو فقہ اسلامی کے فروغ کا اہم ذریعہ ثابت ہوئیں۔اس باب میں عصر جدید کے اُن بالغ نظر مجتہد فقہاء کرام کی کاوشوں اور خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے جنہوں نے اجتہادی بصیرت سے کام لیتے ہوئے سینکڑوں عصری مسائل کا حل پیش کر کے برصغیر کے مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے۔باب دوم میں ایک اشاریہ کے تحت اُردو زبان میں منتقل ہونے والی تحریروں کا اجمالی تذکرہ ہے۔اس میں نوّے(۹۰) کتابوں کی مکمل تفصیل فراہم کردی گئی ہے۔باب سوم میں ایک اشاریہ کے ذریعہ پندرہ (۱۵) ذیلی عنوانات کے تحت اُردو زبان میں طبع زاد کتابوں کی فرہنگ تیار کی گئی ہے اور تقریباً پانچ سو کتابوں کے مصنفین/مؤلفین/حاشیہ نگاران، مطابع، مجلات، صفحات اور سنین طباعت فراہم کردی گئی ہیں۔باب چہارم کے ذریعہ مختلف مدارس وعلمی مراکز کی فقہی خدمات کا اعتراف ہوتا ہے اور جدید ہندوستان میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور اہل تشیع کی فقہی امہات کتب اور دارالافتاء والقضاء کے ساتھ ساتھ امارت شرعیہ، پٹنہ، فیکلٹی آف دینیات، علی

گڑھ مسلم یونیورسٹی اور اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی کی باوقار خدمات سے سیر حاصل واقفیت ہوتی ہے۔باب پنجم میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ بعض اہم اُردو کتب فقہ کا تعارف حاصل کیا جائے۔ان کتب کے تعارف کے ذریعہ ہندوستانی فقہاء کی اجتہادی بصیرت، ژرف نگاہی اور انتھک جد وجہد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔چنانچہ عصری مسائل سے متعلق ایسی اسّی (۸۰) کتابوں کا اجمالی تذکرہ کردیا گیا ہے۔باب ششم میں پاکستان کے صوبۂ سندھ اور اسلام آباد کے تعلق سے فقہ اسلامی کی تحقیق وتدریس کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔اس باب کے انضمام کا مقصد محض ایک جائزہ وتعارف لینا ہے۔اس جائزے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہندوستان سے مہاجرت کے نتیجہ میں بعض فقہاء نے جہاں ایک طرف علمی وفکری کاموں کو فروغ دیا، وہیں دوسری طرف فقہی تدریس وتحقیق کے میدان میں قابل ذکر نقوش چھوڑے۔اس باب کی ایک فصل میں عالمی سمینار منعقدہ ۲۰۰۹ء، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کی ایک رپورٹ بھی شامل کردی گئی، جس میں راقم سطور کی شرکت ہوئی تھی۔ اس رپورٹ کے ذریعہ ہمسایہ ملک کے معاصر اصحاب علم کی فقہ ومتعلقات فقہ کے میدان میں شرکت وحصہ داری کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

اس کتاب کے مواد کے حصول میں راقم سطور نے بنیادی طور پر تقریباً تین سال (۱۹۹۴۔۱۹۹۶ء) صرف کئے ہیں۔ اس دوران مولانا آزاد لائبریری اے۔ایم۔یو۔علی گڑھ، لائبریری اسلامک اسٹڈیز، اے۔ایم۔یو۔، سمینار لائبریری، فیکلٹی آف دینیات (شیعہ وسُنّی)، شعبۂ اُردو اور تاریخ، اے۔ایم۔یو۔علی گڑھ، لائبریری ادارہ تحقیق وتصنیف علی گڑھ، لائبریری ادارہ علوم القرآن، علی گڑھ اور لائبریری مجمع العلمی، علی گڑھ کے علاوہ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ سے خصوصی استفادہ کیا گیا۔چنانچہ گذشتہ صدی کے اواخر تک کی مطبوعات ہی اس کتاب میں شامل ہوسکی ہیں۔ البتہ بعض فصلوں میں اکیسویں صدی کی رواں دہائی کا بھی جائزہ آگیا ہے۔بعض مطبوعہ ببلوگرافی سے بھی مدد لی گئی ہیں جن میں قاموس الکتب (ڈاکٹر

عبدالحق) کراچی،فہرست اُردو مخطوطات (عبدالقادر سرتی) حیدر آباد،ہندوستان میں اسلامی علوم وادبیات (عمادالحسن آزاد فاروقی) دہلی خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔

بلوگرافی پر مشتمل یہ کتاب ہندوستانی مصنفین، مؤلفین، مدونین ومرتبین، نیز مترجمین کی کاوشوں کا خوبصورت گلدستہ ہے۔ آزادیٔ ملک کے بعد بہت سارے اُن پاکستانی برادران اسلام کی فقہی کاوشوں کو بھی مختلف مقامات پر جگہ دی گئی جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کی علمی زندگی کا بیشتر حصہ ہندوستان میں گذرا جہاں رہ کر اُن کے اندر فقہی رسوخ پیدا ہوا اور اُن کی دیگر علمی کاوشیں یہاں چھپ بھی چکی ہیں۔ اس فہرست میں ذیل کے اساتذہ علم وفن شامل کئے گئے ہیں:

مفتی محمد شفیع؛ مولانا مناظر احسن گیلانی؛ مولانا شبیر احمد عثمانی؛ مولانا جعفر شاہ پھلواروی؛ مولانا رئیس احمد جعفری؛ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی رحمہم اللہ وغیرہ۔

اس بات کے اعتراف میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اس کتاب میں بہت ساری ایسی کتابیں شامل کر لی گئی ہیں جن کی بعض معلومات کا سراغ نہیں لگ سکا، مثلاً سن طباعت یا صفحات، یا مطابع یا مُرتِّب ومؤلف میں سے بعض کی تفصیل فراہم نہیں ہوسکی لیکن اُن کی اہمیت کے پیش نظر انہیں نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی کتابیں براہ راست میرے مطالعہ میں نہیں آسکیں البتہ ثانوی مآخذ سے اُن کا حصول ممکن ہوسکا۔ اسی طرح کتابوں کی موضوعاتی فہرست سازی کے سلسلہ میں بھی بعض تسامحات کا قوی امکان ہے کیونکہ بعض اوقات عربی وفارسی زدہ عنوانات کے ذریعہ اُن کے خمیر اور حقیقت کا اندازہ لگانا مشکل ہوگیا، چنانچہ ان کتابوں کے غیاب کے نتیجہ میں اُن کی زیارت کرنا ممکن نہ ہوسکا۔ ان ملاحظات کے ساتھ راقم سطور کو اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ کام نہ مکمل ہے اور نہ آخری البتہ جو بھی بس میں تھا، قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُس کی قبولیت کی دعا کرتا ہے: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

حواشی و تعلیقات:

(۱) الانعام : ۶۵، ۹۸، الاعراف :۱۷۹، التوبہ:۸۷ ابن منظور، لسان العرب مطبع بولاق، مصر ۱۹۹۵ء جلد ۱۷/ ۳۱۸، صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللّٰہ بہ خیراً یُفَقِّهْهُ فی الدین، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر ۷۱، جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الاستیصاء بمن یطلُبُ العلم، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر ۲۶۵۰۔

(۲) زمخشری۔ الفائق فی غریب الحدیث، بیروت، ۱۹۷۹ء جلد ۳/ ۱۳۴۔

(۳) الحامی صبحی محمصانی، فلسفہ التشریع فی الاسلام، بیروت ۱۹۵۲/ ۱۳۔۱۴ نیز دیکھئے: ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں، علم اصول فقہ، ایک تعارف، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان، جلد اول، ۲۰۰۶، ص ۱۱۔

(۴) القلقشندی، صبح الاعشیٰ، قاہرہ ۱۹۱۵/ ۵/ ۶۹، شہاب الدین العمری، مسالک الابصار، انگریزی ترجمہ از ڈاکٹر اوٹو اسپائز، علی گڑھ، ۱۹۴۳/ ۲۴، عزیز احمد، An Intellectual History of Islam in India,Edinburg 1969,Vol.2 P.4

(۵) الحامی صبحی، حوالہ سابق ۱۰۴، ۱۱۰۔

(۶) الحامی صبحی، حوالہ سابق ۲۹، ۳۷، ۴۱، ۴۵، محمد خضری بک، تاریخ التشریع الاسلامی، قاہرہ ۱۹۳۹/ ۲۲۹، ۲۳۹، ۲۵۱، ۲۶۰۔

(۷) محمد ابو زہرہ، تاریخ مذاہب فقہیہ، قاہرہ ۲/ ۴۹۰، مزید دیکھیں: محمد ابو زہرہ، ابن تیمیہ حیاتہ و عصرہ و فقہہ، دار الفکر العربی، قاہرہ ۱۹۵۲ء/ ۴۹۳۔۴۹۵، ۵۲۵۔

(۸) دیکھئے، تاریخ مذاہب فقہیہ کے مختلف ابواب، حوالہ سابق۔

باب اول

برّصغیر میں علوم فقہ اسلامی کا ارتقاء

ہندوستان میں مسلم عہد کے دوران فقہ اسلامی کو وقعت و فضیلت حاصل رہی۔ عہد سلطنت و مغلیہ کے علماء کرام نے اس فن کو اپنی دلچسپیوں کا مرکزی عنوان بنایا کیونکہ علماء میں اکثریت ایسے فقہاء کی تھی جو سینٹرل ایشیاء سے مہاجرت کر کے ہندوستان میں فروکش ہو گئے تھے۔ اس علم کے فروغ کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اسے سیاسی فرمانرواؤں سے قربت کا ایک اہم وسیلہ تصور کیا جانے لگا۔ نیز اس فن میں مہارت کے ذریعہ کوئی سیاسی وحکومتی عہدہ بھی تفویض کئے جانے کی امید ہوتی تھی۔ چنانچہ تدریس وتصنیف کے میدانوں میں علم فقہ کو مہتم بالشان مقام حاصل ہو گیا تھا۔ دوسری طرف اس عہد کے سیاسی فرمارواؤں نے اپنے دربار کے علماء کی ماتحتی میں اس فن کے فروغ میں خصوصی دلچسپی ظاہر کی جس کے ذریعہ اُنہوں نے حکومت کی بعض ضرورتوں کی تکمیل بھی کی تھی۔ ان سلاطین نے ایسے علماء کی مالی مدد کی جنہوں نے علوم فقہ کی تدریس یا تصنیف کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا[1]۔

ہندوستان میں مدارس یا اسلامی علوم کے مراکز کی تاریخ اُسی قدر قدیم ہے جس قدر مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد قدیم ہے۔ مسلم حکومت کا دائرہ جس قدر بڑھتا رہا، مدارس کی تعداد میں بھی اُسی قدر اضافہ ہوتا رہا۔ ان اداروں میں فقہ اسلامی کو نہ صرف یہ کہ نصاب کے ایک مضمون کی حیثیت میں قبول کیا گیا بلکہ درسی مطالعات میں ایک معتبر مقام عطا کیا گیا۔ معاصر تاریخی دستاویزات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دور میں اس فن کو امتیازی شان حاصل تھی اور اس دور کے مدارس میں اس کی تدریس کا معقول انتظام تھا[2]۔ دوسری جانب علماء کی محفلوں میں فقہی

وقانونی مسائل بحث وتمحیص کاموضوع بننے لگے اور بسا اوقات اپنے زمانہ میں پیش آمدہ مسائل کی بابت وہ اظہار خیال بھی کر دیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی تاریخی شواہد سے معلوم ہوتی ہے کہ سلاطین ہند عام طور پر فقہاء کی معیت کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے تھے اور اُن سے اکثر وبیشتر تبادلۂ خیال بھی کیا کرتے تھے۔ ان مباحثوں کے ذریعہ وہ حکومت وحکمرانی کے بعض پیچیدہ مسائل میں شرعی رہنمائی بھی دریافت کیا کرتے تھے (۳)۔ شرعی رہنمائی کے حصول کے پیش نظر سلاطین ہند علماء اور فقہاء کی مجالس کا انعقاد کرتے اور اُن میں اہم اور اختلافی امور کے متعلق تبادلۂ خیال کرتے تھے۔ ان مجالس کو اس زمانہ میں محضر کہا جاتا تھا (۴)۔

عہد وسطیٰ کے ہندوستان میں علوم فقہ اسلامی کی ہر دلعزیزی کا عالم یہ تھا کہ اس دور کے صوفیاء کرام نے بھی اس وادی میں قدم رکھا اور تدریس وتصنیف کے ذریعہ اس فن کی بیش بہا خدمت انجام دی مثلاً شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو جو نظام الدین اولیاء کے تلمیذ رشید تھے، اُن کی فقہ میں جامعیت اور دلچسپی کی بنا پر ابوحنیفہ ثانی کہا جانے لگا (۵)۔ نظام الدین اولیاء کے دیگر شاگردوں میں شیخ فخر الدین زرّادی اور قاضی محی الدین کاشانی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات فقہ اسلامی سے متعلق علوم پر ماہرانہ دستگاہ رکھتے تھے، یہی بات شیخ حسام الدین کے بارے میں بھی کہی جاتی ہے (۶)۔ اس زمانہ میں علماء کرام نے جو تصنیفات حوالہ تاریخ کی ہیں، اُن کے اندر بھی علوم فقہ سے متعلق مباحث نظر آتے ہیں اور بعض مخصوص فقہی کاوشیں بھی ہمیں ملتی ہیں۔

ہندوستان میں یوں تو تصنیف وتالیف کا سلسلہ بہت پہلے شروع ہو چکا تھا لیکن ایک قدیم کتاب مجموعہ سلطانی کے نام سے پائی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ محمود غزنوی کے دور سے تعلق رکھتی ہے (۷)۔ عہد وسطیٰ کے علماء کرام نے شروح وحواشی کے عنوانات کے تحت سینکڑوں کتابیں تیار کیں جو بالعموم قدیم فقہاء احناف کی کتابوں پر اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان حضرات نے متعدد بنیادی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں (۸)۔ عہد وسطیٰ کی فقہی کتابیں عربی

وفارسی زبانوں میں تیار کی گئی ہیں البتہ عربی زبان کو ترجیح حاصل رہی۔ فقہ واصول فقہ سے متعلق ہدایہ، القدوری، وقایہ، اصول بزدوی، مسلم الثبوت اور المنار وغیرہ پر شروح وحواشی تیار کی گئیں۔ ہندوستانی فقہاء نے ہدایہ اور قدوری کی پندرہ سے زاید شرحیں اور حواشی تیار کی ہیں۔ دوسری طرف کبھی کبھی حاشیہ درحاشیہ کا اہتمام بھی کیا گیا[9]۔

عہد وسطی کے فقہی ذخیرے میں فتاوی لٹریچر کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ اکثر کتابیں سلاطین یا امراء کے ناموں کے انتساب کے ساتھ معروف کی گئیں مثلاً فتاوی غیاثیہ، فتاوی فیروز شاہی[10]، فتاوی تاتارخانی، فتاوی ابراہیم شاہی اور فتاوی عالم گیری[11]۔ فن فتاوی کی ترویج میں اس عہد کے صوفیاء نے بھی دلچسپی لی ہے اور مجموعے تیار کیے ہیں مثلاً شیخ یوسف گدائی اور شیخ رکن الدین، شیخ نظام الدین اولیاء کے دو شاگرد تھے، جنہوں نے منظوم فقہی رسالہ بعنوان تحفۃ النصائح اور زلۃ الفقہاء[12] (بالترتیب) تیار کئے۔ اسی طرح ایک دوسرے صوفی شیخ فضل اللہ معروف بہ ماجو نے "فتاوائے صوفیاء" تالیف کی[13]۔

عہد وسطی کی فقہی کاوشوں کا ایک خاص پس منظر اس کا حنفی نژاد ہونا ہے۔ ترک اور مغل سلاطین اور جن علماء نے ان سلاطین کی مصاحبت اختیار کی، ماوراء النہر کے مختلف شہروں سے مہاجرت کر کے ہندوستان آنے پر مجبور ہوئے تھے، سب کے سب امام اعظم کے پیروکار تھے۔ ان سلاطین نے اُن مہاجر علماء وفضلاء کی نہ صرف دل جوئی کی بلکہ اُن کی محافظت بھی فرمائی۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ سلاطین دہلی اور بعد میں مغل بادشاہوں نے حنفی فقہ کو سرکاری طور پر منظوری عطا کی، چنانچہ فطری طور پر فقہاء اور دانشوروں کو اس فقہ کی ترویج واشاعت میں دلچسپی رہی۔ مغلیہ سلطنت کا آفتاب جب غروب ہو گیا تو انیسویں صدی کے نصف ثانی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا تسلّط پورے برصغیر پر قائم ہو چکا تھا۔ فارسی زبان نے دھیرے دھیرے اپنی اہمیت کھونا شروع کر دی اور نہ صرف یہ کہ سرکاری سرپرستی سے محروم کر دی گئی بلکہ اُردو زبان کے عروج کے ساتھ

فارسی زبان کی ہردلعزیزی بھی کم ہوتی چلی گئی، چنانچہ علماء اورعوام کی مجلسوں میں اب اُردو زبان کی بالا دستی تھی، تحقیق و تدریس کی زبان عربی و فارسی کے بجائے اُردو قرار پائی۔ اس زوال زدہ صورت حال میں عربی و فارسی زبانوں سے فقہی کتابوں کو اُردو میں منتقل کرنے کا بیڑا فقہاء کرام نے اُٹھایا۔ یہاں یہ بات ذکر کرنا مناسب ہے کہ خود اُردو زبان میں براہ راست کتابیں تصنیف کرنے کا آغاز ہو چکا تھا اور اس میں خالص پن (Originality) کی کمی نہیں تھی۔ چنانچہ اُردو زبان میں سب سے پہلے قرآن مجید کے ترجمے تیار کئے گئے اور یہ خدمت سب سے پہلے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے انجام دی جن کے ترجمے ۱۸۶۸ء میں ترجمان القرآن اور موضح القرآن کے ناموں سے شائع کئے گئے (۱۴)۔

۱۸۵۷ء سے قبل جو فقہی کتابیں طباعت کے مرحلہ سے گزریں، اُنہوں نے اُردو زبان کی اشاعت میں بھی اہم رول ادا کیا۔ ایسی کتابوں میں کرامت علی کی مفتاح الجنۃ (کانپور ۱۷۹۰ء)، عمر الدین کی الایضاح فی الذکر مع الجنازہ (لکھنؤ، ۱۸۰۰ء)، اسمٰعیل خاں کی تحفۃ رمضان (آگرہ، ۱۸۱۱ء) اور سلامت اللہ کی رفع الحجاب عن مسئلہ الخضاب (حیدرآباد ۱۸۱۵ء) وغیرہ کو خاص طور پر بطور حوالہ پیش کیا جا سکتا ہے (۱۵)۔ اسی طرح ۱۸۵۷ء کے بعد طباعت کا زبردست سلسلہ شروع کیا گیا لیکن ابتدائی کتابوں میں خرم علی بلہوری کی غایۃ الاوطار (الدر المختار کا ترجمہ) اور نصیحۃ المسلمین ۱۸۷۱ء میں طباعت کے مرحلہ سے گزریں (۱۶)۔ اُردو زبان میں فقہی کتب کی طباعت کا سلسلہ اگرچہ اٹھارویں صدی کی آخری چوتھائی سے شروع ہو چکا تھا، لیکن دکھنی زبان میں فقہ پر باضابطہ تصنیفی عمل اٹھارویں صدی کی آخری چوتھائی میں نظر آتا ہے۔ جب کہ فقہ ہندوی (عبادت پر منظوم کلام) ۱۶۶۳ء میں عبدالامین یا بقول بعض عبدوامین کے ذریعہ تیار ہوئی۔ یہ زمانہ اورنگ زیب کی حکمرانی کا دور تھا (۱۷)۔ اسی طرح شاہ ملک نے ۱۶۶۶ء میں احکام الصلاۃ تیار کی۔ موخر الذکر کتاب مثنوی کے طرز پر تیار کی گئی تھی۔ مؤلف کتاب ملک شاہ کے

بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ علی عادل شاہ، سلطان آف بیجاپور (۱۶۵۶ء۔ ۱۶۶۷ء) کا معاصر تھا[۱۸]۔ عہدِ وسطیٰ کے آخری دور کی ایک منظوم تالیف فقہ المبین ہے جو ۱۷۶۸ء میں دکھنی زبان میں یقین نامی شخص کے ذریعہ تیار کی گئی تھی[۱۹]۔ اسی طرح ۱۷۸۴ء میں قدر عالم بن بدر عالم نے ''محفوظ خانی'' نامی کتاب تصنیف کی۔ اس کتاب میں پندرہ ابواب ارکان اسلام سے متعلق ہیں[۲۰]۔ ایک کتاب کا عنوان مجموعہ رسائل فقہ ہے۔ یہ مختلف مؤلفین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جس میں نو (۹) رسائل شامل ہیں اور سب فقہ کے کسی گوشے سے بحث کرتے ہیں[۲۱]۔

اُردو زبان میں فقہ اسلامی سے متعلق ایک بڑا ذخیرہ اُن معروف اور قدیم فقہی و اصولی کتابوں کے تراجم پر مبنی ہے، جو آج تک مدارس اسلامیہ کے نصاب کا حصہ رہی ہیں۔ مثلاً ہدایہ، شرح وقایہ، الدرالمختار، القدوری، المنار اور مسلم الثبوت۔ دوسری طرف عربی زبان سے منتقل ہوکر اُردو میں معروف ہونے والے مجامیع بھی ہیں جو نوآبادیاتی دور میں خاص طور پر مسلم قانون کی تفہیم کے لئے مسلم فقہاء و مفتیان کے ذریعہ بطور سند استعمال کئے جاتے تھے، اُن میں فتاوی عالمگیری اور فتاوی عزیزی کو کلیدی مقام حاصل ہے جس زمانہ میں فارسی اور عربی زبانوں سے بڑے پیمانے پر کتابیں اُردو زبان میں منتقل کی جارہی تھیں، اُسی زمانہ میں انگریزی زبان میں طبع زاد کتابوں کو بھی اُردو کا جامہ پہنانے کی مہم جاری کی گئی، چنانچہ اس ضمن میں Principles of Mohammadan Law اور Anglo Mohammadan Law امیر علی اور سرڈنشا فری ڈونگی کی کتابیں اُردو میں منتقل کرلی گئیں۔

اُردو زبان میں فقہی کتب کی منتقلی کے سلسلہ میں یہ رجحان بھی سامنے آیا کہ بڑے پیمانے پر علماء کرام نے اصول فقہ، مآخذ فقہ، اجتہاد، عرب اسکالرز کی تصنیفات اور فقہاء کی سوانح کو اُردو زبان میں متعارف کرانے کی مہم چھیڑی ہے۔

جہاں تک خالص اُردو زبان میں براہ راست تصنیف و تالیف کا معاملہ ہے، تو آغاز کار میں

چھوٹے کتابچے اور رسائل تیار کئے گئے جو آسان زبان میں اہم مسائل کا احاطہ کررہے تھے، خاص طور پر ایک مسلمان کے فرائض و واجبات سے متعلق تفصیلی کام انجام پا رہا تھا، دوسری طرح کی وہ کتابیں تھیں جن کے ذریعہ ایک مسلمان روزمرّہ کی زندگی میں سماجی تعلقات اور معاشی سرگرمیوں میں اسلامی قانون سے واقفیت بہم پہنچا سکے۔ تیسری طرف یہ رجحان بھی عام تھا کہ مذکورہ دونوں طرح کی تعلیمات کے اظہار کے لئے نظمیہ اندازِ تحریر بھی اختیار کیا گیا۔ اس کتاب میں چند منظوم کتابوں کا محض حوالہ ہی آسکا ہے۔ منظوم فقہی کتب پر الگ سے ایک باب کی ضرورت ہے۔

اُردو زبان و ادب کی ترقی کے ساتھ ساتھ فقہی کتب کی تصنیف و تالیف میں بھی خوشگوار اضافہ ہوا۔ زندگی کے مختلف گوشوں سے متعلق مبسوط کتابیں معرض وجود میں آنے لگیں۔ ان کتابوں نے عبادات، سماجیات، اقتصادیات، طبّی اخلاقیات، عائلی مسائل و فوجداری و تعزیری قوانین، بین الاقوامی معاملات، عدالتی نظام، فقہی مسالک، اُن کے امتیازات، فقہاء کی سوانح عمریاں اور عصری مسائل کا بھرپور احاطہ کیا اور تقلید و اجتہاد سے کام لے کر دونوں نقطۂ نظر کی وکالت و وضاحت بھی کی گئی۔

انیسویں اور بیسویں صدیوں میں اُردو زبان کے حوالے سے جو فقہی کتابیں تصنیف/ تالیف کی گئیں، اپنے حجم، فقہی معلومات، مآخذ کے استقصا اور جدید مسائل کے احاطے کے اعتبار سے کافی وقیع ہیں۔ یہ سرمایہ نہ صرف یہ کہ اُردو داں مسلم طبقہ کو روزمرّہ کی زندگی میں شریعت اسلامی کی مفید اور معلومات افزا ہدایات سے ہم کنار کرتا ہے، بلکہ عصرِ جدید میں اُبھرنے والے مذہبی، سیاسی اور سماجی مسائل میں چشم کشا اور عقل کو اپیل کرنے والے طرزِ تحریر کو اپنے دامن میں سمیٹتا نظر آتا ہے۔ عصری مسائل سے خوشہ چینی کرتے ہوئے ہندوستانی علماء کرام نے قیاس اور اجتہاد سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ برصغیر میں عصری مسائل سے دلچسپی اور اُن کے حل کی کوششوں میں مصروف شخصیات اور فقہاء کرام کو خاص طور پر خراجِ تحسین پیش کی جانی چاہیے۔ یہ وہ شخصیات

ہیں جو اپنی ذات میں انجمن ہیں جن پر الگ کتاب کی صورت میں نقد ونظر اور خدمات کے اعتراف کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف اُن کے ناموں کے ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفتی محمد شفیع، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودیؒ، مولانا جعفر شاہ پھلواروی، مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ، مولانا سیّد عروج احمد قادریؒ، مولانا تقی امینی، مولانا مجیب اللہ ندویؒ، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا منّت اللہ رحمانیؒ، مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مولانا سیّد جلال الدین عمری اور مولانا سلطان احمد اصلاحی۔

ان فقہاء نے قانون اسلام کی تشریح یکجا طور پر اور الگ الگ کتابوں/کتابچوں میں عصری اسلوب نگارش میں کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ چند مسائل کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے: رویت ہلال اور جدید آلات کے ذریعہ اس کی تشہیر، بینک کا سود، انشورنس، کمپنی میں انویسٹ مینٹ، مختلف نفع بخش تجارتی کمپنیوں میں حصہ لینا، کمپنی کے مالک اور اجیر کے درمیان رشتہ، تخلیق کے جدید طریقے جیسے ٹیسٹ ٹیوب، کلوننگ وغیرہ، اعضاء کی پیوندکاری، خون اور بعض اعضاء کی وصیت اور ہدیہ وغیرہ۔

ہندوستان کی سرزمین پر تالیف شدہ اُردو فتاوں کے مجموعوں کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مجموعے کسی مدرسہ یا کسی دارالافتاء کی مرہون منّت ہیں، جہاں بیٹھ کر اجتماعی طور پر مفتیان کرام نے یکسوئی کے ساتھ دین کی یہ خدمت انجام دی ہے۔ ان مجامیع کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اُنکے اندر ان عصری مسائل کا جواب اور حل موجود ہے جو مسلم سماج کو اکثر پیش آتے رہتے ہیں۔ فتاوی کے مجموعوں کی تیاری کے ضمن میں عظیم خدمت دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، فرنگی محل، لکھنؤ اور امارات شرعیہ، پٹنہ کے دارالافتاء نے انجام دی ہیں۔ اُن میں سے اکثر جگہوں کے فتاوی طباعت کے مراحل سے گزر کر قبول عام حاصل کرچکے ہیں۔

فتویٰ نویسی اور اُن کی طباعت کے سلسلہ میں مدارس ومراکز کے دارالافتاء کے علاوہ

فقہاء کی انفرادی کوششوں کو بھی ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس ضمن میں مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا ثنا اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد شفیعؒ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودیؒ، مولانا سیّد عروج قادریؒ، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی اور مولانا برہان الدین سنبھلی کی خدمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان کے مدارس اور علمی مراکز میں دارالعلوم دیوبند کا نام علوم فقہ اسلامی کی خدمت کے سلسلہ میں سرفہرست ہے۔ درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور افتاء وقضاء کے ذریعہ اس مدرسہ نے بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے (۲۲)۔ اس مدرسہ نے مفتیان اور فقہاء کی تیاری میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ بعض مفتیوں کے نام گزشتہ تحریر میں ذکر کئے جا چکے ہیں۔ اس ادارے نے نہ صرف یہ کہ فقہ واصول فقہ کی کتابیں تیار کیں بلکہ افتاء واستفتاء کے ذریعہ مسلم سماج کی زبردست خدمت انجام دے رہا ہے۔ اس ادارے کے مطبوعہ مجموعہ ہائے فتاویٰ میں عزیز الفتاویٰ، امداد المفتیین، امداد الاحکام اور نظام الفتاوی اور فتاوی دارالعلوم دیوبند وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بعض دوسرے مدارس کے دارالافتاء نے بھی اس مہم میں حصہ داری نبھائی ہے اور اپنے اساتذہ کی خدمات حاصل کر کے شریعت کی رہنمائی عوام الناس تک پہنچائی ہے۔ ان مدارس میں نمائندہ نام یہ ہیں:

ندوۃ العلماء لکھنؤ؛ مدرسۃ الاصلاح؛ سرائے میر، اعظم گڑھ؛ جامعہ سلفیہ بنارس؛ جامعہ اسلامیہ، وارانسی؛ احیاء العلوم، مبارک پور؛ جامعہ دارالسلام، عمرآباد؛ جامعہ الرشاد، اعظم گڑھ اور جامعہ سبیل السلام، حیدرآباد۔

مزید برآں امارت شرعیہ، پھلواری شریف پٹنہ، مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ، اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی نے علوم فقہ اسلامی کے مراکز تحقیق کی حیثیت حاصل کر لی ہے اور

مواخر الذکر کی مطبوعات نے بیرون ملک اور خاص طور پر عالم اسلام میں جدید مسائل کے تعلق سے قبول عام حاصل کر لیا ہے۔

عصر جدید میں عدالتی نظام (شرعی عدالت) کی عملی تصویر امارت شرعیہ پٹنہ ہے جہاں ایک طرف دو سالہ کورس کے ذریعہ فضلاء مدارس کو افتاء وقضاء کی ٹریننگ دی جاتی ہے، وہیں دوسری طرف بہار، اڑیسہ اور جھارکھنڈ کے مسلمانوں کو عائلی مسائل ونزاعات میں قاضی شریعت کی براہ راست نگرانی میں عدالتی کاروائی کے بعد فیصلے دیئے جاتے ہیں۔ ان فیصلوں کو تینوں ریاستوں کی عدالتوں میں توثیق حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۲۱ء سے لے کر خدمت کے ۹۰ سالوں میں اس کے کسی فیصلے کو ہندوستانی عدالتوں میں چیلنج نہیں کیا جا سکا۔ خطہ بہار کا یہ ادارہ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے شکریے کا مستحق ہے اور عملی اقدامات کے لیے نظیر بھی۔

حواشی وتعلیقات:

۱۔ ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، کلکتہ، ۱۸۶۲/ ۳۵۱۔۳۵۲، ۳۸۰۔

۲۔ حوالہ سابق/ ۳۶۴۔

۳۔ منہاج السراج، طبقات ناصری، کابل، ۱۹۶۴/ ۱۷۵، ضیاء الدین برنی، حوالہ سابق/ ۴۶، قلقشندی، حوالہ سابق/ ۸۵، ۹۵، ۹۲،
عصامی، فتوح السلاطین، مدراس ۱۹۴۸/ ۲۱۹

۴۔ عصامی/ ۱۱۸۔۱۲۰ خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، دہلی ۱۹۵۸/ ۵۴

۵۔ خیر المجالس، ترتیب وتدوین، خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، ۱۹۵۹/ ۱۲، ۳۴

۶۔ امیر خورد، سیر الاولیاء، دہلی، ۱۳۰۲/ ۲۵۶

7. Zafarul Islam, Socio-economic Dimension of Fiqh Literature in Medieval India, Lahore, 1990/5.

۸۔ زبید احمد، عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ، لاہور، ۱۹۸۷/ ۸۹۔

۹۔ عبدالحی، الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند، دمشق، ۱۹۵۸ / ۱۰۵۔۱۰۷۔

۱۰۔ فتاویٰ فیروز شاہی فارسی زبان میں تالیف کی گئی ہے۔ اس کا ایک نسخہ مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری کے شعبۂ مخطوطات میں محفوظ ہے۔
دیکھئے یونیورسٹی کلکشن نمبر ۲۶۰۔

۱۱۔ اسحاق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، لاہور، ۱۹۷۳ء کے مختلف ابواب۔

۱۲۔ فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، نول کشور، ۱۸۷۹ / ۲۹۴۔

۱۳۔ فقیر محمد جہلمی، حوالہ سابق/ ۳۰۵۔۳۰۶، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، حوالہ سابق/ ۵۸۹۔

14. Wold Bibliography of Translation of Meaning of the Holy
Qura'n, edited by Ekmeleddin Ihsangolu, Istanbul, 1986/527.

۱۵۔ قاموس الکتب، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۶۰ کے مختلف صفحات۔

۱۶۔ قاضی اطہر مبارک پوری، تدوین فتاویٰ، عہد بعہد، ماہنامہ معارف، دار المصنفین، اعظم گڑھ، دسمبر ۱۹۹۵/ ۴۱۶۔

۱۷۔ عبدالقادر سروری فہرست اردو مخطوطات، حیدرآباد دکن، ۱۹۲۹ / ۲۲

۱۸۔ فقہ ہندوی کا ایک نسخہ مولانا آزاد لائبریری، اے۔ایم۔یو۔ علی گڑھ کے شعبۂ مخطوطات میں موجود ہے جس کا نام کنز فقہ ہندی،
عبدی ہے۔ دیکھئے سلیمان کلکشن نمبر ۹۶ / ۸ اردو مثنوی (ورق ۱۶، کاتب: احسان اللہ)

۱۹۔ فہرست اردو مخطوطات، حوالہ سابق/ ۴۱۔۴۲

۲۰۔ فہرست اردو مخطوطات، حوالہ سابق/ ۴۳۔۴۴

۲۱۔ فہرست اردو مخطوطات، حوالہ سابق/ ۵۳۔۶۳

۲۲۔ سید محبوب رضوی، تاریخ دار العلوم دیوبند، دیوبند، ۱۹۷۷ / ج ۱/ ۱۸۶، ۲۰۲، ۳۹۲، ۵۱۸، ج ۲/ ۲۴۶۔۲۵۹۔

باب دوم

عربی، فارسی اور انگریزی کتب کے تراجم کا موضوعاتی اشاریہ

انیسویں اور بیسویں صدیوں میں خصوصیت کے ساتھ اُردو زبان اور ادب میں فقہ و فتاویٰ پر عالمانہ اور محققانہ کام ہوا ہے۔ اس سے پیشتر جو کام بھی ہوا، وہ اُردو زبان کے ابتدائی ارتقائی عمل کی وجہ سے ادبی چاشنی سے یکسر خالی نظر آتا ہے کیونکہ اُس میں قدیم اُردو زبان کی لکنت و بدویت پائی جاتی ہے۔ سترہویں اور اٹھارویں صدیوں کا اُردو فقہی سرمایہ چھوٹے چھوٹے رسائل پر مشتمل ہے جو بالعموم عبادات اور بنیادی فرائض سے بحث کرتا ہے۔ اُردو زبان میں اوّل تو بعد کی اُن سیکڑوں کتب کا مطالعہ پیش نہیں کیا گیا اور جو کام ہوا بھی ہے وہ محض اُن شخصیات کا تعارف پیش کرتی ہیں جنہوں نے عربی زبان میں فقہ کی خدمات انجام دی ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ یہ عظیم کارنامہ جو آنے والی نسلوں کے لئے مستقل مراجع ومصادر کا کام دیتا رہے گا۔ چنانچہ رحمٰن علی کی تذکرہ علمائے ہند، فقیر محمد جہلمی کی الحدائق الحنفیہ، عبد الاول زیدپوری کی مفید المفتی، اسحٰق بھٹی کی برّصغیر پاک و ہند میں علم فقہ اور فقہائے ہند نیز زبید احمد کی عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ وغیرہ کی اوّلیت اور اہمیت سے انکار نہیں، تاہم ضرورت ہے کہ موضوعات کے اعتبار سے فقہی لٹریچر کا مطالعہ وموازنہ کیا جائے تا کہ فقہ وفتاویٰ، رجحان ومنہاج نیز اسالیب و امتیازات کا اندازہ لگایا جاسکے۔

اُردو زبان میں فقہی کتب کے ترجمے کا آغاز انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر سے ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عربی اور فارسی سے اُردو میں فقہی کتب کثرت سے منتقل کی گئیں۔ دوسری طرف بیسویں صدی میں بعض انتہائی اہم کتابیں انگریزی سے ترجمہ ہوکر اُردو زبان میں مقبول ہوئیں

اور ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان تراجم نے ایک طرف اُردو لٹریچر میں کتب کا بے پناہ اضافہ کیا، وہیں دوسری جانب علوم فقہ کے باب میں گراں قدر اضافہ کا باعث بنی۔

ہندوستانی مطابع سے اب تک مختلف موضوعات پر جو مطبوعہ تراجم دستیاب ہیں اُن میں فقہی کتب کی تعداد تقریباً سو سے متجاوز ہے۔ ان کتب کو ذیل کے عنوانات میں تقسیم کیا جاتا ہے: فقہ کے عمومی مسائل، عبادات وسماجی مسائل، معاشی اور عائلی مسائل، بین الاقوامی اور سوانحی کتب کے علاوہ اصول فقہ کی مشہور ومعروف کتب۔ ان موضوعات کا تفصیلی اشاریہ آئندہ صفحات میں پیش کیا جاتا ہے:

۱-عمومی موضوعات:

عمومی نوعیت کی فقہی کتب کے تحت تقریباً ۲۳(تیئیس) کتابیں ترجمہ کے مرحلہ سے گزر کر مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہیں۔ اُن میں بعض کتب کئی کئی جلدوں میں ہیں اور ہزاروں صفحات پر محیط ہیں۔ اس ضمن میں فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ عزیزیہ اور فتاویٰ رحیمیہ قابل ذکر ہیں۔ فتاویٰ عالمگیریہ جسے ہندوستان میں فتاویٰ ہندیہ کہا جاتا ہے، کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف بزرگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کے مترجمین میں مولانا نعمان فاروقی کے علاوہ احتشام الدین مرادآبادی، نعمان الحق فاروقی، مفتی نظام الدین اور کفیل الرحمٰن عثمانی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ البتہ سیّد امیر علی کا ترجمہ سب سے زیادہ مقبول اور متداول ہے۔ ذیل کی سطور میں ان عمومی تصنیفات کا اجمالی اشاریہ حاضر خدمت ہے:

۱۔ احسن المسائل (ابوالبرکات نسفی کی عربی کتاب ''کنز الدقائق'' کا ترجمہ) محمد احسن صدیقی نانوتوی، لکھنؤ، ۱۳۰۱ھ/ ۲۷۴

۲۔ اسلام میں حلال وحرام (یوسف قرضاوی کی عربی کتاب ''الحلال والحرام فی الاسلام'' کا ترجمہ) مختار احمد ندوی، بمبئی، دارالسلفیہ، ۱۹۷۷ء/ ۴۳۲

۳۔ اشراق نوری (ابوالحسن بن محمد کی عربی شرح قدوری کا ترجمہ) محمد شفیع، کانپور، مطبع مجیدی، ۱۹۵۹ء/۲۴۰

۴۔ الجامع الصغیر (امام محمد کی عربی کتاب کا ترجمہ) علی جواد، اے۔ایم۔یو۔پریس، علی گڑھ ۱۹۷۲ء/۸۴

۵۔ امداد الفتاح فی توضیح لا یضاح (عبد اللطیف کی عربی کتاب: ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح'' کا ترجمہ) اسمٰعیل شہید، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ۱۹۳۷ء/۱۶

۶۔ تبصرۃ المتعلمین فی احکام الدین (شیعی فقہ) (علامہ حسن بن یوسف خاں کی عربی کتاب کا ترجمہ)، سیّد منظور محسن، علی گڑھ اے۔ایم۔یو۔پریس، ۱۹۷۹ء/۳۲۸

۷۔ تحفۃ المسلمین (ابوسلیمان محمد شاہ کی عربی تصنیف ''مسائل اربعین'' کا ترجمہ) محمد نظام، علی گڑھ، شروانی پریس، ۱۹۵۹ء/۱۲۰

۸۔ ترجمہ مختصر قدوری (ابوالحسن احمد بن محمد القدوری کی عربی تصنیف کا ترجمہ)، ابوالقاسم، دہلی مطبع مجتبائی، ۱۲۸۳ھ۔

۹۔ تنبیہ العباد (سیّد عبد اللطیف کی فارسی کتاب: ''الارشاد'' کا ترجمہ)۔ مصنف کا نام ندارد، حیدرآباد دکن، نظام المطابع، غیر مورخہ۔

۱۰۔ جامع الاحکام فی فقہ الاسلام (سیّد امیر علی کی انگریزی کتاب: Personal Law of the Muhammadans کا ترجمہ) سیّد ابوالحسن، نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۸۷ء، دو جلدیں، صفحات (۷۱۳۔۵۵۱) بالترتیب۔

۱۱۔ جہاد، (ڈاکٹر عبداللہ اعظم کی عربی کتاب کا ترجمہ)، منہاج الاسلام فاروقی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی، ۱۹۹۳ء/۱۴۴

۱۲۔ خلاصۃ الفقہ (منظوم)، (عربی کتاب احکام الاسلام کا ترجمہ) عبدالواجد رامپوری،

مطبع نظامیہ، کانپور، ۱۸۷۸ء/۴۰

۱۳۔ رفاہ المسلمین (محمد اسحٰق کی عربی کتاب مسائل المسلمین کا ترجمہ) محمد سعد الدین، مطبع رائے بھوانی پرساد۔ ۱۸۸۴ء/۸۶

۱۴۔ روائع الاحکام: (شیعہ فقہ)، (عبدالغنی بن طالب کاشمیری کے فارسی ترجمہ شرائع الاسلام کا ترجمہ جسے بنیادی طور پر ابو القاسم جعفر بن الحسن نے عربی زبان میں تصنیف کیا تھا)، صادق بن سیّد محمد باقر رضوی، مکتبہ دبدبہ لکھنؤ، ۱۸۹۷ء، تین جلدیں صفحات +۲۳۶ +۳۳۳+۲۲۰) بالترتیب۔ روائع الاحکام کا ایک دوسرا ترجمہ: "جامع الجعفری" نول کشور لکھنؤ، ۱۸۹۷ء، دو جلدیں صفحات (۶۸۴و۵۰۸) بالترتیب۔

۱۵۔ زاد العقبیٰ (سیّد ابو الحسن موسوی اصفہانی کی عربی کتاب "العروۃ الوثقیٰ کا ترجمہ) نذر محمد، دہلی، ۱۹۴۲ء/۵۰۶

۱۶۔ سرور عزیزی (شاہ عبد العزیز دہلوی کی فارسی تصنیف: "فتاویٰ عزیزی" کا ترجمہ)، محمد عبد الواحد غازی پوری، مطبع مجیدی کانپور، ۱۹۲۹ء، ۲ جلدیں، صفحات +۳۹۶ ۳۲۲ بالترتیب۔

۱۷۔ سعید الہدایہ (اُردو شرح ہدایہ اوّلین) احمد علی، ادارہ ہدایت محل، دیوبند، ۱۹۶۴ء، ۳ جلدیں۔

۱۸۔ عین الہدایہ (برہان الدین ابو الحسن مرغینانی کی عربی تصنیف الہدایہ کا ترجمہ) سیّد امیر علی، نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۹۰ء، چار جلدیں صفحات ۶۵۶ و ۶۵۸ و ۷۹۸ و ۹۱۳ (بالترتیب)۔

۱۹۔ غایۃ الاوطار (محمد علاء الدین حصکفی کی عربی کتاب: الدر المختار کا ترجمہ)، خرم علی، مطبع صدیقی، بریلی، ۱۸۷۱ء،/ ۶۲۴

۲۰۔ غایۃ السعادہ فی حل مافی الہدایہ (ہدایہ کی شرح) محمد حنیف گنگوہی، حنیف بک ڈپو، دیوبند، ۱۴۰۱ھ/۴۳۶

۲۱۔ فتاوی رحیمیہ (عبدالرحیم لاجپوری کی فارسی فتاوی کا ترجمہ)، مترجمین: نور محمد پٹیل، احمد خان اور ولی احمد؛ مکتبہ رحیمیہ، گجرات، ۱۹۶۸ء، ۶ جلدیں (۴۰۰+۴۴۲+۲۷۲، ابتدائی تین جلدوں کے صفحات)

۲۲۔ فتاوی عالمگیری (الفتاوی العالمگیریہ کا ترجمہ) سیّد امیر علی، حامد اینڈ کمپنی، دہلی، ۱۹۸۸ء، دس جلدیں صفحات (۵۲۰+ ۶۲۴+۵۱۲+۵۴۴+۴۸۸+۵۴۴+۴۸۰+۵۸۲+۴۹۰) (بالترتیب) دیگر مطبع نول کشور لکھنؤ، ۱۸۹۸ء/۱۸۹۹ء

۲۳۔ فتاوی عزیزیہ (شاہ عبدالعزیز کی فارسی کتاب فتاوی عزیزی کا ترجمہ) محمد نواب علی، مطبع کنز العلوم، حیدرآباد دکن، ۱۸۹۵ء/۴۵۶

۲۴۔ فقہ حضرت ابوبکر، اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی، ۱۹۹۲ء/۲۷۶

۲۵۔ فقہ عمر (شاہ ولی اللہ کی فارسی تصنیف ''ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفاء'' کے ایک حصہ کا ترجمہ)، ابو یحیٰی امام خان نوشہروی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی، ۱۹۹۰ء/۳۶۷

۲۶۔ کشف الاسرار (علاءالدین حصکفی کی عربی کتاب: الدرالمختار کا ترجمہ) ظفیر الدین مفتاحی، مکتبہ فیض القرآن، دیوبند، ۱۹۸۹ء، تین جلدیں صفحات ۹۶+۹۶+۱۰۴۔

۲۷۔ کشف الحاجہ (قاضی ثناءاللہ پانی پتی کی فارسی کتاب: مالابدّ منہ کا ترجمہ)، نورالدین، چاٹگامی، نول کشور لکھنؤ، ۱۹۲۴ء/۹۶

۲۸۔ مصباح القدوری، (ابوالحسن احمد بن محمد القدوری کی عربی کتاب کی شرح) اسلام الحق اسعدی، سہارنپور، ۱۹۷۶ء/۵۳۰

۲۹۔ معدن الحقائق (ابوالبرکات نسفی کی کنزالدقائق کی شرح)، محمد حنیف گنگوہی، مکتبہ نعمانیہ

سہارنپور،۱۹۶۸ء، ۲جلدیں/۳۹۶

۳۰۔ مفید المفتی والمستفتی (شاہ عبدالعزیز محدث کی فارسی کتاب: فتاوی عزیزی کا ترجمہ) محمد رحیم بخش منبع فیض پریس، دہلی، ۱۹۰۰ء/ ۳۲

۳۱۔ نور الہدایہ (عبید اللہ بن مسعود المحبوبی کی شرح وقایہ کا ترجمہ)، وحید الزماں، مطبع نظامی، کانپور، ۱۸۸۳ء، ۴جلدیں، صفحات: (۲۴۴+۱۵۲+۱۷۲+۱۳۶) بالترتیب۔

۳۲۔ نور الاصباح (حسن بن الشرنبلالی کی عربی کتاب نور الایضاح کا ترجمہ) محمد میاں، دار التعلیم، غیر مورّخہ/ ۱۶۴

۲-ارکان اربعہ (نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ) سے متعلق فقہی کتابیں:

۱۔ اصلاح المساجد من البدع والعوائد (محمد جمال الدین قاسمی کے ذریعہ عربی کتاب کا ترجمہ) مقتدی حسن ازہری، الدار السلفیہ مؤمن پورہ، بمبئی، ۱۹۷۸ء/ ۳۱۹

۲۔ اوثق العری تحقیق الجمعہ فی القری (غیر معروف مصنف کی اسی عنوان کی کتاب کا ترجمہ) قاضی علیم الدین، کتب خانہ عزیزیہ، دیوبند، غیر مورّخہ/ ۲۰

۳۔ اوضح المسالک فی احکام المناسک، عبدالعزیز المحمد السلمان کی عربی کتاب: ''اوضح المسالک'' کا ترجمہ) مختار احمد ندوی، الدار السلفیہ، بمبئی، ۱۴۰۲ھ/ ۲۶۴

۴۔ اسلام کا نظام عبادت (یوسف قرضاوی کی عربی کتاب: ''العبادۃ فی الاسلام'' کا ترجمہ) حبیب الرحمن اعظمی، مرکز دعوت القرآن، دیوبند، ۱۹۸۴ء/ ۱۱۹

۵۔ خیر الیقین (رفع الیدین فی الصلوٰۃ کا ترجمہ) محمد بن اسمٰعیل، دہلی، ۱۸۸۲ء صفحہ ۳۶

۶۔ روح الصلوٰۃ (مفتاح الصلوٰۃ کا ترجمہ) حسین بکائی، نظام المطابع، مدراس، ۱۸۸۰ء/ ۴۸

۷۔ رسالہ مسح جورب (جلال الدین دمشقی کی کتاب کا ترجمہ)، قاضی محمد سلیمان سلمان منصوری، محبوب المطابع، دہلی، بدون تاریخ / ۸۲

۸۔ صلوٰۃ الرحمٰن (سدید الدین القاشغری کی عربی کتاب: منیۃ المصلی کا ترجمہ) محمد رشید، مطبع وحیدی، رامپور، ۱۹۳۴ء/۱۲

۹۔ فتح المغیث فی فقہ الحدیث (علامہ شوکانی کی عربی کتاب: الدرالبہیہ کا ترجمہ) نواب صدیق حسن خاں، بھوپال، ۱۲۹۹ھ/۵۰

۱۰۔ فقہ الزکوٰۃ (یوسف القرضاوی کی عربی کتاب کا ترجمہ) شمس پیرزادہ، ادارہ دعوت القرآن، بمبئی، ۱۹۸۰ء/۶۴۸

۱۱۔ کتاب الصلوٰۃ وما یلزم بہا (امام احمد بن حنبل کی عربی کتاب کا ترجمہ) انٹرنیشنل کالج، علی گڑھ، ۱۹۳۵ء/۱۳۰

۱۲۔ مصارف الزکوٰۃ (یوسف قرضاوی کی مصارف الزکوٰۃ کا ترجمہ)، شمس پیرزادہ، ادارہ دعوت القرآن، بمبئی، ۱۹۷۷ء/۱۳۲

۱۳۔ معراج الصلوٰۃ (عبدالقادر کی عربی تصنیف مفتاح الصلوٰۃ کا ترجمہ)، سعید الدین ۱۸۳۰ء/۹۹

۱۴۔ معراج المؤمنین (امام احمد بن حنبلؒ کے عربی کتابچہ کا ترجمہ)، محمد سلیمان منصورپوری، نول کشور، ۱۹۲۴ء/۴۰

۱۵۔ نظام زکوٰۃ (عبدالمؤمن کی عربی کتاب: الزکوٰۃ کا ترجمہ)، عبدالمجید اصلاحی، دارالتعلیم والصناعۃ، جارج مئو کانپور، بدون تاریخ/ ۶۴

۳۔ سماجی اور معاشی مسائل: تعزیری اور بین الاقوامی قوانین (Socio-economic, Criminal & Intl.Law)

اُردو ترجمہ کے ضمن میں اُن کتب کا تذکرہ ضروری ہے جن کا تعلق عبادات کے علاوہ بعض دوسرے اہم مسائل سے ہے۔ انیس کتابوں کا اس ضمن میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ بطور مثال تأمین الحیات و الاحوال والاملاک کا اُردو ترجمہ اسلام اور بیمہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس

کتاب میں بیمہ کے جواز میں دلائل فراہم کئے گئے ہیں اور مسلمانوں کو بیمہ کمپنیوں میں شرکت کا مشورہ دیا ہے۔ دارالحرب اور دارالاسلام کے مسئلے سے بیمہ کے جواز میں دلیل فراہم کی گئی ہے۔ ہر چند کہ کتاب میں مسلمانوں کی معاشی زبوں حالی کی وجہ سے جواز کی دلیل دی گئی ہے، لیکن اس کتاب پر نقد ونظر کی پوری گنجائش موجود ہے۔

۱۔ اسلام اور بیمہ (موسیٰ جارالدین کی عربی کتاب: تأمین الحیاۃ والاحوال والاملاک کا ترجمہ) مطیع اللہ افغانی، لطیفی پریس، دہلی، ۱۹۴۷ء/ ۶۷

۲۔ اسلام اور بین الاقوامی تعلقات کا پس منظر (عبدالحمید ابوسلیمان)، محمد عبدالحی فلاحی، قاضی پبلشرز، دہلی، ۱۹۸۷ء/ ۳۰۴

۳۔ اسلام اور موسیقی (محمد شفیع کی عربی کتاب: کشف الغناء عن وصف الغنا کا ترجمہ)، محمد عبد المعز، مکتبہ الفلاح، دیوبند، ۱۴۰۲ھ/ ۴۴۷

۴۔ اسلام کا نظام محاصل (امام ابو یوسف کی کتاب: کتاب الخراج کا ترجمہ)، نجات اللہ صدیقی، مکتبہ چراغ راہ، کراچی، ۱۹۶۶ء/ ۶۳۵

۵۔ اسلامی قانون فقہ اور جدید مسائل نکاح و رضاعت (عبیداللہ بن مسعود النسفی کی عربی کتاب کا ترجمہ)۔ شاہد حسین قاسمی، مکتبہ سراج النبی، دیوبند، ۱۹۹۴ء/ ۴۱۶

۶۔ اسلامی قانون فوجداری، (سلامت علی خاں کی فارسی کتاب: کتاب الاختیار کا ترجمہ)، عبدالسلام ندوی، مطبع معارف، اعظم گڑھ، ۱۹۲۹ء/ ۴۵۳

۷۔ اسلام میں جرم وسزا، (عبدالعزیز عامر کی عربی کتاب: التعزیر فی الشریعہ الاسلامیہ کا ترجمہ)، سیّد معروف شیرازی۔ دارالقرآن، دہلی، ۱۹۸۸ء/ ۴۰۰

۸۔ تحقیق اراضی ہند (شیخ جلال الدین تھانیسری کی عربی تصنیف کا ترجمہ)، سیّد سعید اشرف ندوی، دائرہ معین المعارف، کراچی، ۱۹۶۳ء/ ۲۷

۹۔ ترجمہ سراجیہ (سراج الدین ابو طاہر سجاوندی کی کتاب: سراجی فی المیراث کا ترجمہ)، سعادت جنگ، شمس الاسلام پریس، حیدر آباد دکن، ۱۹۳۱ء/ ۵۲

۱۰۔ جواز سماع (امام غزالی کی عربی تصنیف کا ترجمہ) احمدی پریس، ۱۹۰۲ء/۵۸

۱۱۔ دربار رسولؐ کے فیصلے (عبداللہ محمد مالکی القرطبی کی عربی کتاب: اقضیۃ الرسول کا ترجمہ) عبدالرشید نقشبندی، مکتبہ اسلامی، دہلی۔۱۹۸۹ء/۱۹۶

۱۲۔ زیارت القبور (ابن تیمیہ کی عربی تصنیف کا ترجمہ)، مختار احمد ندوی، دار السلفیہ، مومن پورہ، بمبئی، ۱۹۷۸ء/ ۸۰

۱۳۔ شراب ومنشیات کی حرمت ومضرت (قاضی احمد بن حجر البتامی کی عربی کتاب الخمر وسائر المسکرات: تحریمہ واضرارہ)، شمیم احمد سلفی، جمعیت اہل حدیث، مغربی یو۔پی۔، ۱۹۸۱ء/ ۱۶۳۔

۱۴۔ فرائض غوثیہ (محمد عبد الرشید سجاوندی حنفی کی عربی کتاب: سراجی فی المیراث کا ترجمہ)، محمد سلامت اللہ، اصح المطابع، لکھنؤ، ۱۹۲۵ء/ ۱۶۸

۱۵۔ فرائض ہندیہ (سراجی کا ترجمہ)، اولاد علی حسینی لکھی، مطبع طبی، کلکتہ، ۱۸۶۱ء/ ۱۹۲

۱۶۔ قوالی (علامہ ابن تیمیہ کی عربی تصنیف: السماع والرقص کا ترجمہ)، عبد الرزاق ملیح آبادی، تاجر کتب خانہ، لاہور، ۱۹۲۹ء/ ۷۲۔

۱۷۔ کتاب الشفعہ (مجمع البحرین، فتاوی قاضی خاں اور عینی شرح کنز کے عربی اقتباسات کا ترجمہ)، سیّد محمود، مصلح المطابع، دہلی، ۱۸۹۷ء، صفحات +۵۲+۷۲+۶۳ بالترتیب۔

۱۸۔ کتاب الطلاق (''مجمع البحرین'' نامی عربی تصنیف کا ترجمہ)، جسٹس محمود، مصلح المطابع، دہلی، ۱۸۹۷ء/ ۲۶

۱۹۔ مفید الوارثین (عربی کتاب میراث المسلمین کا ترجمہ)، اصغر حسین، دار الاشاعت، دیوبند، ۱۹۴۸ء/۲۳۴

۴۔ اصول فقہ و سوانحی کتب:

۱۔ اتباع سنت اور تقلید ائمہ اربعہ کی نظر میں (نصیر الدین عباسی کی صفۃ صلوٰۃ النبی اور عبدالرحمن عبدالخالق کی اصول العلمیہ للدعوہ السلفیہ کا ترجمہ)، محفوظ الرحمن اور عبد الوہاب حجازی، جامعہ سلفیہ بنارس، ۱۴۰۳ھ/۱۱۳

۲۔ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ (شاہ ولی اللہ کی عربی تصنیف ''الانصاف فی بیان سبب الاختلاف'' کی ترجمانی)، صدرالدین اصلاحی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۱ء/۱۶۸۔

۳۔ اسلامی اصول قانون اور نظریہ دستوری کا ارتقاء (ڈی بی میکڈونیل کی انگریزی کتاب: Development of Muslim Jurisprudence and Theory Constitutional Theory کا ترجمہ)، محمد حمید اللہ، ابراہیم پریس، حیدر آباد، ۱۹۴۸ء/۷۷

۴۔ اسلامی شریعت کا عمومی نظریہ (جمال الدین عطیہ کی عربی کتاب کا ترجمہ)، عتیق احمد بستوی، اسلامک فقہ اکیڈمی، نئی دہلی، ۱۹۹۳ء/۳۵۲

۵۔ اصول فقہ اسلامی (سر عبدالرحیم کے انگریزی خطبات کا ترجمہ جو انہوں نے ۱۹۰۷ء میں کلکتہ یونیورسٹی میں دیا تھا)، مسعود علی، کریم اینڈ سنز، کراچی، ۱۹۶۷ء/۴۸۳

۶۔ اصول شرع اسلام، (سر دنشافری ڈونگی کی انگریزی تصنیف: Anglo Mohammadan Law کا ترجمہ)، مسعود علی اور حافظ محمد، حیدر میموریل اکیڈمی، پاکستان ۱۹۷۹ء/۵۱۸۔

۷۔ اصول شرع محمدی (سیّد علی رضا کی انگریزی تصنیف The Principles of Mohammadan Law for students کا ترجمہ)، سیّد امیر علی، جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد، ۱۹۲۳ء/۲۲۴

۸۔ انصاف (شاہ ولی اللہ کی عربی کتاب: الانصاف فی سبب الاختلاف کا ترجمہ)، مکتبہ مہا کاشی، بدون تاریخ/۶۸

۹۔ ازالۃ الغواشی (ابوعلی الشاشی کی عربی تصنیف اصول الشاشی کا ترجمہ)، مشتاق احمد، مجتبائی، دہلی، ۱۹۲۷ء

۱۰۔ امام ابوحنیفہ (محمد ابوزہرہ کی عربی کتاب کا ترجمہ)، سیّد رئیس احمد جعفری، علمی پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۶۴ء/۱۱۷

۱۱۔ آثار امام شافعی (محمد ابوزہرہ کی عربی کتاب کا ترجمہ)، سید رئیس احمد جعفری، کاشمیری بازار، لاہور، ۱۹۶۱ء/۵۴۷

۱۲۔ تاریخ فقہ اسلامی (محمد الخضری کی عربی کتاب: تاریخ التشریع الاسلامی)، عبدالسلام ندوی، دارالمصنفین، اعظم گڑھ ۱۹۷۳ء/۴۸۰

۱۳۔ جدید فقہی بحران نشاندہی اور حل (طٰحٰہ جابر العلوانی کی عربی کتاب کا ترجمہ)، قاضی پبلیشرز، دہلی، ۱۹۹۴ء/۷۰

۱۴۔ جلاء الابصار (المنار کی شرح نور الانوار کا ترجمہ)، شیخ ملا جیون لکھنوی، مفید عام آگرہ، ۱۹۰۲ء/۳۹۵

۱۵۔ سدّ باب ذریعہ (ابن قیم کی اعلام الموقعین کے ایک باب کا ترجمہ)، عبداللہ احمدی، مطبع نشاۃ ثانیہ، حیدرآباد، بدون تاریخ/۶۴

۱۶۔ شریعت میں مصلحت وضرورت کا لحاظ (ابن قیم کی اعلام الموقعین کے ایک باب کا

ترجمہ)،خلیل احمد حامدی،مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۴ء/۱۸

۱۷۔ عقد الجید فی ادلۃ الاختلاف والتقلید (شاہ ولی اللہ کی عربی تصنیف: عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید کا ترجمہ)، ساجد الرحمٰن قرآن محل، کراچی، ۱۳۷۹ھ/ ۱۶۷

۱۸۔ فقہ اسلامی کی نظریہ سازی (جمال الدین عطیہ کی عربی کتاب کا ترجمہ) عتیق احمد قاسمی، اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی، ۱۹۹۳ء/ ۲۵۶

۱۹۔ فلسفہ شریعت اسلام (صبحی محمصانی کی عربی کتاب: فلسفہ التشریع فی الاسلام کا ترجمہ)، محمد احمد لکھنؤ، ۱۹۵۷ء/ ۲۲۵

۲۰۔ قیاس ایک تقابلی جائزہ (سلیمان الاصغر کی عربی کتاب: القیاس بین مؤیدہ و مرضیہ) عبد الحجازی، جامعہ سلفیہ بنارس، بنارس، ۱۹۸۴ء/ ۱۲۵

۲۱۔ کشاف (شاہ ولی اللہ کی عربی تصنیف الانصاف فی بیان سبب الاختلاف کا ترجمہ) محمد حسن صدیقی، مکتبہ مجتبائی، دہلی، ۱۸۹۱ء/ ۹۶

۲۲۔ مرأۃ العقول (ابو المنظور الحسن کی عربی کتاب: معلم الدین المعروف لمعالم الاصول)، محمد فیض حسین، حیدر آباد دکن، ۱۹۳۰ء

۲۳۔ مزیل الغواشی (اصول الشاشی کا ترجمہ) نجم الغنی، نول کشور لکھنؤ، ۱۹۲۳ء

۲۴۔ ''السبیل الاقوام فی توضیح المسلم'' (قاضی محب اللہ بہاری کی مسلم الثبوت کا ترجمہ)، عبدالحی، اشتیاق بک ڈپو، دیوبند، ۱۹۴۸ء/ ۱۱۲

باب سوم

بنیادی اُردو کتابوں کا موضوعاتی اشاریہ

برصغیر کے علماء وفقہاء نے جہاں قرآن وحدیث کی تبلیغ و اشاعت میں بھرپور دلچسپی لی ہے، وہیں علوم فقہ کو اپنی خصوصی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ چنانچہ عربی، فارسی اور اُردو زبانوں میں فقہی لٹریچر کا بڑی زبان میں پایا جانا اُن کے اسی شوق و انہماک کی دلیل ہے۔ فقہی لٹریچر کا موضوعاتی مطالعہ اس اعتبار سے کافی اہم و مفید ہوگا کہ فقہ اسلامی کے مختلف پہلوؤں پر مطبوعہ کتب کی تعداد، اسلوب نگارش، اجتہادی وتقلیدی مزاج، عصری مسائل اور مختلف کیفیات و ماہیات کے بارے میں ضروری معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ ذیل کے تفصیلی اشاریہ سے موضوعاتی مطالعہ کا کسی قدر حق ادا کیا جاسکتا ہے:

۱۔ بنیادی کتب فقہ (تاریخ، سوانح، اصول):

۱۔ اجتہاد اور تبدیلی احکام، مجیب اللہ ندوی، مرکز تحقیق، دیال سنگھ لائبریری، لاہور، ۱۹۸۸ء/۲۱۵

۲۔ اجتہاد اور تقلید، ثناء اللہ امرتسری، سنی پرنٹرس، دہلی، ۱۹۸۸ء/ ۹۳

۳۔ اجتہاد اور تقلید، محمد طیب، ادارہ تاج المعارف، دیوبند، ۱۹۶۰ء/ ۱۶۰

۴۔ اجتہاد کا تاریخی پس منظر، محمد تقی امینی، ادارہ علم وعرفان، علی گڑھ، ۱۹۸۰ء/ ۲۱۶

۵۔ اجتہاد، خالد انصاری، علوی برقی پریس، بھوپال، 1951/ ۱۳۸

۶۔ اجتہادی مسائل، محمد جعفر شاہ پھلواروی، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، لاہور، ۱۹۵۹ء/ ۳۶۰

۷۔ احکام شریعت میں حالات و زمانہ کی رعایت، محمد تقی امینی، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۷۰ء/۳۲۸۔

۸۔ اسلام کا نظام قانون، سیّد احسن معین الدین حبیبی، اے۔ایم۔یو۔ پریس، علی گڑھ، ۱۹۶۴ء/۳۳۶

۹۔ اسلامی قانون کی تدوین، امین احسن اصلاحی، مکتبہ منبر، لائل پور، ۱۹۶۳ء/۱۵۹

۱۰۔ اسلامی قانون، ابوالاعلیٰ مودودی، مکتبہ جماعت اسلامی، حیدرآباد، ۱۹۴۸ء/۸۰

۱۱۔ اصول فروع (شیعہ فقہ) ذیشان حیدر جوادی، تنظیم المکتبہ، لکھنؤ، ۱۹۹۵ء/۱۰۰

۱۲۔ اصول فقہ، حبیب الرحمٰن خان دہلوی، قرآن محل، کراچی، ۱۹۶۳ء/۲۷۲

۱۳۔ اصول فقہ، محمد عبید اللہ اسعدی، مکتبہ حراء، لکھنؤ، ۱۹۸۶ء/۲۸۰

۱۴۔ اصول فقہ، محمود صمدانی، مطبع شمس الاسلام، حیدرآباد دکن، بدون تاریخ /۹۱

۱۵۔ الاقتصاد فی التقلید، مولانا اشرف علی تھانوی، ادارہ اشرف العلوم، کراچی، ۱۹۴۰ء

۱۶۔ الاقوال الصالحہ فی جواب علی ابی حنیفہ، نوربخش، گلزار ہند پریس، بمبئی، بدون تاریخ /۳۶۸

۱۷۔ انارۃ البصائر وکشف السرائر (شیعہ اصول فقہ)، حکیم افضل علی خاں، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۸۸ء/۳۸۶

۱۸۔ امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی، محمد حمید اللہ، اسلامک پبلکیشنز سوسائٹی، حیدرآباد، ۱۹۵۷ء/۶۲

۱۹۔ تاریخ الفقہ، قاضی ظہور الحسن، شمس الاسلام پریس، حیدرآباد، ۱۳۵۲ء/۱۶۷

۲۰۔ تاریخ علم الفقہ، عمیم الاحسان، دفتر برہان، اُردو بازار، دہلی، ۱۹۶۲ء/۱۷۵

۲۱۔ تذکرہ ائمہ اربعہ، اسلام الحق مظاہری، مکتبہ اسلامی، سہارنپور، ۱۹۹۵ء/۳۳۶

۲۲۔ حدائق الحنفیہ، فقیر محمد جہلمی، نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۰۶ء/۴۹۴

۲۳۔ حیات اعظم، مرزا حیات دہلوی، مکتبہ رضوی، دہلی، بدون تاریخ / ۱۹۲
۲۴۔ حیات امام اعظم، عزیز الرحمٰن، مکتبہ عبادیہ، بجنور، ۱۹۷۹ء / ۴۰۸
۲۵۔ حیات مالک، سیّد سلیمان ندوی، مکتبہ الشرق، کراچی، ۱۳۷۱ھ / ۱۲۰
۲۶۔ خلاصہ اصول فقہ، محمد نعمت اللہ، مطبع امداد، حیدرآباد دکن، ۱۳۲۵ھ / ۲۷
۲۷۔ سوانح مولانا اشرف علی تھانوی، عبدالصمد صارم، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۶۱ء / ۵۶
۲۸۔ سیرت النعمان، شبلی نعمانی، مکتبہ برہان، دہلی، ۱۹۶۱ء، ۲ جلدیں / ۲۲۴
۲۹۔ سیرت ائمہ اربعہ، رئیس احمد جعفری، کتاب منزل، لاہور، ۱۹۵۵ء / ۶۲۰
۳۰۔ سیرت حضرت امام اعظم، محمد علی خان، (مرتب)، کمرشیل بک ڈپو، چار مینار، حیدرآباد، ۱۳۸۸ھ / ۱۶۰
۳۱۔ ضرورت وحاجت، مجاہد الاسلام قاسمی، اسلامک فقہ اکیڈمی، نئی دہلی، ۱۹۹۵ء / ۵۶۸
۳۲۔ فتاویٰ عالم گیری کے مؤلفین، مجیب اللہ ندوی، مرکز تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور، ۱۹۸۸ء / ۱۳۶
۳۳۔ فروعی اختلافات کی شرعی حیثیت، شفیق الرحمٰن عباسی، مرکزی مکتبہ، دہلی
۳۴۔ فقہ اسلامی اور دورجدید کے مسائل، مجیب اللہ ندوی، مکتبہ جامعہ، دہلی، ۱۹۷۷ء / ۲۰۷
۳۵۔ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر (سہ ماہی الصفا، حیدرآباد کا خصوصی شمارہ) مرتبین: رضوان القاسمی اور خالد سیف اللہ رحمانی، دار العلوم سبیل السلام، حیدرآباد، ۱۹۹۱ء / ۴۵۴
۳۶۔ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، تقی امینی، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۷۳ء / ۳۳۷
۳۷۔ فقہاء سبعہ، محمد اسحٰق، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء / ۱۲۳
۳۸۔ قانون شریعت کے مصادر اور نئے مسائل کا حل، منت اللہ رحمانی، پھلواری شریف، پٹنہ، ۱۹۷۲ / ۴۸

۳۹۔ مسئلہ اجتہاد پر تحقیقی نظر، محمد تقی امینی، ادارہ علم و عرفان، اجمیر، ۱۹۶۲ء/ ۱۶۰

۴۰۔ مشکلات الفقہ، مشتاق احمد، کانپور، ۱۸۸۰ء/ ۳۲

۴۱۔ مفید المفتی، عبد الاوّل جونپوری، آسی پریس، لکھنؤ، ۱۳۲۶ھ/ ۱۲۰

۴۲۔ مقالات امینی، محمد تقی امینی، ادارہ علم و عرفان، اجمیر، ۱۹۶۲ء/ ۸۴

۴۳۔ مقدمہ تدوین فقہ، سیّد مناظر احسن گیلانی، مکتبہ رشیدی، لاہور، ۱۹۷۶ء/ ۲۵۶

۴۴۔ منہج الوصول فی الاصول، سیّد عابد علی، مکتبہ اثنا عشری، لکھنؤ، ۱۳۰۳ھ

۲۔ فقہی مسائل پر عمومی کتب:

اس ضمن میں وہ کتب آتی ہیں جو فقہ کے معروف و متداول موضوعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ اس طرح کی کتابوں میں طہارت سے لے کر میراث تک کے مسائل کی تفصیلات مل جاتی ہیں، چنانچہ تعداد کے اعتبار سے سب سے زیادہ کتابیں علوم فقہ کے دیگر شعبوں کے مقابلے میں اسی شق سے متعلق ہیں۔

دوسری طرف عمومی فقہ پر فتاویٰ کا عظیم الشان لٹریچر فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ فتاویٰ اس اعتبار سے بھی انتہائی اہم ہے کہ اُن کے ذریعہ ہر زمانہ کے نئے مسائل، انسانوں کے رجحانات، اُن کی ترجیحات اور ضروریات کا علم ہوجاتا ہے۔ ان تمام اُردو فتاویٰ کی اہمیت اور افادیت موجودہ زمانہ میں بھی باقی ہے۔ البتہ بعض فتاویٰ میں تنگ نظری اور مسلکی عصبیت کے عناصر بھی پائے جاتے ہیں۔ اُردو زبان کی ابتداء اور عروج کے زمانے میں بعض ایسے واقعات بھی پیش آئے کہ اصحاب فکر و نظر کفر اور ضلال کے فتوؤں کی زد سے نہیں بچ سکے۔ ان کمزوریوں کے باوجود موجودہ اُردو سرمایہ ہندوستانی عوام کی بے شمار ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے۔ اس روشنی میں ذیل کے اشاریہ کا مطالعہ ملاحظہ کریں:

۱۔ احسن الفتاویٰ (جدید)، رشید احمد لدھیانوی، سعید کمپنی، کراچی، ۵ جلدیں، بدون تاریخ، کل

صفحات: ۲۸۲۶

۲۔ احکام الائمہ، سیّد عبد الحسین، لکھنؤ، ۱۸۸۱ء/۱۱۶

۳۔ احکام اسلام، کفیل احمد، ایجوکیشن بک ڈپو، دہلی، ۱۹۳۴ء/۲۰۸

۴۔ احکام اسلام، شکر اللہ کونڈوی، اکلیل پریس، بہرائچ، ۱۹۵۸ء/۵۰۰

۵۔ احکام اسلام عقل کی روشنی میں، اشرف علی تھانوی، تدوین: جمیل احمد، دیوبند، ۱۹۸۵ء، تین جلدیں/۴۱۰

۶۔ احکام القرآن، حبیب حسین صدیقی، عزیزی پریس، آگرہ، بدون تاریخ/۱۲۴

۷۔ احکام القرآن، انتظام اللہ شہابی، مکتبہ ادب، دہلی ۱۹۷۴ء/۶۴

۸۔ احکام القرآن، محمد وکیل کرمانی، فخر المطابع، لکھنؤ، ۱۹۲۵ء/۳۲

۹۔ احکام قرآن، عزیر حسن باقانی، ناشر احکام قرآنی، دہلی، ۱۳۷۱ھ/۱۲۵

۱۰۔ احکام قرآن، عبد الرحمٰن صدیقی، ادارہ درس قرآن، دیوبند، بدون تاریخ/۲۰۲

۱۱۔ احکام شریعت، احمد رضا خان، اسرار کریمی پریس، الہ آباد، ۱۳۲۰ھ، ۳ جلدیں، کل صفحات: ۲۳۷

۱۲۔ احکام و مسائل، سیّد عروج قادری، ترتیب: رضی الاسلام ندوی، مکتبہ زندگی، دہلی، ۱۹۸۹ء، جلدیں: ۲ صفحات (۳۸۴+۱۶۰) بالترتیب۔

۱۳۔ ارکان اسلام، سراج الدین، نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۰۴ء/۱۱۴

۱۴۔ اسلامی تعلیم، سیّد محمود الوریٰ، دہلی، ۱۹۳۳ء/۶۵۵

۱۵۔ اسلامی تعلیم، عبد السلام، مرتب: عبد الرشید، لیتھو پریس، دہلی، ۱۳۶۵ھ، ۲ جلدیں صفحات (۸۳۴+۱۰۳۸)

۱۶۔ اسلامی فتاوی، عبد السلام بستوی، محبوب المطابع، دہلی، ۱۳۸۹ھ/۲۷۶

۱۷۔ اسلامی فقہ، منہاج الدین مینائی، مکتبہ الحسنات، دہلی، ۱۹۸۶ء، ۳ جلدیں، کل صفحات: ۶۸۷

۱۸۔ اسلامی فقہ، مجیب اللہ ندوی، تاج کمپنی، دہلی، ۱۹۸۷ء، ۲ جلدیں (صفحات ۵۲۴+۷۱۴)

۱۹۔ اغلاط العوام فی باب الاحکام، اشرف علی، مطبع احمدی لکھنؤ، ۱۹۵۱ء/ ۲۸

۲۰۔ امر ونواہی دراحکام الٰہی، شمس الدین، اے۔ ایم۔ یو۔ پریس علی گڑھ، ۲جلدیں، ۱۹۴۵ء

۲۱۔ امداد الفتاوی، اشرف علی تھانوی، مُرتّب: محمد شفیع، ادارہ تالیفات اولیاء، ۱۳۲۳ھ، ۵ جلدیں، صفحات [۱۸۰+ ۱۹۲+۱۸۸+ ۲۳۶+۶۷۹] بالترتیب۔

۲۲۔ اہل حدیث کے امتیازی مسائل، عبداللہ روپڑی، المکتبہ پریس، لاہور، ۱۳۹۲ھ/۱۱۶۔

۲۳۔ ایضاح الادلہ (احناف اور اہل حدیث کے درمیان اختلافی امور) محمود الحسن، تجارتی کتب خانہ، مرشد آباد، بدون تاریخ/ ۳۹۲

۲۴۔ ایضاح المسائل، شبیر احمد قاسمی، جامع قاسمیہ پریس، مراد آباد، ۱۴۱۴ھ/ ۱۴۴

۲۵۔ بہار شریعت، ابو العلا محمد، امجد علی اعظمی رضوی، مطبع اہل سنّت والجماعت، بریلی، ۱۳۶۶ھ، ۳جلدیں، صفحات [۸۸۴+۹۱۲+۹۱۲] بالترتیب۔

۲۶۔ بہشتی زیور، اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی، دہلی، ۱۳۴۴ھ، گیارہ اجزاء، کل صفحات: ۹۳۶

۲۷۔ برہان الاحکام فی ادب الاسلام، محمد برہان الدین، مطبع صبغۃ اللہ الٰہی، رائچور، ۱۳۱۱ھ/۳۹۸

۲۸۔ تاریخ احکام القرآن فی تفسیر القرآن وصراط خیر الانام، مفتی عزیز الرحمن، مدنی دارالتالیف، بجنور، ۱۹۸۰ء/ ۲۷۴

۲۹۔ تحفہ احمدی، ابو الحسن، مطبع بستان مرتضوی لکھنؤ، ۱۳۰۵ھ/ ۲۷۶

۳۰۔ تحفۃ العوام (شیعہ فقہ)، حاجی حسن علی، نول کشور لکھنؤ، ۱۲۷۹ھ/ ۳۰۲

۳۱۔ تحفۃ العوام، سیّد تصدّق حسین، مطبع نامی، لکھنؤ، ۱۸۹۴ء

۳۲۔ تحفۂ محمدی، ابو الحسنات محمد عبد الحی، مصطفائی مطابع، لکھنؤ ۱۲۹۸ھ/۱۶

۳۳۔ تحقیق المسائل من عمدۃ الوسائل، قاضی رحمت اللہ، مجتبائی پریس، دہلی، ۱۹۰۹ء/۳۲

۳۴۔ ترتیب المسائل فی اقوی الدلائل، قاضی سیّد رحمت اللہ، دلّی پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۳۸۵ھ/۱۱۲

۳۵۔ تعلیم دین، ابراہیم خان غوری، حیدرآباد، ۱۳۲۹ھ/۸۰

۳۶۔ تعلیمات اسلامیہ (طہارت، نماز، زکوٰۃ، عقیقہ، ختنہ، نکاح، طلاق، جنائز)، عبد الصمد خان میرٹھی، سلطان حسین اینڈ سنز، کراچی، ۱۹۵۴ء/۲۷۵

۳۷۔ تعلیم الاسلام، سیّد عبد الحی، گلشن ابراہیمی، لکھنؤ، ۱۳۲۷ھ/۲۴

۳۸۔ تعلیم الاسلام، کفایۃ اللہ دہلوی، جید برقی پریس، دہلی، ۱۳۵۲ھ/۱۸۷

۳۹۔ تفسیر آیات الاحکام، عبد العلی، مطبع علوی، لکھنؤ، ۱۲۶۶ھ/۴۹۳

۴۰۔ تفسیر آیات الاحکام، مومن حسن نجیب احمد، بدون تاریخ/۳۱

۴۱۔ تفسیر آیات الاحکام، سید انور علی، علوی پریس، لکھنؤ، ۱۲۶۲ھ/۲۲۰

۴۲۔ تلخیص فقہ، عبد الوحید قادری، ایمان المطابع پٹنہ، ۱۳۱۵ھ/۱۸۸

۴۳۔ جامع مسائل، معروف بہ ارشاد و اظہار، یاور حسین، قاسمی پریس، دیوبند، ۱۹۲۵ء/۱۸۰

۴۴۔ جاء الحق وزھق الباطل، معروف بہ فیصلہ مسائل، احمد یار خان، کتب خانہ سمنانی، میرٹھ، ۱۹۵۷ء، ۲ جلدیں، صفحات (۴۵۵+۴۵۴) بالترتیب۔

۴۵۔ جدید فقہی مسائل[1]، خالد سیف اللہ رحمانی، قاضی پبلیشرز، دہلی، ۱۹۹۱، ۲ جلدیں، صفحات (۴۳۰+۲۷۹) بالترتیب۔

۴۶۔ جدید مسائل کے شرعی احکام، محمد شفیع، مکتبہ تفسیر القرآن، دیوبند، ۱۹۸۳ء/۹۶

۴۷۔ جدید میڈیکل مسائل، فقہ اسلامی کی روشنی میں، برہان الدین سنبھلی، مجلس تحقیقات اسلامی، حیدرآباد، ۱۹۸۶ء/۴۷

۴۸۔ جنتی زیور، (عدالتی مسائل) عبدالمصطفےٰ، کریمی پریس، الہ آباد، ۱۹۸۹ء/۵۴۶

۴۹۔ جواب السائلین، لعل محمد، مطابع محمدی، کانپور، ۱۲۲۸ھ/۴۸

۵۰۔ جواہر الفقہ، محمد شفیع، ترتیب: محمد رفیع، مکتبہ تفسیر القرآن، دیوبند، ۱۳۹۷ھ، ۲ جلدیں، صفحات: (۵۱۸+۵۴۴) بالترتیب۔

۵۱۔ حدیقہ الایمان، (شیعہ فقہ) نیاز حسین، مطبع اخبار آصفی، حیدرآباد دکن، ۱۲۱۷ھ/۱۰۲

۵۲۔ حقیقہ الفقہ، محمد یوسف، محبوب المطابع، برقی پریس، دہلی، ۱۳۴۰ھ، ۲ جلدیں/۲۱۷

۵۳۔ الحقوق و الفرائض، نذیر احمد، پرنٹنگ ورکس، دہلی، ۱۹۲۲ء، ۳ جلدیں، صفحات: (۲۲۶+۴۹۰+۲۸۲) بالترتیب۔

۵۴۔ حقوق فرائض، باہتمام ادارہ تصنیف وتالیف، مکتبہ الحسنات، رامپور، ۱۹۷۹ء/۲۴۰

۵۵۔ حلال وحرام، عطا اللہ پالوی، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۶۰ء/۲۸۸

۵۶۔ حلال وحرام، خالد سیف اللہ رحمانی، دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد، ۱۹۹۳ء/۴۸

۵۷۔ حمایت الاسلام معروف بہ چشمہ فیض محمدی، پیر محمد، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۰ھ/۲۲۸

۵۸۔ حوادث الفتاویٰ، اشرف علی تھانوی، افضل المطابع، مرادآباد، ۱۳۳۲ھ/۲۲۰

۵۹۔ خلاصہ اعمال (شیعہ فقہ) عبداللہ بن سیّد محمد، مطبع محمد حسین، لکھنؤ، بدون تاریخ / ۳۱۹۔ دوسری طباعت: مطبع محمدی، ۱۲۸۱ھ/۲۶۰

۶۰۔ خلاصۃ الفقہ (منظوم) عبدالواحد رامپوری، مطبع محمد مصطفےٰ خاں، لکھنؤ، ۱۲۶۷ھ/۲۲

۶۱۔ خلاصۃ الفقہ، حافظ شجاع الدین، مطبع نظامی، کانپور، ۱۲۷۸ھ/۲۲

۶۲۔ خلاصۃ المسائل، محمد عبدالقادر، مطبع دبدبہ احمدی، لکھنؤ، ۱۳۰۶ھ/۲۰۲

۶۳۔ خلاصۃ المسائل، عبدالمتین بہاری، برقی پریس، بانکی پور، ۱۳۵۴ھ/ ۹۴

۶۴۔ دینیات کی پہلی کتاب (شیعہ فقہ) فرمان علی، مطبع حیدری، حیدرآباد، بدون تاریخ/ ۱۰۸

۶۵۔ رسائل و مسائل، سیّد ابو الاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۵ء، ۷ جلدیں، صفحات: (۳۵۶+۵۷۶+۴۰۰+۳۴۷+۳۶۸+۳۶۸+۵۶۷+۳۶۸) بالترتیب۔

۶۶۔ رسالہ دینیات، سید ابو الاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۶۳ء/ ۱۴۲

۶۷۔ رسالہ رکن دین، افضل المطابع، دہلی، ۱۳۳۴ھ/ ۲۲۲

۶۸۔ رسالہ شرائع محمدی، عبدالحیٔ بدایونی، مطبع انوار محمدی، بدایوں، ۱۸۸۵ء، ۲ جلدیں، صفحات: (۱۲+۱۳۶)

۶۹۔ رہنمائے ایمان، ولی اللہ میر، حیدرآباد دکن، ۱۳۵۴ھ/ ۴۰۸

۷۰۔ رفاہ المسلمین فی شرح مسائل اربعین، سعدالدین عثمانی، مطبع قومی پریس، کانپور، ۱۳۳۲ھ، ۱۲۰

۷۱۔ روزمرّہ اسلام، نواب صدیق حسن خان، مجید عام پریس، آگرہ، ۱۳۰۶ھ/ ۲۵۴

۷۲۔ زبدۃ المسائل مع عمدہ المناسک، رشید احمد گنگوہی، دار الاشاعت، کراچی، ۱۹۶۲ء، ۲ جلدیں، ۹۷، کل صفحات: ۵۰۹

۷۳۔ زاد الصالحین (شیعہ فقہ) سیّد محمد تقی، نول کشور لکھنؤ، ۱۹۲۴ء، چودہ (۱۴) اجزاء

۷۴۔ زندگی کے اہم مسائل اور قرآن کے احکامات، سید ابو الاعلیٰ مودودی، کراچی، بدون تاریخ/ ۵۹

۷۵۔ زہیر المؤمنین (شیعہ فقہ)، سید علا سعید، مطبع اعجاز محمدی، آگرہ، ۱۸۶۷ء/ ۴۴۴

۷۶۔ زہرہ ریاض الابرار (حنفی کتب سے اہل حدیث کے مسائل) عبدالجلیل سمرودی، یونیورسل لیتھو پریس، بمبئی، ۱۹۶۶ء/ ۱۴۳

۷۷۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، احمد رضا خان، سنی دار الاشاعت، لائل پور، لاہور، ۱۹۷۵ء، ۱۲ جلدیں، کل صفحات: ۵۵۶۹

۷۸۔ علم الفقہ، عبد الشکور فاروقی، مکتبہ صدیقیہ، لکھنؤ، ۱۹۸۲ء، ۶ جلدیں، کل صفحات: ۶۰۷۔

۷۹۔ سنی بہشتی زیور، خلیل احمد، رضوی کتب گھر، بھیونڈی، بدون تاریخ / ۲۲

۸۰۔ سیرت مستقیم، خیر الدین، جمعیۃ العلماء، حیدرآباد دکن، ۱۹۰۶ء/ ۳۱۰

۸۱۔ شافعی فقہ، محمد ایوب ندوی، دار العلم، بھٹکل، ۱۹۸۳ء، ۲ جلدیں، صفحات: (۱۸۳+ ۲۵۵) بالترتیب

۸۲۔ شرائع اسلام، سید محمد، لکھنؤ، ۱۳۲۴ھ، ۳ جلدیں

۸۳۔ شرائع محمدی، محمد خان، مطبع نول کشور، ۱۸۸۴ء/ ۹۰

۸۴۔ عرفان شریعت، عرفان علی قادری، محبوب المطابع، برقی پریس، دہلی، بدون تاریخ، تیرہ (۱۳) اجزاء/ ۱۱۲

۸۵۔ ضمان الفردوس، عنایت احمد کاکوروی، مطبع امروہہ، لکھنؤ، ۱۸۹۱ء/ ۴۸

۸۶۔ فتاویٰ امجدیہ، محمد امجد علی، ترتیب: عبد المنّان اعظمی، دائرہ المعارف الامجدیہ، ۱۹۷۹ء/ ۴۲۵۔

۸۷۔ فتاویٰ آستانہ، زید القادری، دفتر رسالہ آستانہ، دہلی، ۱۹۵۴ء/ ۲۰۰

۸۸۔ فتاویٰ ثنائیہ[۲]، ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری، ترتیب و تدوین: محمد داؤد، محبوب المطابع، دہلی، ۱۳۷۳ھ، دو جلدیں، کل صفحات: ۱۰۹۶

۸۹۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند، [۳] عزیز الرحمن عثمانی، ترتیب و تدوین: مفتی محمد ظفیر الدین، دار العلوم دیوبند پریس، دیوبند ۱۹۸۳ء، ۱۲ جلدیں صفحات: (۳۴۷+ ۳۶۸+ ۴۰۴+ ۴۹۶+ ۴۸۰+ ۵۸۴+ ۴۰۸+ ۴۴۸+ ۴۸۸+ ۳۵۲+ ۱۶۴+

۴۶۰) بالترتیب۔

۹۰۔ فتاویٰ السنہ، عبدالرزاق ملی، بریلی، ۱۴۱۳ھ

۹۱۔ فتاویٰ فیض الرسول، جلال الدین احمد، دارالاشاعت، براؤں شریف، سدھارتھ نگر، ۱۹۹۱ء/۷۳۷

۹۲۔ فتاویٰ سعیدیہ، سیّد احمد علی سعید، مبارک تجارتی کتب خانہ، دیوبند، بدون تاریخ/۲۲۷

۹۳۔ فتاویٰ سعیدیہ، سعید محدث بنارسی، سعید المطابع، بنارس، ۱۹۰۵ء/۴۸

۹۴۔ فتاویٰ شریفی، احمد شریف، یوسف پریس، حیدرآباد دکن، ۱۳۳۴ھ/۱۲۰

۹۵۔ فتاویٰ صدارت العالیہ، محمد رحیم الدین، مطبع برقی، حیدرآباد دکن، ۱۳۵۴ھ/۱۶۱

۹۶۔ فتاویٰ عثمانی، منور الدین، برقی پریس، دہلی، ۱۹۳۴ء، ۲۳ جلدیں (۶، ۷ اور ۲۳ ویں جلدوں کو چھوڑ کر بقیہ جلدوں کے کل صفحات: ۹۸۰)

۹۷۔ فتاویٰ علمائے حدیث، ابوالحسنات علی محمد سعیدی، مکتبہ ثناءاللہ امرتسری اکیڈمی، دہلی، ۱۹۸۹ء، ۱۴ جلدیں، اوّل تا چہارم، جلدوں کے کل صفحات: ۹۳۹

۹۸۔ فتاویٰ فرنگی محل (۴)، محمد عبدالقادر، ترتیب وتدوین، رضا انصاری، نامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۶۵ء/۲۶۴۔

۹۹۔ فتاویٰ قیام الملۃ والدین، قیام الدین اور عبدالباری فرنگی محلی، مکتبہ مفید عام، لکھنؤ، ۱۳۳۵ھ/۴۴۴

۱۰۰۔ فتاویٰ محبوبیہ، احمد حسین خان، دہلی، ۱۳۱۶ھ/۳۶۴

۱۰۱۔ فتاوی محمدی مع شرح دیو بندی، محمد قیام الدین، ترتیب وتدوین: اصغر حسین، دارالاشاعت، دیوبند، ۱۳۲۶ھ/۱۰۰

۱۰۲۔ فتاوی محمودیہ (۵)، محمود الحسن گنگوہی، ترتیب وتدوین، محمد فاروق، مطبع محمودیہ، میرٹھ،

۱۹۸۶ء، ۱۱ جلدیں، صفحات: (۵۳۶+۴۲۰+۲۶۴+۳۴۰+۴۱۴+۲۲۷
+۲۲۴+۴۳۰+۵۶۴ پانچویں اور دسویں جلد کے صفحات کو چھوڑ کر) بالترتیب۔

۱۰۳۔ فتاویٰ مصطفویہ، محمد مشتاق رضا خان، مکتبہ نبیل پور، پیلی بھیت، ۱۳۹۷ھ/ ۱۲۴

۱۰۴۔ فتاویٰ نذیریہ، نذیر حسین محدث دہلوی، ادارہ نور الاسلام، دہلی، ۱۹۸۸ء، تین جلدیں، کل صفحات ۱۸۴۴

۱۰۵۔ فتح المبین فی کشف مکائد غیر مقلدین، غلام محی الدین (جن کا پہلا نام ہری چند ابن دیوان چند کھتری تھا) کی کتاب ظفر المبین کا جواب، اشیش المطابع، لکھنؤ، ۱۳۳۷ھ/ ۸۸۸

۱۰۶۔ فقہ احمدی، قدرت احمد، مطبع محمدی، بمبئی، ۱۲۷۰ھ/ ۱۱۶

۱۰۷۔ فقہ اہل سنت، شجاعت علی قادری، نور پبلشنگ ہاؤس، دہلی/ ۳۳۸

۱۰۸۔ فقہ اسلامی، محمد یوسف اصلاحی، مرکزی مکتبہ، دہلی، ۱۹۸۳ء، ۲ جلدیں، صفحات (۳۳۶+۳۸۴) (دوسری جلد کا عنوان، آسان فقہ ہے جو مکتبہ ذکری، رامپور سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی)۔

۱۰۹۔ فقہ حنفی، محمد حبیب الرحمن خان شیروانی، اے۔ ایم۔ یو۔ پریس، علی گڑھ، ۱۹۳۵ء/ ۵۹

۱۱۰۔ فقہ السنہ، محمد عاصم، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۴ء/ ۴۹۴

۱۱۱۔ فقہ القرآن، عمر احمد عثمانی، تاج کمپنی، دہلی، ۱۹۸۴ء، جلد اوّل/ ۵۲۸

۱۱۲۔ فلاح دین و دنیا، محمد انور ہاشمی، جناح بک ڈپو، میرٹھ، ۱۹۴۰/ ۷۰

۱۱۳۔ فقہ محمدی و طریقہ احمدی، محمد شفیع، مطبع مجیدی، کانپور، ۱۳۵۶ھ، ۷ جلدیں، کل صفحات: ۶۸۰

۱۱۴۔ فقہ ہندی (مشتمل بہ نماز) عبداللہ لاہوری، مطبع حیدری، بمبئی، ۱۲۷۳ء/ ۱۰۰

۱۱۵۔ قاموس الفقہ، خالد سیف اللہ رحمانی، ناویہ ایجنسی، حیدرآباد، ۱۹۸۸ء/ ۵۲۵

۱۱۶۔ قانون شریعت، شمس الدین، اسرار کریمی پریس، الہ آباد، ۱۹۶۷ء، جلد اوّل/ ۱۶۷

۱۱۷۔ قدیم مسلمان قاضیوں کا بے لاگ عدل اور حکمرانوں کے خلاف فیصلے، سیّد عبد الصبور طارق، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۱۹۹۰ء/ ۳۳۰

۱۱۸۔ قرآن اور فقہی احکام، مفتی محمد شفیع (معارف القرآن سے مستفاد) مرتّب: محمد اقبال قریشی، ادارہ تحقیقات مسائل جدیدہ، دیوبند، ۱۴۱۶ھ/ ۳۰۴

۱۱۹۔ قرآن کا آسان دین جس میں پورے دین اور پوری دنیا کے قوانین ہیں، باہتمام اولاد کمپنی، دہلی، ۱۹۴۲ء/ ۲۵۲

۱۲۰۔ کتاب فقہ آسان در زبان ہندی، عبد الوہاب خان، مطبع گلزار حسینی، جوناگڑھ، ۱۳۲۱ھ/ ۴۴۷

۱۲۱۔ کتاب الاسلام، نذیر الحق قادری، جمہوریہ پریس، دہلی، ۱۹۴۵ء/ ۱۲۰۰

۱۲۲۔ کفایۃ المفتی، مفتی کفایت اللہ، ترتیب مدوین: حفیظ الرحمٰن، جے. آر. آفسٹ، دہلی، ۱۹۹۳ء، ۹ جلدیں، صفحات: (۳۸۴+۳۵۲+۴۶۱+۳۳۵+۳۸۷+۴۳۷+۴۰۴+۴۱۱) بالترتیب۔ نویں جلد کے صفحات کی تعیین نہیں ہو سکی۔

۱۲۳۔ کنز المسائل، عبد المتین بہاری، برقی پریس، بانکی پور، ۱۳۵۴ھ/ ۹۴

۱۲۴۔ گلدستۂ شریعت، سخاوت علی جونپوری، کانپور، ۱۸۷۷ء/ ۹۸

۱۲۵۔ لسان المتقین (شیعہ فقہ کے مطابق نماز اور دعا کے مسائل)، کفایت حسین حافظ، نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۲۰ء/ ۲۰۸

۱۲۶۔ مبادیات الفقہ، اسمٰعیل کچھولوی، مکتبہ وحیدیہ، دیوبند، ۱۲۹۶ھ/ ۲۵

۱۲۷ـ مجلۂ فقہ اسلامی، ترتیب وتدوین، مجاہد الاسلام قاسمی، اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی، ۱۹۹۲ء تا ۲۰۱۱، ۱۹ جلدیں، کل صفحات تقریباً ۶ ہزار۔

۱۲۸ مجموعہ فتاویٰ، امیر اللہ حنفی، مطبع حسنی، بمبئی، بدون تاریخ /۴۸

۱۲۹ـ مجموعہ فتاویٰ عبد الحی فرنگی محل، ترتیب وتدوین: برکت اللہ، مطبع قیومی، کانپور، ۱۳۷۳ھ، ۳جلدیں صفحات+۲۷۳+۳۱۶+۴۰۴)بالترتیب

۳۰ـ مجموعہ مسائل فی تحقیق المسائل، نذیر احمد خان گلزار حوانی، بمبئی، بدون تاریخ /۲۷

۱۳۱ـ المختصر (رسالہ فقہ شافعی)، احمد جنگ، اعجاز پرنٹنگ مُس پریس، حیدرآباد، ۱۳۸۶ھ/ ۳۴

۱۳۲ـ مختصر المسائل (شیعہ فقہ)، منصور حسین، مطبع حیدری، حیدرآباد، ۱۳۶۶ھ/ ۱۶۴

۱۳۳ـ مختصر المسائل (شیعہ فقہ) سیّد سرور حسین، نظامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۴۳ء

۱۳۴ـ المختصر الشہابیہ فی المسائل الدینیہ، شہاب الدین، افضل المطابع، مرادآباد، بدون تاریخ /۳۶

۱۳۵ـ مسائل اربعین فی بیان سنّت المرسلین، محمد اسحٰق، مطبع برکاتی، کلکتہ، ۱۲۷۷ھ/ ۱۳۶

۱۳۶ـ مسائل شریعت، محمد منفعت علی، ہاشمی پریس، میرٹھ، ۱۳۱۲ھ، ۲ جلدیں، صفحات (۱۲۰+۸۰)

۱۳۷ـ مسائل شریعت، شاہ خان وجیہی، جامع العلوم فرقانیہ، رامپور، ۱۹۸۲ء، چار اجزاء، صفحات: (۴۳+۲۹+۶۰+۱۲۵)بالترتیب

۱۳۸ـ مصباح المسائل، خورشید حسن، مطبع حیدری، حیدرآباد، بدون تاریخ /۹۱

۱۳۸ـ مکاتیب رحمانی، ترتیب: رفیق احمد سلفی، عبید اللہ مبارکپوری کے اُنسٹھ (۵۹) خطوط بنام محمد امین احسن اثری بابت امور مختلفہ فقہیہ) مکتبہ ترجمان، دہلی، ۱۹۹۵ء/ ۱۵۴

۱۴۰ـ معقولات حنفی (فقہ حنفی کا تنقیدی جائزہ)، ثنا اللہ امرتسری، ثنائی برقی پریس،

امرتسر، ۱۹۳۰ء/۲۴

۱۴۱۔ مختار المسائل (شیعہ فقہ)، سیّد سرور حسین، نظامی پریس لکھنؤ، ۱۹۴۳ء

۱۴۲۔ مراسلات دینی و علمی تحقیق، امینی، فیکلٹی آف دینیات، اے ایم۔ یو علی گڑھ، ۱۹۸۶ء/۲۱۸

۱۴۳۔ منتخبات نظام الفتاویٰ، نظام الدین اعظمی، اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی، ۱۹۹۴ء، ۲ جلدیں، صفحات (۴۲۲+۴۲۴) بالترتیب

۱۴۴۔ نافع الاحناف، عبدالقاسمی سیف، سعید المطابع، بنارس، ۱۳۲۸ھ/۴۸

۱۴۵۔ نظام الشریعت، محمد عبدالحی، مطبع قاسمی، دیوبند، بدون تاریخ/ ۳۱۳

۱۴۶۔ وسیلہ النجاۃ، عطا حسین، نول کشور لکھنؤ، ۱۹۲۲ء۔

۱۴۷۔ وقار الاسلام فی تبیان الاحکام، محمد بن عبداللہ، مطبع نظامی، حیدرآباد، ۱۳۰۸ھ/ ۳۵۰

۱۴۸۔ ہماری فقہ، سراج الدین ندوی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۸ء/۱۴۸

۳۔ کتب برائے عمومی عبادات (احکام و مسائل):

اُردو فقہی لٹریچر کا انتہائی اہم باب ہے۔ سب سے زیادہ کتابیں علماء کرام نے اسی ضمن میں تصنیف کی ہیں۔ ہندوستان میں حنفی اور شافعی کے علاوہ کچھ کتب شیعہ مکتب فکر کی اس باب میں پائی جاتی ہیں۔ ان موضوعات پر نمائندہ کتب یہ ہیں:

۱۔ ارکان اسلام، محمد احتشام الحق، ادارہ اشاعت دینیات، دہلی، ۱۹۷۰ء/۱۷۶

۲۔ ارکان اربعہ، ابوالحسن علی ندوی، مجلس تحقیقات و نشریات اسلامی لکھنؤ، ۱۹۶۹ء/۳۶۹

۳۔ بذل المنفعت لایضاح الارکان الاربعہ، نواب صدیق حسن خان، مفید عام، آگرہ، ۱۳۰۵ھ/۱۵۶

۴۔ تقویم السعادۃ و تعلیم العبادۃ، معظم حسین، کانپور، ۱۲۹۳ھ/۱۱۶

۵۔ چراغ ہدایت، فیاض الدین، مطبع مجتبائی، کانپور، ۱۹۱۵ء/۲۹۶

۶۔ حبیب الفقہ (منظوم)، ولی اللہ مبا کپوری، مطبع گلزار احمدی، بمبئی، ۱۳۳۶ھ/ ۳۲

۷۔ دین اور دنیا، رئیس احمد جعفری، تاج کمپنی، دہلی، ۱۹۸۵ء/ ۵۵۰

۸۔ قوت الارواح شرح توشہ فلاح، محمد صبغۃ اللہ، مطبع احمدی، مدراس، ۱۲۷۹ھ/ ۸۰۴

۹۔ کنز الآخرہ (منظوم)، محمد عبد الحامد خان، جمال پریس، دہلی، ۱۹۶۹ء/ ۳۹۹

۱۱۔ مفتاح الجنۃ، کرامت علی جونپوری، مطبع احمدی، کانپور، ۱۲۰۵ھ/ ۱۲۸

۱۲۔ وسیلہ النجاۃ باداء الصلوٰۃ و الصوم والحج والزکوٰۃ، نواب صدیق حسن خان، مفید عام پریس، آگرہ، ۱۳۰۲ھ/ ۲۰

۴۔ کتب برائے طہارت:

۱۔ احکام طہارت، عالم فقری، کتاب گھر، دہلی، ۱۹۹۰ء/ ۲۶۸

۲۔ دافع الوسواس فی بیان حیض و النفاس، رحیم اللہ حنفی، مطبع احمدی، کانپور، ۱۳۰۷ھ/ ۲۷

۳۔ رسالہ وضو علی الطہر، مطبع صبح صادق، پٹنہ، ۱۳۱۶ھ/ ۱۲۸

۴۔ شرائط المذاہب (بابت طہارت، وضو، غسل، تیمّم)، قدرت حلیم، مطبع فتح کریمی، بمبئی، ۱۹۸۸ء/ ۹۶

۵۔ طہارت مسائل آب، امام الدین الٰہی، بریلی، ۱۹۲۵ء/ ۲۴

۶۔ طہارت نماز، صدیق حسن خان، دہلی، ۱۹۵۶ء/ ۱۴۲

۵۔ کتب برائے نماز اور متعلقہ مسائل:

۱۔ اثبات الاجازہ لتکرار صلوٰۃ الجنازہ، عبد السلام مبارکپوری، مطبع احمدی، پٹنہ ۱۳۳۵ھ/ ۲۸

۲۔ اثبات رفع یدین، ابو خالد، ثناءاللہ اکیڈمی، دہلی، ۱۹۷۷ء/ ۴۸

۳۔ احکام صلوٰۃ، سیّد احمد حسین، انوار السلام، حیدرآباد، ۱۳۱۸ھ/ ۴۸

۴۔ اذان من اللہ لقیام سنّت نبی اللہ (مسجد کے اندرونی حصہ میں اذان سے متعلق مسائل)، احمد رضا خان، مُرتّب: محبوب علی، رضوی کتب نامہ، بریلی، ۱۳۳۲ھ/ ۴۷

۵۔ استفتا نماز در ریل، حکم گوشت خریدہ از یہودہ، تسمیہ در نماز، عبدالرحمٰن خان، نظامی پریس، کانپور، ۱۲۸۳ھ

۶۔ ارشاد خیر الوریٰ لاقامۃ الجمعہ فی القریٰ، عبد السلام بستوی، جید برقی پریس، دہلی، ۱۳۶۰ھ/ ۱۵۲

۷۔ اسرار الصلوٰۃ، عبدالسبحان، مطبع نامی، کانپور، ۱۲۸۶ھ/ ۶۶

۸۔ اسرار کاملہ (فقہ اہل حدیث کے موافق دس مسائل نماز)، نواب صدیق حسن خان، مفید عام، آگرہ، ۱۳۰۶ھ/ ۱۲۷

۹۔ البرہان المجاب فی فرضیۃ ام الکتاب، محمد بشیر شاہ شروانی، مطبع محمدی، دہلی، ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۷

۱۰۔ البرہان القائصہ لترک القراۃ خلف الامام، عبدالاوّل، آسی پریس، لکھنؤ، ۱۳۳۷ھ/ ۳۶

۱۱۔ التامین لاھل التامین، سیّد جمیل احمد، سہسوانی صدیقی پریس، بنارس، ۱۳۰۲ھ/ ۴۸

۱۲۔ الجہر بالتامین بالرد علی القول التامین، محمد سعید محدث بناری، سعید المطابع، بنارس، ۱۳۰۲ھ/ ۱۴۹

۱۳۔ القول البدیع فی اشتراط المصر للجامع، باہتمام اشرف العلوم، دیوبند، ۱۳۹۵ھ/ ۳۱

۱۴۔ القول الحسن فیما یتعلق بالنوافل و الصوم، عبد الحکیم جونپوری، محمدی پریس، جونپور، ۱۲۷۳ھ/ ۴۰

۱۵۔ آداب الاذان والاقامہ، امین پالن پوری، گجرات بک ڈپو، دیوبند، بدون تاریخ/ ۱۶۰

۱۶۔ آداب المصلین، محمد عبد الاحد، مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۱۴ھ/ ۵۰

۱۷۔ آلۂ مکبّر الصوت کے شرعی احکام، محمد شفیع، دار الاشاعت، دیوبند، ۱۳۵۸ھ/ ۴۴

۱۸۔ آمین بالجہر، نورحسین، ثنا اللہ اکیڈمی، دہلی، بدون تاریخ / ۳۲

۱۹۔ تتمہ رسالہ نماز در مسجد، محمد فلاح نائب، مطبوعہ ۱۸۷۶ء/ ۱۷

۲۰۔ تحفۃ المتقین فی اثبات الجہر بالآمین، عبداللہ، فاروقی پریس، دہلی، ۱۲۹۲ھ

۲۱۔ تحفۃ المتقین، عبید اللہ فاروقی، دہلی، ۱۲۹۷ھ/ ۲۷

۲۲۔ تحقیق الکلام فی وجوب القرأۃ خلف الامام، عبدالرحمن، نامی محبوب المطابع، دہلی، ۱۳۱۲۰ھ، ۲ جلدیں کل صفحات: ۳۴۸

۲۳۔ ترتیب الصلوٰۃ، ابراہیم قاضی، مطبع حیدری، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۷ھ/ ۱۰۰

۲۴۔ ترتیب الصلوٰۃ سلطان حسین، تاجر کتب، بمبئی، ۱۹۴۵ء/ ۸۰

۲۵۔ ترکیب الصلوٰۃ محمد کاتب، مطبع رزاقی، کانپور، ۱۳۱۴ھ/ ۱۶۴

۲۶۔ ترکیب الصلوٰۃ، برہان الدین حقانی، بمبئی، ۱۳۲۰ھ/ ۴۸

۲۷۔ تعلیم السعادہ، معظم حسین، مطبع رزاقی، کانپور، ۱۳۱۴ھ/ ۱۶۴

۲۸۔ تنویر المصباح للقیام عند حی علی الفلاح قیس محمد خان جید، برقی پریس، دہلی، ۱۳۳۸ھ/ ۸۰۔

۲۹۔ توضیح الفقہ فی بحث ادب الجمعہ، سید نجم الدین مطبع دکن، حیدرآباد دکن، ۱۳۰۶ھ/ ۶۸

۳۰۔ تیسیر الصلوٰۃ، ولایت علی، مطبع قیصری، پٹنہ، ۱۳۰۶ھ

۳۱۔ جنازے کے مسائل، محمد اقبال کیلانی، حدیث پبلی کیشنز، سکندرآباد، ۱۹۹۷ء/ ۱۱۲

۳۲۔ حدیث نماز، عبدالمتین جھمی پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۸۴ء/ ۱۷۶

۳۳۔ حق وحقانیت (بابت رفع یدین، آمین بالجہر، قرأۃ الفاتحہ)، منظر الحق، حمیدیہ، دربھنگہ، ۱۹۹۵ء/ ۶۴

۳۴۔ خطبہ اذان کہاں ہو؟ عبدالحق خاں، دائرہ برکت، اعظم گڑھ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۲۸

۳۵۔ رسول اکرمؐ کا طریقہ نماز، جمیل احمد نذیری، مکتبہ صداقت، اعظم گڑھ، ۱۹۸۷ء/ ۳۹۲

۳۶۔ رفع الیدین، عبدالغفار، ابومحمد دہلوی، مکتبہ دینیات، کراچی، ۱۹۵۵ء/ ۴۸

۳۷۔ رفع یدین منسوخ نہیں ہے، ثناء اللہ امرتسری، امرتسر اکیڈمی، دہلی، بدون تاریخ / ۶۴

۳۸۔ رسالہ تجہیز و تکفین، محمد عمران، مطبع یینائی، لکھنؤ، ۱۹۸۸ء/ ۳۶

۳۹۔ رسالہ تراویح وعدم جواز ذبیحہ اہل کتاب، عبدالرحمن، مطبع نظامی، کانپور، ۱۲۸۰ھ

۴۰۔ رسالہ راہ جنت مع احکام نماز و جماعت، محمد عبدالستار، مطبع اسلامی، لکھنؤ، ۱۳۰۹ھ/ ۹۲

۴۱۔ رسالہ نماز، عبدالحامد، مکتبہ ابراہیمیہ، حیدرآباد، ۱۳۵۲ء

۴۲۔ رسالہ نماز، عبداللہ ابوالخیر، شمس المطابع، حیدرآباد دکن، ۱۹۹۶ء

۴۳۔ سرمن یری فی بحث الجمعہ فی القری، عبدالرحمن بقا غازی پوری، سعیدی پریس، کلکتہ، ۱۳۲۷ھ، ۲ جلدیں، صفحات ۱۸۴

۴۴۔ شرعی نماز، وحیدالزماں قاسمی، اسلامی تبلیغی مشن، بدون تاریخ / ۱۲۸

۴۵۔ صلوٰۃ الرسول، محمد صادق سیالکوٹی، ادارہ نورالایمان، دہلی، ۱۴۰۴ھ/ ۴۸۰

۴۶۔ صلوٰۃ المصطفےٰ، عصمت اللہ رحمانی، مطبع اسرار کریمی الہ آباد، ۱۹۷۳ء/ ۲۴۹

۴۷۔ صلوٰۃ النبی، محمد ابراہیم سیالکوٹی، ثنائی پریس، امرتسر، ۱۹۳۳ء/ ۱۸۴

۴۸۔ صلوٰۃ تراویح بجواب رکعات تراویح، محمد سلمان، سرفراز قومی پریس، لکھنؤ، بدون تاریخ / ۱۰۴

۴۹۔ فرمان محمدی، محمد عبداللہ، نظامی پریس، بدایوں، ۱۹۳۱ / ۱۱۶

۵۰۔ کامل نماز مع مسائل واحکام، نذر احمد، عظیم پبلشرز، دہلی، ۱۹۸۸ء/ ۵۰۷

۵۱۔ کتاب الجنائز، محمد عبدالرحمن، نامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۷۹ء/ ۱۰۸

۵۲۔ کتاب الصلوٰۃ، محمد اقبال گیلانی، حدیث پبلی کیشنز، سکندرآباد، ۱۹۸۶ء/ ۱۸۴

۵۳۔ گلدستہ سنت، اصغر حسین، دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد، ۱۹۹۴ء/ ۹۴

۵۴۔ لاؤڈ اسپیکر اور نماز، عبداللہ روپڑی، ۱۹۴۰ء/ ۴۴

۵۵۔ لاؤڈ اسپیکر کے نماز جنازہ وعیدین میں استعمال کرنے کے بارے میں شرعی رائے، محمد عبدالقیوم، علی گڑھ، ۱۹۵۶ء/ ۶۴

۵۶۔ مرأۃ الصلوٰۃ، سیّد محمد مرتضیٰ، کشور دنیش، ۱۹۵۳ء/ ۱۳۶

۵۷۔ مسائل اعتکاف، محمد رفعت قاسمی، مکتبہ رازی، دیوبند، ۱۹۸۷ء/ ۸۸

۵۸۔ مسائل امامت، محمد رفعت قاسمی، مکتبہ رازی، دیوبند، ۱۹۸۸ء/ ۸۸

۵۹۔ مسائل سجدہ سہو، حبیب الرحمٰن خیر آبادی، مکتبہ اسلامیہ، مراد آباد، بدون تاریخ/ ۴۰

۶۰۔ مسائل صلوٰۃ، جلال الدین احمد، انوار احمدی، الہ آباد، بدون تاریخ/ ۳۹

۶۱۔ مسائل صلوٰۃ، باہتمام مدرسہ عربیہ اسلامیہ نور محمدیہ، جھنجھنہ، ۱۹۸۴ء/ ۴۴

۶۲۔ مسائل نماز جمعہ، محمد رفعت قاسمی، مکتبہ رضی، دیوبند، ۱۹۹۰/ ۲۸۸

۶۳۔ مسائل نماز جنازہ، محمد رفعت قاسمی، مکتبہ رازی، دیوبند، ۱۹۹۰ء/ ۲۸۸

۶۴۔ مسنون نماز، محمد مکّی محمودی فرازپبلی کیشنز، دہلی، بدون تاریخ/ ۶۴

۶۵۔ معلومات نماز، مصطفےٰ خان، دفتر رسالہ پیشوا، دہلی، ۱۹۵۰ء/ ۲۱۶

۶۶۔ منتخبات العیدین، محی الدین، مفید عام پریس، آگرہ، ۱۹۰۱ء/ ۱۸۱

۶۷۔ نماز اور دعائیں، محمد خلیل احمد برکاتی، مکتبہ جام نور، دہلی، بدون تاریخ/ ۲۷۲

۶۸۔ نماز شروع کرنے کا وقت، فضل الرحمٰن مدنی، جامعہ محمدیہ، مالیگاؤں، ۱۹۸۹ء/ ۶۴

۶۹۔ نماز کی باتیں، عبدالصمد رحمانی، دینی بک ڈپو، دہلی، ۱۳۷۴ء/ ۱۶۰

۷۰۔ نماز کی سب سے بڑی کتاب، دفتر رسالہ مولوی، دہلی، ۱۹۵۵ء/ ۵۵

۷۱۔ نماز کی مکمل کتاب، اکرام الحق، دینی بک ڈپو، دہلی، بدون تاریخ/ ۴۸۰

۷۲۔ نماز کے احکام ومسائل، عبدالروف جھنڈا نگری، نامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۷۸ء/ ۱۳۸

۷۳۔ نماز، علیم الدین احمد، شمس الاسلام پریس، حیدرآباد دکن، ۱۹۳۷ء/ ۸۴

۷۴۔ نماز، نظام الدین، شمس الاسلام پریس، حیدرآباد دکن، بدون تاریخ / ۱۰۲

۷۵۔ الایضاح فی الذکر الجہر مع الجنازہ، عمر الدین فیض گلزار حسنی، لکھنؤ، ۱۲۱۵ھ

۶۔ کتب برائے مسجد اور متعلقہ امور:

۱۔ آداب المساجد، اشرف علی، کمار پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۳۶۵ھ/ ۳۶

۲۔ آداب المساجد، مفتی محمد شفیع، عظیم بک ڈپو، دیوبند، بدون تاریخ / ۷۷

۳۔ تزئین مساجد کی شرعی حیثیت، عبدالسلام رحمانی، انوار علمیہ، دہلی، ۱۹۹۰ء/ ۵۶

۴۔ جامع الشواہد فی دخول غیر مسلم فی المساجد، ابوالکلام آزاد، مطبع معارف، اعظم گڑھ، ۱۹۱۹ء/ ۵۸

۵۔ قانون مساجد، عبداللہ غازی پوری، ستارہ ہند، کلکتہ، ۱۹۱۷ء/ ۳۰

۶۔ منیۃ المساجد فی آداب المساجد، محمد شفیع، دیوبند، ۱۳۶۵ھ/ ۳۶

۷۔ کتب برائے رمضان، روزہ، رویت ہلال، تراویح اور عیدین:

۱۔ احسن المقال فی رویت الہلال، عبید اللہ قادری، سلیمان پریس، پٹنہ، ۱۳۵۷ھ

۲۔ احکام الصیام والقیام، ضیاء الاسلام، اسٹیم پریس، آگرہ، ۱۹۱۰ء/ ۱۸

۳۔ احکام تراویح، عبدالستار اکبرآبادی، اخبار پریس، آگرہ، ۱۹۳۸ء/ ۳۲

۴۔ احکام عیدین، قطب الدین خان، مطبع اودھ، لکھنؤ، ۱۹۹۲ / ۶۴

۵۔ اظہار الحق الصریح فی مسئلہ تراویح، جلیل سرودی، برقی پریس، دہلی، ۱۹۵۳ء/ ۶۴

۶۔ الافطار والسحور، عبدالستار خان، مطبع مصطفائی، بمبئی، بدون تاریخ / ۲۷

۷۔ البیان الکافی فی حکم خبر التلغرافی، محمد ابراہیم، پیپلنگ ورکس، دہلی، ۱۳۳۶ھ/ ۲۷

۹۔ انارۃ المصابیح، لاداء الصلوٰۃ التراویح، محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، برقی پریس، امرتسر،

۱۹۹۲ء/۵۰

۱۰۔ انوار المصابیح بجواب رکعات تراویح، نذیر احمد، حمیدیہ پریس، دربھنگہ، ۱۳۷۸ھ/۳۲۸

۱۱۔ بدر الہلال فی مسئلہ رویت الہلال، ابو سعید خان غوری، نظامی پریس، کانپور، ۱۸۸۲/۴۰

۱۲۔ بیان ہلال، محمد عبد اللہ اصغر، مدرسہ محمدی، مدراس، ۱۳۹۱ء/۱۶

۱۳۔ تجلیات رمضان، محمد صادق سیالکوٹی، سیالکوٹ، بدون تاریخ/۲۰۰

۱۴۔ تحفہ رمضان، امیر الدین اثری اور محمد حبیب اللہ، مکتبہ اتحاد، بھیونڈی، ۱۹۸۹ء/۷۲

۱۵۔ تحفہ صائمین، صدیق حسن خان، مطبع محمد، بمبئی، بدون تاریخ/۷۲

۱۶۔ تحفہ عید و رمضان، اسمٰعیل خان، اخبار پریس، آگرہ۔ ۱۲۲۶ھ/۴۰

۱۷۔ تحقیق التراویح فی جواب تنویر المصابیح (ابو الناصر عبید کی کتاب: ''تنویر المصابیح فی تحقیق التراویح'' کا جواب) عبد اللہ روپڑی، برقی پریس، امرتسر، بدون تاریخ/۱۱۲

۱۸۔ تحقیق التراویح، ابو حسین نوری، سیتاپور، ۱۲۹۱ھ/۸۰

۱۹۔ حسن المقال فی بیان رویت ہلال، سیّد عبد اللہ، مطبع سبحانی، حیدرآباد دکن، ۱۳۳۹ھ/۴۸

۲۰۔ خیر المقالہ فی اثبات رویت ہلال، عبد الحسن زید فاروقی، جید برقی پریس، دہلی، ۱۹۵۹ء/۲۴

۲۱۔ رسالہ الانصاف فی اخبار المتلغراف، احمد علی حسین، مطبع گلزار احمدی، مرادآباد، ۱۳۱۵ھ/۵۲

۲۲۔ رسالہ جامع الاقوال فی رویت الہلال، شاہ محمود حسین قادر، شمسی پریس، پٹنہ، ۱۳۵۷ھ

۲۳۔ رسالہ در رویت ہلال، صبغت اللہ مدراسی، مدراس، ۱۳۱۹ھ

۲۴۔ رکعات تراویح مزیل بر دانوار مصابیح، حبیب الرحمٰن اعظمی اور عبد الباری، لکھنؤ، ۱۹۶۰ء/۲۳۴

۲۵۔ رکن الاسلام فی مسائل الصیام، رحمت علی، احمدی پریس، لکھنؤ/۱۳۰

۲۶۔ رمضان المبارک کے فضائل و احکام، عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، جامعہ سلفیہ،

بنارس، ۱۹۸۰ء/ ۵۶

۲۷۔ روزہ کی کتاب، ابوبکر محمد شیخ، اے ایم۔ یو۔ پریس، علی گڑھ، ۱۹۳۹ء/ ۳۶

۲۸۔ روزہ کے سب احکام اور مسائل، حسن نظامی، محبوب المطابع دہلی، ۱۹۲۶ء/ ۱۰۴

۲۹۔ روزہ، امین اختر، مکتبہ الحسنات، دہلی، ۱۹۸۶ء/ ۱۴۲

۳۰۔ رویت ہلال اور فوٹو کے احکام، مفتی محمد شفیع، مکتبہ تفسیر القرآن، دیوبند، ۱۳۹۹ء/ ۸۰

۳۱۔ رویت ہلال کا مسئلہ عصر حاضر کے وسائل اور ترقیات کی روشنی میں، محمد برہان الدین سنبھلی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلامی، ندوۃ العلماء لکھنؤ، ۱۹۷۱ء/ ۱۲۴

۳۲۔ الصیام، اصغر علی، حکایت دکن پریس، حیدرآباد، بدون تاریخ/ ۲۵

۳۳۔ صیام رمضان وحج بیت اللہ، بنت الاسلام، رازی مکتبہ اسلامی دہلی، ۱۹۸۷ء/ ۲۰۶

۳۴۔ عیدالمؤمنین ونجات المسلمین، عبداللطیف جلالی، مطبع العلوم، مرادآباد، ۱۸۹۸ء/ ۲۶

۳۵۔ عیدین اور رویت ہلال کی شرعی حیثیت، عبدالملک صابری بھوجپوری، ادارہ تالیف ضیاء الاسلام، بیتیا، بہار، ۱۹۳۸ء/ ۳۷

۳۶۔ غایۃ البیان فی ضروریات الصیام والرمضان، غلام محمد حسین، مطبع قادری، حیدرآباد دکن، ۱۲۸۷ھ/ ۵۲

۳۷۔ مسائل الحو روالصیام، محمد رمضان، مطبع نول کشور لکھنؤ، ۱۹۲۳ء/ ۸۸

۳۸۔ مسائل تراویح، محمد رفعت، مکتبہ رازی، دیوبند، ۱۹۹۰ء/ ۱۶۸

۸۔ کتب برائے زکوۃ وصدقات:

۱۔ احکام الزکوۃ، محمد ولی، محبوب المطابع، دہلی، ۱۳۲۶ھ/ ۵۲

۲۔ القول المختصر فی الزکوۃ والعشر، احمد اللہ خاں، صبح صادق پریس، پٹنہ، بدون تاریخ/ ۴۴

۳۔ تحفۃ المؤمنین، قربان علی، لکھنؤ، ۱۹۸۹ء

۴۔ حقیقت زکوٰۃ، سید ابوالاعلیٰ مودودی، تاج کمپنی لاہور، ۱۹۵۰ء/۸۶

۵۔ خدائی انکم ٹیکس، حسن نظامی، ولی پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۱۷ء/۸۰

۶۔ رسالہ مسائل زکوٰۃ، محمد یار جنگ بہادر، نواب حیدرآباد، ۱۳۵۷ھ/۲۷

۷۔ زکوٰۃ اور مسئلہ تملیک، عتیق احمد بستوی، الفرقان بک ڈپو نظیر آباد لکھنؤ، بدون تاریخ/۲۸۰

۸۔ زکوٰۃ کے مسائل، رشید حسن عثمانی، رشید کمپنی، دیوبند، بدون تاریخ/۴۳

۹۔ زکوٰۃ کے مصارف، عتیق احمد قاسمی، مطبع حراء لکھنؤ، ۱۹۹۲ء/۱۹۶

۱۰۔ زیورات میں زکوٰۃ، محفوظ الرحمٰن فیضی، جامعہ فیض عام مئو ناتھ بھنجن، ۱۹۸۸ء/۱۱۱

۱۱۔ عشر و زکوٰۃ اور سود کے چند مسائل، سیّد احمد عروج قادری، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۲ء/۱۲۸

۱۲۔ قرآن میں نظام زکوٰۃ، محمد شفیع، ادارہ المعارف، کراچی، ۱۹۶۳ء/۱۱۸

۱۳۔ کتاب الزکوٰۃ، عبداللہ غازی پوری، مدرسہ اصلاح المسلمین، پٹنہ، بدون تاریخ/۹۳

۱۴۔ کتاب الزکوٰۃ، عبداللہ عمادی، ٹریڈنگ کمپنی، امرتسر پریس، امرتسر، ۱۹۱۰ء/۶۴

۱۵۔ کنز الحسنات فی ایتاء الزکوٰۃ، سراج الدین، حسینی پریس لکھنؤ، ۱۲۶۱ھ/۷۶

۱۶۔ کنز الحسنات فی ایتاء الزکوٰۃ، نعمانی، مطبع سبحانی، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۱ھ

۱۷۔ کنز الحسنات فی مسائل الزکوٰۃ، عبدالقادر ابن عتیق، نظامی پریس، کانپور، ۱۸۶۴ء/۳۸

۱۸۔ نظام الزکوٰۃ، عبدالمجید اصلاحی، دارالتعلیم والصناعت، جاج مئو، کانپور، بدون تاریخ/۶۴

۹۔ کتب برائے حج، عمرہ اور قربانی:

۱۔ اسلامی ذبیحہ، محمد شفیع، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، ۱۳۸۷ھ/۴۵

۲۔ اعمال عمرہ و حج، مرتضیٰ حسین بلگرامی، علی گڑھ بک سینٹر علی گڑھ، ۱۹۸۸ء/۱۱۲

۳۔ الحج، محمد سلیمان اشرف، اے۔ ایم۔ یو علی گڑھ، ۱۹۲۸ء/۱۹۳

۴۔ امداد الحجاج، امداد علی، مطبع العلوم، مراد آباد، ۱۲۹۸ھ
۵۔ ایضاح المناسک، شبیر احمد قاسمی، ٹائمس پریس، دہلی، ۱۹۹۵ء/۲۸۸
۶۔ تحفۂ حج، بدر الحسن، دی آزاد پریس، پٹنہ، ۱۹۷۰ء/۱۹۶
۷۔ تصریح الحج والزیارہ، وحید الزماں، ۱۲۹۲ھ/۵۲۵
۸۔ تعلیم الحج، کرامت اللہ، مطبع شاہ جہاں، بھوپال، ۱۳۰۵ھ/۵۶
۹۔ الحج المبرور، اشرف علی تھانوی، اشرف المطابع، تھانہ بھون، ۱۳۴۷ھ/۳۲
۱۰۔ حج اور اس کے مسائل، محمد یوسف اصلاحی، مکتبہ الحسنات، رامپور، ۱۹۷۰ء/۱۹۲
۱۱۔ حج بیت اللہ، اکبر شاہ خان، برقی پریس، مراد آباد، ۱۹۳۶ء/۴۸
۱۲۔ حج بیت اللہ، ساحل عبد الحلیم، خورجہ پبلشنگ ہاؤس، بمبئی، ۱۹۶۷ء/۲۳۹
۱۳۔ حج کیا ہے؟ سیّد حامد علی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۷۴ء/۸۰
۱۴۔ حج مسنون، عبد الغفار، اعظم اسٹیم پریس، حیدر آباد دکن، بدون تاریخ، ۳۲۰
۱۵۔ حج مسنون، محمد صادق سیالکوٹی، فلکن پریس، لاہور، بدون تاریخ / ۳۲۰
۱۶۔ حج مسنون، مختار احمد ندوی، دار السلفیہ، بمبئی، ۱۳۹۷ھ/۲۴۰
۱۷۔ حج وعمرہ، مقصود عالم، درسگاہ اسلامی، پٹنہ، ۱۳۸۶ھ/۷۳
۱۸۔ حج مبرور، عبد الحنّان، جامعہ اسلامیہ قاسمیہ، سیتامڑھی، بہار، ۱۹۸۲ء/۴۸
۱۹۔ حقیقۃ الحج، منظور علی، آرمی پریس، شملہ، ۱۹۳۲ء/۴۸
۲۰۔ رسالہ احکام قربانی وصدقۂ عید الفطر، جعفر علی، نول کشور، لکھنؤ، ۱۲۲۸ھ
۲۱۔ رسالہ تشریح الحج والزکوٰۃ، وحید الزّماں، بمبئی، ۱۸۷۶ء/۵۲
۲۲۔ رسالہ حج، علیم الدین، نامی پریس، ۱۹۹۲ء/۱۶۰
۲۳۔ زاد السبیل الٰی دار الخلیل، سعد الدین رامپوری، مطبع اختر، حیدر آباد دکن، ۱۳۳۱ھ/۱۲۷

۲۴۔ طریقہ حج، ابو الکلام آزاد، تاج اکیڈمی، دہلی، ۱۹۶۶ء/۹۶

۲۵۔ عید قرباں اور اُس کے مسائل، مہدی رضا خاں، تبلیغی کمیٹی، شاہ گنج، پٹنہ، بدون تاریخ/۳۹

۲۶۔ غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق، محمد رئیس ندوی، ۱۴۰۳ھ/۸۰

۲۷۔ فضائل عشرہ ذی الحجہ ومسائل قربانی، احمد لولات، کتب خانہ اشاعت العلوم، سہارنپور، بدون تاریخ /۵۶

۲۸۔ کلید باب الحج، انور علی، مطبع نول کشور، کانپور، ۱۸۷۱ء/۱۱۶

۲۹۔ مسائل حج، ابوعبید میر احمد اللہ، دفتر اشاعت اسلام، امرتسر، بدون تاریخ / ۶۳

۳۰۔ مسائل حج، عبداللہ، امرتسر، ۱۹۲۶ء/۹۵

۳۱۔ مسائل ذبیحہ، قمر الدین احمد، مطبع نظامی، کانپور، ۱۲۹۲ء/۵۴

۳۲۔ مسائل قربانی، ابو الاعلیٰ مودودی، نیشنل پرنٹنگ پریس، دیوبند، ۱۹۶۶ء/۴۰

۳۳۔ مسائل قربانی، عین الباری، جامعہ سلفیہ، بنارس، ۱۴۰۸ھ/۸۵

۳۴۔ مسائل وتاریخ قربانی، محمد شفیع، اشرف التبلیغ، دیوبند، ۱۳۱۸ء/۳۲

۳۵۔ مفتاح الحج، سیّد محمد حسین، مطبع حیدری، بمبئی، ۱۲۷۹ھ/۱۱۲

۳۶۔ نہایۃ الاعمال فی بیان مسائل الحج البدل، عبد الحق، نظامی پریس، ۱۲۹۴ھ

۱۰۔معاشرتی وخاندانی مسائل سے متعلق فقہی کتابیں:

ہندوستان میں مختلف مذہبی اکائیوں کے ایک ساتھ رہنے بسنے کی وجہ سے نکاح، طلاق، مہر، جہیز وغیرہ کے معاملات دیگر مسلم ممالک کے مقابلہ میں قدرے مختلف ہیں۔علماء کرام نے حالات وزمانہ کی رعایت کرتے ہوئے اس میدان میں رہنمائی فرمائی ہے۔چند مفید کتب کی ایک فہرست سے اُن مسائل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ احکام عدت، صبغۃ اللہ مدراسی، مدراس، ۱۸۶۰ء/۳۱

۲۔ احکام نکاح، محمد ابراہیم فریدی، کتب خانہ اشاعت اسلام، دہلی، ۱۳۵۹ھ/۶۴

۳۔ ازدواجی زندگی کے لئے اہم قانونی تجاویز، محمد جعفر شاہ پھلواروی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۵۵ء/۱۱۲

۴۔ ازہاق الاحقاق فی مسئلہ طلاق، عبداللہ محدث دہلوی، سعیدی پریس، کلکتہ، ۱۳۲۸ھ/۶۴

۵۔ اسلام اور حق خلع، محمد عبدالباسط، اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد دکن، بدون تاریخ/۴۳

۶۔ اسلام اور ضبط ولادت، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مکتبہ جماعت اسلامی، رامپور، ۱۹۵۱ء/۸۰

۷۔ اسلام اور فیملی پلاننگ، زید ابوالحسن فاروقی، مکتبہ دینیات، دہلی، ۱۳۸۸ھ/۹۶

۸۔ اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، جعفر شاہ پھلواروی، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۸ء/۱۲۸

۹۔ اسلام کا عائلی نظام، شمس تبریز خان، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ، ۱۹۸۴ء/۲۸۶

۱۰۔ اسلام کا مکمل نظام طلاق، عبدالجلیل، دارالمؤلفین، دیوبند، ۱۹۹۰ء/۲۲۳

۱۱۔ اسلام کا نظام طلاق، محمد شفیع، مرکز دعوت اسلام، دیوبند، ۱۹۸۵ء/۹۶

۱۲۔ اسلام میں پردے کی شرعی حیثیت، اشرف علی تھانویؒ، ادارہ دینیات، بدون تاریخ/۴۷

۱۳۔ اسلام میں طلاق پانے والی عورتوں کے حقوق، سیّد منظور حسین، نجیب آباد، بدون تاریخ/۳۲

۱۴۔ اسلامی پردہ، عبدالسلام، علمی پریس، دہلی، ۱۳۵۲ھ/۵۴

۱۵۔ اسلامی صورت، عبدالسلام بستوی، تجلّی پریس، دہلی، ۱۳۵۴ھ/۱۱۴

۱۶۔ اسلامی قانون نکاح وطلاق ووراثت، فضیل الرحمن، جامعہ دارالسلام، مالیر کوٹلہ، پنجاب، ۱۹۹۰ء/۳۲۰

۱۷۔ اسلامی معاشرت، پرویز، طلوع اسلام پریس، دہلی، ۱۳۵۸ھ/۵۶

۱۸۔ اصول توارث، محمود حسین، اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۵ھ/ ۱۱۳

۱۹۔ اصول وراثت وترکہ، محمد ربانی خلیل اللہ، ادارہ تعلیم وتصنیف، خیرپور، ۱۹۸۰ء/ ۱۲۸

۲۰۔ انوار الفرائض، فتح الدین اظہر، مجلس اشاعت العلوم، حیدرآباد دکن، بدون تاریخ / ۵۷

۲۱۔ ایضاح الفرائض، (شیعہ فقہ)، اعجاز حسین، نور المطابع لکھنؤ، ۱۳۳۴ھ

۲۲۔ ارشاد المواریث، علی نقوی، مطبع اثنا عشری، ۱۲۹۴ھ/ ۶۴

۲۳۔ پردہ، ابو الاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۵ء/ ۲۷۲

۲۴۔ پردہ، عبد الحلیم شرر لکھنوی، مطبع جامعہ ملّیہ، دہلی، بدون تاریخ / ۸۰

۲۵۔ پردہ اور تعدد ازدواج، مظہر الحق خان، گوجرانوالا، ۱۹۵۷ء/ ۵۲۰

۲۶۔ پردہ اور قرآن، امین احسن اصلاحی، انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۶۹ء/ ۲۴

۲۷۔ تسہیل الفرائض، ابو الحسن حبیب اللہ، مطبع فنون، دیوبند، ۱۳۰۷ھ/ ۵۶

۲۸۔ تشریح الفرائض، محمد عبد اللہ، مطبع قیوی، کانپور، بدون تاریخ / ۵۵

۲۹۔ تعدد ازدواج، سیّد حامد، مرکزی مکتبہ، دہلی، ۱۹۸۶ء/ ۱۲۷

۳۰۔ تقسیم میراث، سیّد شوکت علی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۷ء/ ۱۱۶

۳۱۔ تنبیہ المنکرین مع مخزن الفرائض، عمار علی، یوسفی پریس، دہلی، ۱۳۶۷ھ/ ۸۰

۳۲۔ تنویر الآفاق فی مسئلہ طلاق، محمد رئیس ندوی، سلفیہ پریس، بنارس ۱۹۸۷ء/ ۵۱۶

۳۳۔ توریث القرآن، سید حیدر بلگرامی، کاظمی بک ڈپو، دہلی، بدون تاریخ / ۴۱

۳۴۔ تین طلاق کا ثبوت، شہاب الدین ندوی فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور، ۱۹۸۸ء/ ۵۶

۳۵۔ جہیز کی شرعی حیثیت، محمد سعد اللہ، جامعہ الرشاد، اعظم گڑھ، ۱۹۸۸ء/ ۳۵

۳۶۔ جہیز یا نقد رقم کا مطالبہ، محمد برہان الدین سنبھلی، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، دہلی، ۱۹۸۶ء/ ۲۷

۳۷۔ چند ازدواجی مسائل، جعفر شاہ پھلواروی، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۲ء/۱۰۰

۳۸۔ حسن المقالہ فی بیان الکالہ، عبد الرحمٰن، کوہ نور، دہلی، ۱۳۳۶ء/۶۰

۳۹۔ حقوق الزوجین، سید ابو الاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۵ء/۱۴۶

۴۰۔ حقیقت الازدواج فی اباحۃ الازدواج، مظہر الحق، مفید عالم، الہ آباد، بدون تاریخ/۱۸۶

۴۱۔ حکم الازدواج، محمد شفیع، کمال پریس، دہلی، ۱۹۴۱ء

۴۲۔ الحیلۃ الناجزہ للحلیلۃ العاجزہ، اشرف علی تھانوی، قرآن محل، کراچی، ۱۹۵۵ء/۳۲۰

۴۳۔ رانڈوں کی شادی، رحیم دیوی، مطبع نامی، لکھنؤ، ۱۹۰۰ء/۳۲

۴۴۔ رسالہ خزینۃ الفرائض، محمد عبد المتین، قومی پریس، پٹنہ، ۱۳۵۳ھ

۴۵۔ رسالہ ستر عورت، فخر الدین، مطبع نامی، لکھنؤ، ۱۳۰۵ھ/۲۰

۴۶۔ رسالہ عقیقہ، محمد نظام، مطبع علی بخش، ۱۲۶۶ھ/۱۲۲

۴۷۔ رسالہ عقیقہ، عبد المجید، مطبع مجیدی، کانپور، ۱۹۱۱ء/۲۴

۴۸۔ رسالہ فرائض، منفعت علی دیوبندی، مطبع ہاشمی، میرٹھ، ۱۸۸۶ء/۷۶

۴۹۔ رسالہ نکاح، رفیع الدین دہلوی، مطبع مجتبائی، لکھنؤ، ۱۲۶۶ھ/۱۴

۵۰۔ رسالہ ہدایہ فی فرائض محمدیہ، ظہور الحق قادری، دبدبہ سکندریہ، رامپور، ۱۳۱۲ھ

۵۱۔ شادی اور اسلام، ابو العاصم، امین پبلیکیشنز، پٹنہ، ۱۹۱۹ء/۶۷

۵۲۔ شرعی پردہ، علی احمد بناری، اسرار کریمی، الہ آباد، ۱۹۷۱ء/۴۴

۵۳۔ اصلاح ذات بین بہ بیان للزوجین، نواب صدیق حسن خان، سعید المطابع، بنارس، ۱۳۱۶ھ/۱۶۴

۵۴۔ طریقہ طلاق، عزیز احمد قریشی، مکتبہ اکبر، سری نگر، ۱۹۵۶ء/۶۴

۵۵۔ طریقہ طلاق، محمد یوسف، پبلشنگ ہاؤس، دیوبند، ۱۳۸۱ء/۳۲

۵۶۔ طلاق اور تفریق، خالد سیف اللہ رحمانی، قاضی پبلیکیشنز، دہلی، ۱۹۹۲ء/۱۱۷

۵۷۔ طلاق کیا ہے؟ محمد داؤد مظاہری، ادارہ تحقیقات شرعیہ، آگرہ، ۱۹۷۸ء/۱۲۸

۵۸۔ علم الفرائض وملخصات الحساب، عنایت احمد کاکوروی، ۱۲۶۳ھ/۸۸

۵۹۔ علم الفرائض، محمد یوسف وکیل، مکتبہ مشن پریس، کلکتہ، ۱۸۹۰ء/۱۷۴

۶۰۔ الفرائض، محبوب الرحمن، النذیر پریس، لکھنؤ، بدون تاریخ/۶۸

۶۱۔ فرائض قادری، محمد ادریس، مطبع کرشنا، بمبئی، ۱۲۶۱ھ/۳۱۷

۶۲۔ فرائض قادریہ (منظوم)، محمد عمر قادری، مطبع محبوب النظائر، حیدرآباد، ۱۳۲۴ھ/۴۰

۶۳۔ قانون وراثت اسلام، عبدالحلیم شرر، دلگداز پریس، لکھنؤ، ۱۹۲۸ء

۶۴۔ قانون وراثت مع قانون شفعہ شرعی، محمد اسمٰعیل حنفی، میرٹھ، بدون تاریخ/۴۴

۶۵۔ قبول الدہر، (شادی کے مسائل)، ابوتراب، بشیر دکن پریس، حیدرآباد دکن، بدون تاریخ/۱۷۴

۶۶۔ قرآن اور پردہ، مرزا عزیز بیگ، علی گڑھ، ۱۹۲۸ء/۱۲۸

۶۷۔ قرآن میں پردے کے احکام، امین احسن اصلاحی، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۸۲ء/۳۴

۶۸۔ القول الصواب فی تحقیق مسألۃ الحجاب، اشرف علی تھانوی، مکتبہ آسی، لکھنؤ، ۱۳۲۳ھ/۲۴

۶۹۔ کتاب الفسخ والتفریق، عبدالصمد رحمانی، دارالتالیف، منگیر، ۱۹۹۷ء/۱۱۲

۷۰۔ کتاب المناسک، محمد اسمٰعیل قاضی، دلی پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۸۱ء/۱۱۸

۷۱۔ کتاب النکاح والطلاق، قادر بخش بدایونی، احمد بک ڈپو، حیدرآباد، ۱۹۵۶ء/۱۰۸

۷۲۔ کشف الحجاب من مسائل الستر والحجاب، عبدالرحمن، محمدی پریس، بمبئی، ۱۲۶۲ھ/۴۸

۷۳۔ کشف الغلاق فی النکاح والطلاق، محمد نور، مکتبہ مرتضیٰ، آگرہ، بدون تاریخ/۱۷۶

۷۴۔ الکلام الصحاح فی اثبات النکاح، اکبر علی میر، عزیزی پریس، آگرہ، ۱۳۰۳ھ

۷۵۔ متعہ اور اسلام، علی نقی، امامیہ مشن، لکھنؤ، ۱۹۳۳ء

۷۶۔ محمڈن لاء اور اُس میں تبدیلی، سید حامد علی، مرکزی مکتبہ اسلامی، ۱۹۸۵ء/۳۶

۷۷۔ مسائل اربعین، محمد مقتدیٰ خان، شروانی پرنٹنگ پریس، علی گڑھ ۱۹۴۳ء/۷۶

۷۸۔ مسلم پرسنل لاء اور اسلام کا عائلی قانون، شمس تبریز خان، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ۱۹۸۴ء/۲۸۶

۷۹۔ مسلم پرسنل لاء اور ملّت بیداری، مُرتّبین: عصام مُنیرؔ اور اطہر عزیز، حافظ پبلی کیشنز، بمبئی، ۱۹۸۵ء/۱۶۰

۸۰۔ مسلم پرسنل لاء کا مسئلہ نئے مرحلے میں، منّت اللہ رحمانی، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، بمبئی، ۱۹۲۳ء/۱۲

۸۱۔ مسلم پرسنل لاء کے تحفُّظ کا مسئلہ، طاہر محمود، ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، دہلی، ۱۹۷۲ء/۱۰۸

۸۲۔ مسلمان عورت کے حقوق اور اعتراضات کا جائزہ، سیّد جلال الدین عمری، ادارہ تحقیق وتصنیف، علی گڑھ ۱۹۸۶ء/۲۰۰

۸۳۔ مسئلہ تعدد ازدواج، جعفر شاہ پھلواروی، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، لاہور، ۱۹۵۹ء/۱۸۱

۸۴۔ مسئلہ ضبط ولادت، ابوالحسن زید فاروقی، خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی، ۱۳۸۸ھ/۱۲۰

۸۵۔ مسئلہ کفائت، مجیب اللہ ندوی، جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ، ۱۹۸۶ء/۲۹

۸۶۔ مشترک خاندانی نظام اور اسلام، سلطان احمد اصلاحی، ادارہ تحقیق وتصنیف، علی گڑھ، ۱۹۹۲ء/۱۰۴

۸۷۔ معاشرتی مسائل دین فطرت کی روشنی میں، برہان الدین سنبھلی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ۱۹۷۹ء/ ۲۲۴

۸۸۔ معین الفرائض، محمد حسین، کتب خانہ تعلیم نورگنج، دہلی، ۱۹۴۶ء/ ۱۲۳

۸۹۔ نفقہ مطلقہ اور اسلامی قانون، شمس پیرزادہ، ادارہ دعوت القرآن، بمبئی، ۱۹۸۵ء/ ۳۲

۹۰۔ نفقہ مطلقہ اور اسلام، حبیب الرحمٰن قاسمی، شعبۂ نشر و اشاعت، جمعیت علماء ہند، دیوبند، ۱۹۸۵ء/ ۱۹۱

۹۱۔ نکاح شغار یا بٹہ، عبداللہ روپڑی، ۱۹۳۵ء/ ۵۶

۹۲۔ نکاح کے اسلامی قوانین، صدرالدین اصلاحی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۲ء/ ۱۰۱

۹۳۔ نکاح محمدی، محمد صاحب جوناگڑھی۔ جید پریس، دہلی، ۱۳۵۷ھ/ ۱۰۰

۹۴۔ نکاح وطلاق، عقل وشرع کی روشنی میں، محمد طیب، محبوب پریس، دیوبند، ۱۹۷۵ء/ ۱۶۰

۹۵۔ وصیت ووراثت، عبدالقادر صدیقی، دارالاشاعت صدیقی، حیدرآباد، ۱۹۵۴ء/ ۲۰

۹۶۔ الہدایہ الکاملہ بجواب النجاۃ الکاملہ، محمد اسرائیل سلفی، جامعہ سلفیہ، میوات، ہریانہ، ۱۴۰۲ھ/ ۱۰۷

۹۷۔ ہدایۃ الآفاق علیٰ احکام النکاح والطلاق، رحمٰن علی، کمپنی کتب، کانپور، ۱۹۰۴ء

۹۸۔ ہدایۃ العرائس (شادی سے متعلق مسائل) امراؤ علی، نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۲۴

۱۱۔ معاشی معاملات: سود، رشوت، وصیت، رہن، قرض، وقف، ملکیت زمین:

اسلامی معاشیات دور جدید کا اہم علمی موضوع ہے۔ عصر حاضر میں سودی کاروبار اور سودی بینکنگ سسٹم نے پورے سماج کو بری طرح متاثر کر رکھا ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ کاروں کی ترقی اور چھوٹے تاجروں کی پریشانی وخستہ حالی اور مستقبل کی عدم ضمانت اس نظام کا حاصل ہے۔

رزق حلال کی کوشش موجودہ دور میں مشکل ترین امر بن چکا ہے۔عالمی سطح پر سودی کاروبار سے کس طرح نجات حاصل کی جائے، اس سلسلہ میں اب تک مثبت اقدامات نہیں اُٹھائے جا سکے۔اس ضمن میں جولٹریچر بھی اُردو زبان میں موجود ہے وہ عالمی چیلنجز کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ ہندوستان میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی اور محمد حسین کھٹکھٹے کے علاوہ بعض اوردانشوروں نے انگریزی اور اُردو زبانوں میں اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔

اُردو لٹریچر میں اس موضوع پر جو کتب تیار کی گئی ہیں، اُن میں سود کی قباحت وحرمت، ربا اور سود کے جائز و ناجائز ہونے پر مباحث، شرکت ومضاربت کے اصول، اُجرت اور زرعی نظام وغیرہ کے مسائل زیر بحث آئے ہیں۔اس ضمن میں ایک پیچیدہ مسئلہ یہ ہے کہ بینک کے سود کا مصرف کیا ہو؟ Fixed Deposit جائز ہے یا ناجائز، فی سبیل اللہ میں کون سی مدّات شامل ہیں۔علمائے کرام کی مساعی اس باب میں کسی متفقہ فیصلے اور نتیجے تک ہنوز نہیں پہنچ سکی ہیں۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جید ومجتہد علماء نے چند دہائیاں قبل فقہ کے میدان میں جو شاہکار کارنامے انجام دئے، اُن کے زمانے میں معاشی مسائل کی پیچیدگیاں اس قدر اُبھر کر سامنے نہیں آئی تھیں۔

تین چار دہائیاں قبل معاشی ترقی نے عملی میدان میں جو دشواریاں کھڑی کر دی ہیں اُن کے حل کے لیے جس اجتہادی بصیرت اور اجتماعی وژن کی ضرورت ہے، عصر جدید کے فقہاء میں اس کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔دوسرا سبب یہ ہے کہ گذشتہ دنوں میں اسلامی معاشیات پر جو کچھ تحریر کیا گیا، وہ قدیم کتب سے اخذ و استفادہ کا محض چربہ ہے، البتہ ادھر چند سالوں میں اسلامی معاشیات کے سلسلہ میں عالمی سطح پر بہت عمدہ کام ہوا ہے۔چنانچہ سیّد ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اسلامی معاشیات پر دورجدید کے مسائل اور تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اُردو زبان میں بعض قیمتی اضافے فرمائے۔مولانا نے ان خیالات کا اظہار سود نامی کتاب میں کیا ہے۔اس کتاب

میں مصنف گرامی نے عالمی سطح پر سود کی تباہ کاریوں کا تذکرہ کیا ہے۔سود پر مبنی بینکنگ سسٹم پر شدید تنقید کی ہے۔مولانا کا خیال ہے کہ سودی نظام ہی دراصل معاشی ناہمواریوں کا بنیادی سبب ہے۔اس ضمن میں مولانا کی بعض اور تحریریں مثلاً معاشیات، اسلام اور سرمایہ داری اور اشتراکیت وغیرہ دستاویزی حیثیت رکھتی ہیں۔دوسری طرف پروفیسر نجات اللہ صدیقی نے اس میدان میں مزید پیش قدمی کی اور عمیق مطالعہ کے بعد ایک جامع کتاب بنام غیر سودی بینک کاری تصنیف کی جو ۱۹۶۹ء میں مرکزی مکتبہ دہلی سے ۳۲۶ صفحات پر مشتمل شائع ہوچکی ہے۔اُنہوں نے عالمی سطح کی معاشی سرگرمیوں کا جائزہ، معاشی استحصال، عدم توازن اور اُس کے بطن سے پیدا ہونے والے مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔غیر سودی کاروبار کی عالمی سطح پر پذیرائی اور حوصلہ افزائی کی گئی ہے، نیز غیر سودی نظام کی مضبوطی کو قرآن وحدیث کی مستحکم بنیادوں پر مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔مصنف نے ثابت کیا ہے کہ غیر سودی بینکنگ سسٹم کو قابل عمل بنایا جاسکتا ہے۔اس کا مجوزہ خاکہ اُنہوں نے پیش کیا ہے۔اسلامی معاشیات کے کے میدان میں گراں قدر خدمات کے عوض فاضل مصنف کو شاہ فیصل ایوارڈ مل چکا ہے۔

معاشیات اور کاروباری مسائل سے متعلق دستیاب مطبوعہ، اُردو کتب کا اشاریہ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ احکام ارشادیہ، وصیت مع بیع ورہن، عبدالطیف خان، کلکتہ، ۱۸۶۷ء/ ۶۲ ص
۲۔ اسعاف: معین الدین خواجہ، برقی پریس، دہلی، ۱۳۱۴ھ/ ۳۲ ص
۳۔ اسلام کا زرعی نظام، تقی امینی، ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۵۵ء/ ۳۰۳ ص
۴۔ اسلام کا نظام اراضی مع فتوح الہند، محمد شفیع، مجلس تحقیقات علمیہ، سہارنپور، ۱۹۶۸ء/ ۶۴ ص
۵۔ اسلام کا نظام تقسیم دولت، محمد شفیع، مجلس تحقیقات علمیہ، سہارنپور، ۱۹۶۸ء
۶۔ اسلامی قانون اجرت، مجیب اللہ ندوی، تاج کمپنی، دہلی، ۱۹۹۰ء/ ۲۴۰ ص

۷۔ ایضاح النوادر (تجارت، ایکسپورٹ، حصص، انشورنس، مسلم فنڈ یا غیر سودی بینکنگ)،شبیر احمد قاسمی، جامعہ قاسمیہ، مرادآباد، ۱۴۱۴ھ/ ۱۵۲
۸۔ بازار رشوت،عبدالرحمن خان،کتب خانہ قاسمی،دیوبند،۱۹۶۷ء/ ۱۵۲
۹۔ بینک انشورنس اور سرکاری قرضے، برہان الدین سنبھلی، دارالکتاب، دیوبند، ۱۹۸۹ء/ ۱۲۸
۱۰۔ تجارتی سود، تجارتی اور شرعی نقطۂ نظر سے، فضل الرحمن گنوری، اے ایم یو علی گڑھ، ۱۹۶۷ء/ ۱۷۶
۱۱۔ تذکرۃ الربا،قطب الدین خان،مطبع مجتبائی،دہلی،۱۲۱۸ھ
۱۲۔ جواز سود مع فتاویٰ،طفیل احمد،بدایوں،۱۹۳۳ء/ ۵۶
۱۳۔ حقیقۃ الربا،تبیل اقبال احمد،نظامی پریس،بدایوں،۱۹۳۶ء/ ۱۷۸
۱۴۔ حلال کمائی،عبدالسلام،لیتھوپرنٹنگ پریس، دہلی،بدون تاریخ / ۶۴
۱۵۔ رافع فنک عن منافع البنک،اشرف علی تھانوی،دیوبند،۱۳۲۷ھ
۱۶۔ الربا،عبید اللہ اسعدی،اسلامی فقہ اکیڈمی،دہلی،۱۹۹۴ء/ ۲۹۵
۱۷۔ رسالہ درحرمت سودخواری،محمود حاجی،مدرسہ محمدی،مدراس،۱۳۹۵ھ/ ۱۲
۱۸۔ زمین داری کا شرعی نظام،سیدامین الحق،شیخوپورہ،مردان،۱۹۵۴ء/ ۶۴
۱۹۔ سود، ابو الاعلیٰ مودودی،مرکزی مکتبہ اسلامی،دہلی،۱۹۹۴ء/ ۳۲۳
۲۰۔ شرکت و مضاربت کے شرعی اصول، نجات اللہ صدیقی، مرکزی مکتبہ، دہلی، ۱۹۶۸ء/ ۱۶۰
۲۱۔ عمدۃ الوسیلۃ فی رد جواز اخذ الربوا بالحیلہ،عبدالواسع،جمعیت اہل سنت،بمبئی،۱۹۲۷ء
۲۲۔ غیر سودی بینک کاری،محمد نجات اللہ،مرکزی مکتبہ،دہلی،۱۹۶۹ء/ ۳۲۶

۲۳۔ قانون سودخواری، فصیح الدین، نظامی پریس، بدایوں، ۱۹۳۲ء/ ۲۴

۲۴۔ القول المحمود فی رد جواز سود (الحقوق والفرائض موٴلفہ نذیر احمد بلندشہری میں تجارتی سود کو جائز قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اسکے خلاف یہ کتابچہ تیار کیا گیا ہے) محمد بشیر سہسوانی، جید برقی پریس، دہلی، ۱۳۵۸ھ

۲۵۔ کشف الغطاء عن مسئلۃ الربا، عبدالواسع، اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد، ۱۳۴۲ھ/ ۴۲

۲۶۔ کفل الفقیہ الفاہم (کرنسی نوٹ کی شرعی حقیقت)، احمد رضا خان، دارالاشاعت، نوری کتب خانہ، لاہور، ۱۳۹۲ھ/۱۶۸

۲۷۔ کمرشیل انٹرسٹ کی فقہی حیثیت، محمد جعفر شاہ پھلواروی، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، پاکستان، بدون تاریخ / ۱۳۴

۲۸۔ مجلّہ فقہ اسلامی (بیع حقوق، مرابحہ، اسلامک بینکنگ) ترتیب: مجاہد الاسلام قاسمی، اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی، ۱۹۹۰ء/جلد ۱۱ / ۶۰۴

۲۹۔ مجلّہ فقہ اسلامی (کرنسی نوٹ، ترقی کے قرضے اور سود) ترتیب: مجاہد الاسلام قاسمی، اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی ۱۹۹۴ء/جلد دوم، ۵۷۵

۳۰۔ مجلّہ فقہ اسلامی، (مسئلہ تملیک) ترتیب: مجاہد الاسلام قاسمی، اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی، ۱۹۹۱ء، جلد چہارم/ ۵۰۰

۳۱۔ مسئلہ اوقاف محمد عبدالغفار، بروڈہ، ۱۹۹۲ء/ ۳۰

۳۲۔ مسئلہ ربوا، محمد انوار اللہ، مطبع شمس الاسلام، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۱ھ/ ۲۷

۳۳۔ مسئلہ سود سے متعلق فتویٰ، سیّد طفیل احمد منگیری، نظامی پریس، بدایوں، ۱۹۲۷ء/ ۱۶

۳۴۔ مسئلہ ملکیت زمین، ابوالاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۵۴ء/ ۱۲۰

۳۵۔ نسیم الشافی بیان حرمت الربوا، عبدالحیٔ، بدر پریس، دہلی، بدون تاریخ، ۶۴

۱۲۔ جرائم اور سزائیں: (حدود، قصاص اور تعزیر) (Criminal Law):

اسلامی سیاسیات یا ریاست کی تنظیم کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل اس عنوان کے ذریعہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اصلاح معاشرہ کے لیے شریعت کے جملہ قوانین کے نفاذ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ انسانی اخلاقیات کو حیوانی خصوصیات سے ممیّز وممتاز کرنے کے لئے بھی حدود، قصاص اور تعزیرات کی ضرورت سے انکار ممکن نہیں۔ چنانچہ ہر دور کے علمائے کرام اور فقہائے عظام نے اس ضرورت کو محسوس کیا، لیکن خلافت کے خاتمہ کے بعد خاص طور پر چونکہ ان سزاؤں کے نفاذ کی عملی صورت باقی نہ رہی جس کے نتیجہ میں مسائل نے وہ پیچیدگیاں اختیار کرلیں جو زندگی کے دوسرے میدانوں میں دیکھنے کو نہیں ملتیں۔ چنانچہ عالمی سطح پر بھی اس ضمن میں کچھ زیادہ کتب کا ذخیرہ دستیاب نہیں ہے۔ عدم ضرورت کے اس احساس کے باوجود برّ صغیر کے علمائے کرام نے اُردو زبان میں قابل ذکر کارنامہ انجام دیا ہے جس کا اندازہ ذیل کی کتابوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ تاریخ جرم وسزا، عماد صابری، چوڑی والان، دہلی، ۱۹۵۴ء، جلد ۲/ ۳۰۴۔

۲۔ التحریم و الخمر والزنا واللواط والمعازف والعشق، نواب صدیق حسن خان، بھوپال، ۱۳۰۵ھ/ ۴۲

۳۔ ثبوت رَجم، مجیب اللہ ندوی، جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ، ۱۹۹۴ء/ ۹۰

۴۔ جنایت بر جائداد، محمد غوث، انجمن ترقی اُردو، دہلی، ۱۹۴۰ء/ ۲۵۵

۵۔ حدرَجم، غلام محمد منصوری، مکتبہ ذکری، رامپور، ۱۹۸۲ء/ ۹۶

۶۔ حدود اللہ قرآنی احکام کی نظر میں شہزاد احمد، یادگار اکیڈمی، ۱۹۸۰ء/ ۲۸۳

۷۔ حرمت زنا، عبد الغفار خان دہلوی، مکتبہ دینیات کراچی، ۱۹۵۵ء/ ۲۴

۸۔ حقیقت الرّجم، عنایت اللہ سبحانی، ادارہ احیائے دین، اعظم گڑھ، ۱۹۹۱ء/ ۳۰۰

۹۔ سزائے رَجم، ساجد الرّحمٰن صدیقی ،مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۵ء/ ۱۶۳

۱۰۔ شراب اور شریعت اسلامی، محمد ادریس، اسلامی بک ہاؤس، لکھنؤ، ۱۹۷۹ء/ ۳۰

۱۱۔ قتل اسلام کے آئینے میں، عبد الحفیظ ، عبد القاسمی، ہما فوٹو اسٹار، متو ناتھ بھنجن، ۱۹۸۶ء/ ۹۷

۱۲۔ قرآن مجید کے دیوانی قوانین، عبدالرّحیم/سلیم حسن نظامی دہلوی، دہلی، ۱۹۲۵ء/ ۶۴

۱۳۔ قرآن مجید کے فوجداری قوانین، عبدالرّحیم/سلیم حسن نظامی، دہلی، ۱۹۲۵ء/ ۶۴

۱۴۔ مرتد کی سزا اسلامی قانون میں، سید ابو الاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۰ء/ ۶۴

۱۳۔ بین الاقوامی قوانین (سیر) (International Law):

عربی زبان کی تمام فقہی کتب میں ''سیر'' کے نام سے بین الاقوامی مسائل و معاملات پر اہم بحثیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اُردو زبان میں جو کتابیں تصنیف کی گئی ہیں اُن میں بھی اس خلاء کو پُر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اُردو زبان کی ان کتابوں میں اعلیٰ علمی معیار کو قائم کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی مسائل کے ضمن میں فقہی کتب میں جو مسائل زیر بحث آئے ہیں، ذیل کی کتابوں میں اُن پر روشنی ڈالی گئی ہے:

۱۔ اسلام کے بین الاقوامی اصول و تصوّرات، مجیب اللہ ندوی، مرکز تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ۱۹۹۰ء/ ۱۶۳

۲۔ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق، سید ابو الاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۳ء/ ۳۶

۳۔ دارالاسلام اور دارالحرب، عبدالعلیم اصلاحی، مکتبہ الاقصیٰ، سعید آباد، حیدرآباد، بدون تاریخ/ ۴۷

۴۔ ذمّیوں کے حقوق، سید ابو الاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ ، جماعت اسلامی، لاہور،

۱۹۵۴ء/۵٦

۵۔ علماء ہند کا فتویٰ مسئلہ خلافت پر، قیام الدین عبدالباری، انذیر پریس، لکھنؤ، ۱۹۲۰ء/۴۸

٦۔ غیر مسلموں کے حقوق، امین احسن اصلاحی، مرکزی مکتبہ اسلامی، کراچی، ۱۹۵۳ء/۸۸۔

۷۔ کیا ہندوستان دارالحرب ہے؟ محمد شفیع، دیوبند، ۱۹۵۱ء/۱٦

۸۔ ہندوستان کی شرعی حیثیت، سعید احمد اکبرآبادی، اے۔ایم۔یو۔ پریس، علی گڑھ، ۱۹٦۸ء/۷٦ (اس کتاب میں فخرالدین رازی کی لجنة المسدو بھی شامل ہے)۔

۱۴۔ عدالتی نظام: اجراء افتاء اور نظام قضاء (Administration of Jusitice):

عدالت وقضاء اسلامی ریاست کا اہم اور نازک شعبہ ہے جس میں تقویٰ اور دیانت داری کو اوّلیت حاصل ہے تاکہ عدل وقسط پر قائم رہتے ہوئے شریعت اسلامیہ کی پاسداری کی جائے۔ ہندوستان میں مسلم حکومت کے انحطاط کے بعد حسبہ، قضاء اور افتاء کے ادارے کافی متاثر ہوئے، سرکاری سطح پر اُن کی حیثیت تقریباً ختم کردی گئی اور اب ملک کے گنے چنے علاقوں میں نظام قضاء شرعی پنچایت یا تنصیب قاضی کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اُردو زبان میں اس مسئلہ پر بہت کم تصنیفی سرمایہ دستیاب ہے۔ اسی طرح فتویٰ نویسی پر بھی قلیل کتابیں موجود ہیں۔ البتہ عملی طور پر اس کی تربیت گاہیں بے شمار ہیں اور ان تمام تربیت گاہوں میں دارالافتاء قائم ہیں، جہاں کے ضخیم فتاووں کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میدان میں فقہائے کرام کی دلچسپی بدستور برقرار ہے۔ اس موضوع پر جو کتب دستیاب ہیں اُن کی مختصر فہرست کی ترتیب یہ ہے:

۱۔ اسلامی عدالت، مجاہد الاسلام قاسمی، قاضی پبلشرز دہلی، ۱۹۸۸ء، جلد اوّل/۴۷۹

۲۔ آداب الافتاء مع قواعد اور اصول وکلیہ، ظفر الدین احمد زیدی، دہلی، ۱۹۹۱ء/۹٦

۳۔ آداب الافتاء والاستفتاء، اشرف علی، ادارہ افادہ، ۱۴۱۰ء/۱۵۲

۴۔ القضاء فی الاسلام، عبدالسلام ندوی، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۹۲۹ / ۹۲۔

۵۔ قضا کے چند اہم مسائل نئے تقاضوں کی روشنی میں، امارت شرعیہ، پٹنہ، ۱۹۵۹ء/ ۱۲۴

۶۔ ہندوستان میں قانون شریعت کے نفاذ کا مسئلہ، سیّد عقیل احمد، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۳۸۵ھ/ ۴۸

۱۵۔ مندوبات اور مباحات:

عربی زبان میں لکھی ہوئی فقہ کی تمام کتب خصوصاً ''ہدایہ'' میں اس عنوان کے تحت بے شمار اُن مسائل کا تذکرہ ملتا ہے جو مکروہات کے ضمن میں آتے ہیں۔ اسی طرح اُن امور کا بکثرت ذکر ہے جن کے کرلینے سے انسان گناہ گار تو نہیں ہوتا، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایسی تمام چیزوں سے جن کی حرمت کی صراحت بنیادی مآخذ میں نہیں ملتی ہے، اُن سے بچا جائے کیونکہ یہ امور شبہہ کے دائرے میں آتے ہیں۔ اُردو زبان نے اس پہلو سے مختلف مسائل کا جائزہ لیا ہے۔ ذیل کی فہرست سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ احکام طعام اہل کتاب، سرسیّد احمد خان، مطبع العلوم علی گڑھ، ۱۸۹۱ء/ ۱۷

۲۔ اسرار اسم اعظم کے متعلق شرعی فیصلہ، سیّد حسن، مطبع تفسیر القرآن، دیوبند، ۱۹۶۵ء/ ۴۰

۳۔ اسلام اور موسیقی، جعفر شاہ پھلواروی، ادارہ تحقیقات اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۰ء/ ۵۳۲

۴۔ التشہد فی الاسلام، محمد طیب، دار الاشاعت، دیوبند، ۱۳۶۵ھ/ ۱۵۴

۵۔ آداب زیارت، شاہ محمد اسمٰعیل شہید اور محمد سلطان، مکتبہ تجلی، دیوبند، ۱۳۳۸ھ/ ۳۱

۶۔ آلات جدیدہ کے شرعی احکام، محمد شفیع، مکتبہ رضوان، دہلی، ۱۳۸۲ھ

۷۔ برکت الامداد (اولیاء سے مدد حاصل کرنے کا مسئلہ)، احمد رضا خان، مطبع اہل سنّت، بریلی، ۱۳۱۱ء/ ۳۲

۸۔ بشری الکرام فی اعمال المولد والقیام، انوار اللہ خان، ۱۳۳۶ء/ ۳۴

۹۔ تصویر علم وعقل کی روشنی میں، اسحٰق سندیلوی اور ابو الاعلیٰ مودودی، مکتبہ نشاۃ ثانیہ، حیدرآباد، غیر مورخہ/۵۶

۱۰۔ تصویر لاحکام التصویر، محمد شفیع، دارالاشاعت، دیوبند، ۱۳۵۳ھ/۱۳۶

۱۱۔ تعزیہ داری علماء اسلام کی نظر میں، عمر فاروق، مکتبہ تجلی، دیوبند، بدون تاریخ/ ۳۰

۱۲۔ تنبیہ الانسان فیما یحرم ویُحَل من الحیوان، محمد متین، محمدی پریس، غیر مورخہ/۱۶

۱۳۔ ٹیلی ویژن، وی سی آر۔ بینک وتجارتی سود: شریعت کی نظر میں، خورشید حسن قاسمی، مکتبہ تفسیر القرآن، دیوبند، ۱۴۰۴ھ/۴۸

۱۴۔ جواز گوشت خواری، عبد الصمد میاں، نظامی پریس، بدایوں، ۱۹۶۱ء/ ۶۴

۱۵۔ حق السماع، اشرف علی، مدینہ بک ایجنسی، بجنور، ۱۹۳۵ء/۴۰ (یہی رسالہ دوسری بار حقیقت السماع کے عنوان سے مکتبہ نظامیہ دیوبند سے ۱۹۶۲ء میں ۴۸ صفحات کے اندر شائع کیا تھا)

۱۶۔ داڑھی کی شرعی حیثیت، حفیظ الرحمٰن اعظمی، دارالکتاب الاسلامیہ، اعظم گڑھ، ۱۲۹۲ھ/۶۷

۱۷۔ داڑھی کی شرعی حیثیت، محمد طیّب، ادارہ تاج المعارف، دیوبند، ۱۳۷۴ھ/۱۰۴

۱۸۔ رد اشقاق فی جواز الاسترقاق، محمد علی، نظامی پریس، کانپور، ۱۲۹۱ھ/ ۳۱۲

۱۹۔ رفع الحجاب عن مسئلہ الخضاب، محمد سلامت اللہ، دائرہ المعارف، حیدرآباد، ۱۲۹۹ھ/۲۷

۲۰۔ رسالہ جواز سماع، محمد محسن فاروقی، احمدی پریس، رامپور، ۱۹۰۲ء/ ۲۳

۲۱۔ رسالہ دراثبات ماتم وتعزیہ داری، ارشاد علی، اثنا عشری مطبع، ۱۲۹۶ھ

۲۲۔ فتویٰ العلماء الاعیان علی اباحت کتابت نسوان، میر غازی، مطبع حسینی، بمبئی، ۱۳۰۳ھ

۲۳۔ فتویٰ جواز عکسی تصویر، سیّد محمد، کتب خانہ چمن اُردو، دہلی، بدون تاریخ/ ۳۲

۲۴۔ فتویٰ شفاعت، حبیب اللہ، بمبئی، ۱۲۶۶ھ

۲۵۔ فتویٰ میلاد، عبدالاحد، مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۰۰ء

۲۶۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب، مختار احمد ندوی، دارالسلفیہ، بمبئی، ۱۹۷۶ء/ ۶۴

۲۷۔ قوالی کی شرعی حیثیت، اشرف علی، مکتبہ قاسمی، لاہور، ۱۳۱۷ھ/ ۲۶

۲۸۔ القول الصواب فی حکم الغراب، عبداللہ ٹونکی، مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۹۰۵ء

۲۹۔ لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ، احمد رضا خان، مطبع سید، حیدرآباد، ۱۳۱۶ھ/ ۶۴

۳۰۔ المضرت و النقصان فی الشرب والدخان، عبدالرحمن، انور شاہ اکیڈمی، کاشمیر، ۱۹۹۵ء/ ۵۶

۳۱۔ نغمہ اور اسلام، محمد عزیز شاہ، عزیزی پریس، آگرہ، ۱۹۲۹ء/ ۴۷

اُردو لٹریچر میں فقہی سرمایہ کے موضوعاتی جائزہ کے بعد یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ہندوستان میں انیسویں اور بیسویں صدیوں کی اُردو تالیفات نے علوم فقہ کے بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے موضوع/ مسئلہ کا احاطہ کر لیا ہے۔ ان کتب نے اُردو زبان کو نئے اسالیب سے روشناس کرایا۔ چنانچہ علمائے کرام کی اُردو زبان کو معیاری بنانے کی سعی وجہد کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ دینی وعلمی حلقوں میں یہ کوششیں بجا طور پر لائق تحسین ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دورِ جدید کے پُر پیچ سماجی ومعاشی مسائل کا حل اسلام کی روشنی میں پیش کیا جائے اور فقہی مسائل کے تصفیہ میں وسعت نظری کا مظاہرہ کیا جائے۔ مسلکی وگروہی تعصب اور فروعی معاملات میں شدّت کو چھوڑ کر اعتدال اور اصولی مسائل پر اپنی توجہ مرکوز رکھی جائے۔ یہ دعویٰ بے جا نہ ہوگا کہ بعض علماء کی فقہی تحریریں دورِ جدید کے تسلیم شدہ اور معتبر اُردو ادباء کی تحریروں سے کسی طرح کم وزن نہیں رکھتیں بلکہ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فقہائے کرام کی اُردو زبان میں یہ کاوشیں اُردو زبان وادب کو نئے اسالیب سے مالا مال کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوئیں۔

حواشی وتعلیقات:

(۱) حضرت گنگوہی نے آپ کا نام محمد شفیع رکھا، ۱۸۹۶ء میں دیوبند میں پیدا ہوئے، آپ دیوبند کے مشہور اساتذہ میں شمار کئے جاتے ہیں، مفتی عزیز الرحمن کے بعد دارالعلوم دیوبند کی دارالافتا کے دوسرے مفتی اعظم مقرر ہوئے، فقہ، حدیث اور مناظرہ پر ۲۸ بیش قیمت تصنیفات چھوڑیں۔

فارسی اور اُردو میں عمدہ قصائد اور مراثی تحریر کیں، گورنمنٹ آف پاکستان نے اسلامی قانون کی تدوین کے لئے علماء کی جو کمیٹی بنائی آپ اس کے صدر نشین مقرر کئے گئے، آپ نے کراچی (پاکستان) میں دارالعلوم کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ قائم کیا۔ آپ پاکستان کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

(۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری، پنجاب میں ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ فیض عام کانپور میں داخلہ لیا۔ آپ شیخ الہند کے شاگرد تھے۔ اکابرین دیوبند کے گرویدہ ومعترف تھے۔ شیر پنجاب کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ قادیانی اور آریہ مذاہب کے لوگ آپ سے مناظرہ کرنے سے گھبراتے تھے۔ آپ کے مشہور مناظروں میں مناظرہ جبل پور، مناظرہ امرتسر، مناظرہ حیدرآباد اور مناظرہ الہ آباد نے کافی شہرت حاصل کی۔

آپ نے اخبار "اہل حدیث" ۱۹۰۳ء میں جاری کیا۔ انجمن برائے اہل حدیث قائم کی۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے قیام میں آپ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ۱۳۶۸ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا (تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں، سیرت ثنائی از عبدالمجید خاں اور حیات ثنائی از محمد داؤد راز)۔

(۳) عہد سلطنت میں صرف فتاویٰ فیروز شاہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ فتویٰ واستفتاء کے انداز میں یہ ضخیم مجموعہ فارسی زبان میں علماء کی اجتماعی کوششوں سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ عہد مغلیہ میں ایسے مجامع فتاویٰ کا احاطہ برائے نام ہوتا ہے جن میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہو۔ حتیٰ کہ فتاویٰ عالمگیری میں بھی فتویٰ واستفتاء کا اسلوب نظر نہیں آتا۔ لیکن معاصر ہندوستان میں فتویٰ نویسی نے ایک علمی فن کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ چنانچہ دارالافتاء کا قیام اور مفتیوں کی تیاری میں معاصر ہندوستان پیش پیش نظر آتا ہے۔ ان مراکز کے مجموعوں نے بالعموم فتویٰ اور استفتاء کا انداز واسلوب، مستفتیوں کے اسمائے گرامی اور اُن کے مقامات وتواریخ کے اندراج کا اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ دارالعلوم دیو

بند، فتاویٰ مظاہر علوم سہارنپور، فتاویٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور امارت شرعیہ سے شائع ہونے والے فتویٰ کے مجموعوں میں یہ فقہی شان پوری آن بان کے ساتھ نظر آتی ہے۔

(۴) فرنگی محل لکھنؤ کا ایک محلہ ہے۔ ایک فرانسیسی تاجر کی جائے سکونت کی وجہ سے مشہور ہوا۔ اسلامی علوم وفنون کی وجہ سے اس علاقہ کو اور شہرت نصیب ہوگئی۔ درس نظامیہ یہیں کی پیداوار ہے۔ علوم وفنون کی اس ترقی میں مختلف علماء وفضلاء کا کردار رہا ہے۔ عہد اکبری سے اس کا سراغ ملتا ہے۔ ملا نظام الدین، امان اللہ بنارسی اور قاضی محب اللہ بہاری یہاں کے معتبر اساتذہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ملا نظام الدین کی وجہ سے درس نظامی کو ملک گیر شہرت حاصل ہوگئی۔ یہاں کے علماء کے فتاویٰ کافی مقبول ہیں اور فقہ وفتاویٰ میں اپنا ایک خاص رنگ وآہنگ رکھتے ہیں (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: رودکوثر از شیخ محمد اکرام اور تذکرۃ المصنفین والمؤلفین۔ از پروفیسر اختر راہی)

(۵) آپ نے اپنی زندگی کے ۷۷ (ستتر) سال خدمت افتاء میں لگائے۔ مظاہر علوم، سہارنپور سے فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ سے دو سال کسب فیض کیا۔ مظاہر علوم سہارنپور میں مفتی ومدرس رہے اور پچیس سالوں تک وہاں یہ خدمت انجام دی۔ مولانا قاری محمد طیب، مولانا محمد سالم اور مولانا محمد اسعد کے اصرار پر جامع العلوم کانپور سے دارالعلوم دیوبند آکر مسند افتاء پر فائز ہوئے۔ اپنی عمر کے آخری ماہ وسال دونوں درس گاہوں کی نذر کر دیئے۔ قادیانی اور بریلوی حضرات مفتی صاحب سے لوہا لینے میں گھبراتے تھے۔ آپ نے جماعت اسلامی کے تمام لٹریچر کا تنقیدی مطالعہ کیا جس میں انہیں زیغ وزلال نظر آیا۔ آپ مولانا ذکریا کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ان کے خلیفۂ اکبر تھے۔ مفتی محمد فاروق کی کوششوں سے فتاویٰ محمودیہ زیورطباعت سے آراستہ ہوسکا (مزید معلومات کے لیے ملاحظہ ہو، پیش لفظ از محمد فاروق، فتاویٰ محمودیہ، جلد اوّل، مکتبہ محمودیہ، میرٹھ ۱۹۸۴ء)۔

باب چہارم

معاصر ہندوستان میں مدارس اور مراکز کی فقہی خدمات

ہندوستان میں مسلمانوں کے نظام تعلیم کا آغاز قطب الدین ایبک کے دور حکمرانی (۱۲۰۶ - ۱۲۱۰ء) میں ہوا۔ اس عہد میں سیکڑوں مساجد، دینی تعلیم وتربیت کے عظیم مراکز کی حیثیت سے معروف تھے۔ فقہ اسلامی کی تدریس کا سلسلہ مدارس ومکاتب کے علاوہ صوفیاء کی خانقاہوں میں بھی جاری تھا، چنانچہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی (م ۱۳۵۶ء) فقہ میں مہارت وانہماک کی وجہ سے ابوحنیفہ ثانی کہلاتے تھے۔[۲] اسی طرح شیخ یوسف گدائی اور شیخ رکن الدین فقہ کی تدریس وتصنیف میں مصروف تھے۔ تحفۃ النصائح اور ترغیب الفقہاء دونوں حضرات کی الگ الگ منظوم کاوشیں ہیں۔[۳]

ہندوستان میں اولین مدرسہ کا ذکر ۱۱۹۱ء میں ملتا ہے، جب کہ محمد غوری (۱۱۷۵-۱۲۰۶ء) نے اجمیر کی فتح کے بعد وہاں ایک مدرسے کی داغ بیل ڈالی۔[۴] شمس الدین التمش (۱۲۱۰ -۱۲۳۵ء) نے بدایوں اور دہلی میں کئی مدارس قائم کیے۔[۵] خلجی اور تغلق سلاطین کے دور میں بھی علماء کی سرپرستی، مدارس کے لیے شاہی عطیات اور نصاب کتب کا ریکارڈ موجود ہے۔[۶] جنوبی ہندوستان میں بھی خالص مذہبی تعلیم کے ساتھ ادب، تصوف اور تاریخ وغیرہ کی تعلیم کا باضابطہ نظم تھا۔ بہمنی سلاطین (۱۳۴۷ - ۱۵۲۷ء) کی علم پروری نے جنوبی ہند اور شمالی دکن کی معاشرت پر خوش گوار اثرات مرتب کیے۔[۷] مشرقی ہند کے متعدد مقامات پر مدارس نے ہندو مسلم اتحاد کے قیام میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ڈھاکہ، ندیا، رنگ پورہ،

لکھنوتی، گوڑ، عمر پور اور بردوان میں مدارس اور عظیم کتب خانے موجود تھے ۸۔ ان کے علاوہ جو علاقے علم و دانش کی ترویج و اشاعت اور مدارس کے قیام اور نظم و انصرام کے لیے معروف رہے ہیں ان میں سندھ وملتان، دہلی ولاہور، جون پور و گجرات، الہ آباد اور اودھ کے قصبات کا ذکر تاریخی دستاویز میں کثرت سے ملتا ہے ۹۔

عہد مغلیہ کے کم وبیش تمام ہی سلاطین یا تو خود عالم تھے یا علماء کے قدر دان تھے۔ بانیٔ سلطنت مغلیہ بابر اپنے ساتھ کتابوں کا ذخیرہ رکھتا تھا۔ اورنگ زیب کے زمانے میں علوم وفنون کے بڑے مراکز قائم ہوئے۔ فرنگی محل کا مدرسہ جو بعد میں درس نظامی کی ترویج واشاعت کا ذریعہ ثابت ہوا، اورنگ زیب ہی کے دور کی علمی یادگار ہے۔

نوآبادیاتی عہد مسلمانوں کے لیے سخت آزمائش کا دور رہا۔ اگر چہ اس زمانے میں مدارس پر براہ راست حملہ نہیں ہوا، لیکن ۱۸۳۷ء میں سرکاری زبان کی حیثیت سے فارسی ختم کردی گئی، مفتیوں اور قاضیوں کے عہدے کالعدم قرار دیے گئے اور بے شمار اوقاف جو مدارس کے لیے وقف تھے، ان میں بے جا مداخلتیں شروع کردی گئیں ۱۰۔ چناں چہ ۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانوں کے اندر انگریزوں کے خلاف شدید نفرت پیدا ہونا عین فطرت کا تقاضہ تھا۔ انگریزی زبان کا سیکھنا ناجائز قرار دیا گیا اور فطری طور پر ترقی کے ہر فارمولے کو شک وشبہ کی عینک سے دیکھا جانے لگا ۱۱۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ مایوسیوں کے اس بھنور سے مسلمانوں کو نکالنے کے لیے ایک طرف سرسید احمد خاں (م ۱۸۹۸ء) نے ۱۸۷۵ء میں محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی بنیاد ڈالی، جس نے ۱۹۲۰ء میں مسلم یونیورسٹی کی شکل اختیار کی، دوسری طرف خالص علوم شرقیہ کی بقا و استحکام کے لیے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (م ۱۸۷۹ء) نے ۱۸۶۷ء میں دارالعلوم دیوبند کی شکل میں اسلامی قلعے کی تعمیر کی۔ تیسری طرف مولانا محمد علی مونگیریؒ (م ۱۹۲۷ء) نے ۱۸۹۶ء میں مذکورہ دونوں مراجع علم وعرفان کے درمیان قدیم و

جدید کے سنگم کی شکل میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی خشت اوّل رکھی۔ یہ تینوں ادارے اپنی نصابی، فکری اور منہجی کمیوں کے باوجود ہندوستانی ملت اسلامیہ کی ایک بڑی ضرورت کی تکمیل میں رواں دواں ہیں۔ عہد مغلیہ کے زوال تک فارغین مدارس سیاسی، مذہبی اور معاشی اداروں میں روزگار کے اہم عہدوں پر فائز ہوتے تھے، لیکن جوں ہی انگریزی اقتدار نے ہندوستان میں اپنے پنجے مضبوط کیے، غیر مسلم برادران وطن نے انگریزوں کی حمایت حاصل کر کے، ان عہدوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ انگریزی عہد کے خاتمے اور ہندوستان کی آزادی (۱۹۴۷ء) کے بعد سے آج تک مدارس اسلامیہ ہندوستان کی ترقی کا ذریعہ رہے ہیں۔ ان مدارس نے ہندوستان کی شرح خواندگی میں خوش گوار اضافہ کیا، حکومت ہند کو معاشی بوجھ سے بچایا اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ علم پروری کا یہ بے مثال کارنامہ اہل مدارس نے اپنے مخصوص نظام و منہاج اور اصول و نظریات، نیز ملّت اسلامیہ کے مالی تعاون کی بنیاد پر انجام دیا۔

انیسویں صدی عیسوی کے ہندوستان میں اسلامی علوم کے تین اہم مراکز تسلیم کیے جاتے ہیں: دہلی، لکھنؤ اور خیر آباد[۲]۔ ان جگہوں پر نصاب تعلیم میں اشتراک کے باوجود نقطۂ نظر میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ مثلاً دہلی کا مدرسۂ شاہ ولی اللہ علوم قرآن و حدیث اور سنت کی نشر و اشاعت کو اوّلیت دے رہا تھا۔ اس کے نزدیک علوم عقلیہ کی حیثیت ثانوی تھی۔ لکھنؤ کے علماء فرنگی محل پر ماوراء النہر کے علماء کی ترجیحات غالب تھیں۔ چناں چہ ان کے تتبع میں فقہ و اصول فقہ نے کلیدی اہمیت حاصل کر لی تھی۔ خیر آباد کے علمی مرکز میں منطق و فلسفہ نے اس قدر اہمیت حاصل کر لی کہ بقیہ علوم پس منظر میں چلے گئے۔

پیش نظر باب میں احناف (دیوبندی و بریلوی)، اہل حدیث اور اہل تشیع حضرات کی علمی و فقہی خدمات کا ایک عمومی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

الف–مدارس:

۱–دارالعلوم دیوبند:

انیسویں/بیسویں صدی میں جن مدارس نے فقہ کے میدان میں کلیدی کردار ادا کیا ان میں دارالعلوم دیوبند کا نام سرفہرست ہے۔ ۱۵/محرم الحرام ۱۲۸۳ھ/ ۳۰/مئی ۱۸۶۷ء کو مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (م ۱۸۷۹ء) نے حاجی سید عابد حسینؒ، مولانا ذوالفقار علیؒ اور مولانا فضل الرحمٰنؒ کے تعاون سے اس ادارہ کو قائم کیا[۱۳]۔ اس ادارے میں اپنے قیام کے ابتدائی زمانے ہی سے فقہ واصول فقہ پر خصوصی توجہ دی گئی۔ چناں چہ ابتدائی نصاب میں فقہ کی درج ذیل کتب شامل تھیں۔ ان میں سے اکثر آج بھی نصاب کا حصہ ہیں: قدوری، کنز الدقائق، اصول الشاشی، شرح وقایہ، نورالایضاح، ہدایہ اولین واخیرین، حسامی، رسم المفتی، توضیح وتلویح اور مسلم الثبوت[۱۴]۔ یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہوگا کہ دارالعلوم نے اپنے نصاب میں معاصر تینوں علمی مراکز: دہلی، لکھنؤ اور خیرآباد سے استفادہ کیا۔ چناں چہ فقہی استدلالات کے لیے قرآن وحدیث میں مہارت وتمرین اور علوم عقلیہ میں اختصاص اس کے نصاب کی اہم خصوصیت ہے۔ نورالایضاح اور قدوری کے ساتھ ائمہ اربعہ کے اصول فقہ سے طلبہ کو واقف کرایا جاتا ہے۔ اسی طرح حدیث میں طحاوی کے ساتھ شوافع ومالکیہ کی کتب طلبہ کو پڑھائی جاتی ہیں۔ اس ادارے کے فارغین کا ایک معتد بہ حصہ زیادہ تر مساجد ومدارس سے وابستہ ہے اور ان کے ذریعہ ہندوستانی عوام کی شرعی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جارہا ہے۔ حلقۂ دیوبند کے جن علماء کرام کو فقہ کے میدان میں نمایاں مقام حاصل ہے ان میں بعض معروف اور ممتاز شخصیات یہ ہیں: مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مفتی محمد شفیعؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفتی عزیز الرحمٰنؒ، قاری محمد طیبؒ، مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ، مولانا منت اللہ رحمانیؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ اور اب ان کے جانشین مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔

دارالافتاء:

اس ادارے میں ۱۸۶۶ء سے ۱۸۸۳ء تک صدر المدرسین مولانا محمد یعقوبؒ انفرادی طور پر افتاء کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اسی طرح ۱۸۹۱ء تک یہ خدمت ادارہ کے مختلف اساتذہ نے انجام دی ہے۔ ۱۸۹۲ء میں باضابطہ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا عزیز الرحمٰنؒ اس کے پہلے مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں تین کمروں پر مشتمل اس کی الگ عمارت تعمیر ہوئی۔ اس ادارے کا امتیاز رہا ہے کہ آج تک فتاویٰ بلامعاوضہ ارسال کیے گئے ہیں[۱۵]۔ دارالافتاء سے جو مفتیانِ عظام منسلک رہے ہیں ان میں مفتی عزیز الرحمٰنؒ، مفتی محمد اعزاز علیؒ، مفتی ریاض الدینؒ، مفتی محمد سہولؒ، مفتی محمد کفایت اللہ میرٹھیؒ، مفتی محمد فاروق انبہٹویؒ، مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوریؒ اور مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے نام معروف ہیں۔

فتاویٰ کے جو مجموعے انفرادی حیثیت میں شائع ہوئے ہیں، علمی استناد و اعتبار کی وجہ سے آج بھی خاص طور پر برصغیر کے حنفی سوادِ اعظم میں مقبول و متداول ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں: فتاویٰ رشیدیہ (تین جلدیں) از مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (م ۱۹۰۵ء)، فتاویٰ محمودیہ (اٹھارہ جلدیں) از مفتی محمود الحسنؒ (م ۱۹۹۶ء)، امداد الفتاویٰ (چھ جلدیں) از مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۹۴۳ء)، نظام الفتاویٰ (دو جلدیں) از مفتی نظام الدینؒ، کفایت المفتی (نو جلدیں) از مفتی کفایت اللہؒ (م ۱۹۵۲ء)، احسن الفتاویٰ (آٹھ جلدیں) از مفتی رشید احمد لدھیانویؒ (م ۲۰۰۰ء) فتاویٰ رحیمیہ (دس جلدیں) یہاں صرف نظام الفتاویٰ کے مندرجات کا سرسری جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اس سے بقیہ کی کیفیت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔

فہرست فتاویٰ پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مفتی مذکور نے کس عرق ریزی سے ان جدید مسائل کا تتبع کیا ہے جو ان کے زمانہ میں اہم تصور کیے جاتے تھے اور جن کی اہمیت آج بھی مسلّم ہے۔ مثلاً ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی[۱۶]، مغربی ممالک میں رمضان

واوقات نماز کا مسئلہ(۲/ ۲۸۲)، لائف انشورنس کا حکم شرعی (۲/ ۲۸٦)، ہندی رسم الخط میں قرآن کریم کی اشاعت (۲/۳۷۵)، ہنڈی کے مروّجہ کاروبار میں شرعی حکم (۲/ ۳۹۰)، ہندوستان میں بیت المال کا شرعی حکم (۲/۳۹۵)، مغربی ممالک کے پکے ہوئے گوشت کا حکم جو ڈبے میں آتا ہے لے۔لندن میں ثبوت رمضان کا حکم (۱/ ۲۳۲)، مشینی ذبیحہ (۱/ ۲۳۹)، خون اور انسانی اعضاء کا استعمال (۱/ ۴۱۹)، پراویڈنٹ فنڈ کی شرعی حیثیت (۱/ ۴٦۴)، ہوائی جہاز پر نماز ادا کرنے کی صورت (۱/ ۴۷۷)، نظام الفتاوی کے ان فتووں میں محض ماضی کی کتب فتاویٰ کی طویل عبارتیں نہیں ملیں گی، بلکہ براہ راست قرآن وحدیث سے اخذ واستفادہ اور اجتہاد کے ذوق کی جھلک نظر آتی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ کی بارہ مطبوعہ جلدوں میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ بنیادی طور پر آپ کی خدمات پر دارالعلوم کے فتاویٰ کی عمارت تعمیر کی گئی۔ اسی طرح حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور ان کے خلفاء کے فتاویٰ بھی اس ادارے کے فقہی دبستان میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ جن میں مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس کی پہلی جلد مرتب کے نام پر عزیز الفتاویٰ کے نام سے معروف ہوئی، جب کہ دوسری جلد مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا محمد شفیعؒ کے فتاویٰ پر مشتمل ہے اور یہ امداد المفتیین کے نام سے شائع کی گئی۔ عزیز الفتاویٰ میں وہ فتوے شامل ہیں جو مفتی عزیز الرحمٰن نے دارالافتاء سے وابستہ رہ کر جاری کیے تھے جو چودہ سو پچہتر فتاووں پر مشتمل ہے اور ۱۹۳۸ء میں مفتی محمد شفیع نے دارالاشاعت، کراچی سے شائع کرایا تھا۔ اس مجموعے میں اکثر و بیشتر وہی فتاوی ہیں جو فتاوی دارالعلوم دیوبند کے بارہ جلدوں میں الگ سے شائع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح امداد المفتیین کامل، نوسوستر (۹۷۰) فتاووں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۴۹ء میں پاکستان ہجرت کرنے کے بعد یہ مجموعہ متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اس مجموعہ میں بھی صرف وہی فتاوے شامل ہیں جو آپ نے

دارالافتاء، دارالعلوم سے وابستگی کے دوران (۱۹۳۰ - ۱۹۴۳ء) مفتی کی حیثیت سے تحریر فرمائے تھے۔ ۱۹۵۲ء میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جو ہنوز پاکستان میں علم فقہ کی خدمت میں سرفہرست ہے[۱۸]۔

مسلک دیوبند کے فتاوی اور ان کے مناہج و اسالیب:

یہ موضوع اگرچہ ایک الگ باب کا متقاضی ہے لیکن گزشتہ صفحات میں جن قدیم مجموعوں کا ذکر آیا ان کے حوالے سے چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

فتاوی رشیدیہ، دیوبندی فکر کا اولین مطبوعہ مجموعہ ہے۔ اختصار، فریق مخالف کی رعایت، عدم تحقیق کا برملا اظہار، علاقائی اور جدید مسائل کی موجودگی اس کے امتیازات ہیں۔ دوسرا اہم مجموعہ امداد الفتاوی ہے جو اشرف علی بن عبدالحق تھانوی (م ۱۹۴۳ء) کے تین ہزار چار سو اڑتالیس (۳۴۴۸) فتاوی پر مشتمل ہے۔ پہلی بار مولانا اشرف علی تھانوی نے فتاوی اشرفیہ کے نام سے لیکن بعد میں بذات خود جدید ترتیب و تبویت کے ساتھ امداد الفتاوی کے نام سے شائع کیا۔ یہ پہلا مدلل و مفصل مجموعہ ہے جس کو مجددانہ کارنامہ کہا جا سکتا ہے۔ نئی ایجادات اور حالات حاضرہ سے متعلق مسائل کی اس میں رعایت زیادہ کی گئی ہے اور ابتلائے عام اور سہولت عوام کو سامنے رکھ کر فتوے دیے گئے ہیں۔ صریح جزوی دلیل کی عدم دستیابی یا ابہام کی صورت میں دیگر عالم وفقہ سے رجوع کرنے کا مشورہ بھی سائل کو دیا جاتا ہے۔ حنفی کے بجائے دیگر مسلک پر عمل کرنے کو ترجیحی بنیاد پر اختیار کرنے کی نظیریں اس مجموعے میں نظر آتی ہیں، اسی طرح قدیم فیصلے/ فتوے سے رجوع کی کیفیت بھی اس مجموعہ کا اہم امتیاز ہے۔ الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ جو اس مجموعہ کا اہم جزو ہے، کو شاہکار کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے جس میں مالکی نقطۂ نظر کے مطابق فتوی صادر کیا گیا ہے۔

۲-مظاہر علوم سہارن پور:

یہ عظیم ادارہ ہندوستان میں فقہ حنفی کی تدریس اور فتاویٰ کی ترسیل وتالیف اور تربیت کا دوسرا بڑا مرکز ہے۔ دارالعلوم کے قیام کے چھ مہینہ بعد یکم رجب ۱۲۸۳ھ/ ۹ر نومبر ۱۸۶۶ء کو اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ **مولانا** سلامت علیؒ اس ادارے کے بانی شمار کیے جاتے ہیں ۱۹؎۔ دارالعلوم دیوبند کی طرح یہ ادارہ بھی اپنے زمانہ قیام سے شرعی معاملات ومسائل میں شغف و انہماک کے لیے معروف رہا ہے۔ اس بات کا اعتراف ضروری ہے کہ فارغین کے اندر فقہی گہرائی کی بنیاد اس کی درسی کتب ہیں۔ یہاں فقہ واصول فقہ میں مہارت وبصیرت، ائمہ اربعہ اور خاص طور پر ائمہ ثلاثہ کے استدلالات واستدراکات سے واقفیت پیدا کرنے کی استعداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔ مظاہر علوم کی ابتدائی درسی کتب کا بڑا حصہ آج بھی شامل نصاب ہے مثلاً: ہدایہ، درمختار، توضیح وتلویح، اصول الشاشی، سراجی، نور الانوار، شرح وقایہ، قدوری اور منیۃ المصلی ۲۰؎۔ مظاہر علوم مدارس اسلامیہ ہند کی فہرست میں اس اعتبار سے ہمیشہ ممتاز رہا ہے کہ حکومت ہند کی مسلم دشمنی، اسلامی ثقافت پر حملہ اور اسلامی روایات پر نکتہ چینی کے خلاف ہمیشہ سینہ سپر رہا ہے۔ چنانچہ خلافت تحریک کے زمانے میں خلافت کمیٹی کے ارکان کی زبردستی گاؤکشی پر پابندی کے خلاف جدّ وجہد اور **مولانا** خلیل احمدؒ کا فتویٰ بابت حرمت ترک ذبیحہ ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ اسی درس گاہ کی کوششوں سے کانپور، پھلواری شریف اور سہسرام میں قضاۃ کا تقرر عمل میں آیا۔ ۱۹۲۹ء میں ''شاردا **بل**'' کے خلاف جدّ وجہد کی گئی۔ اس **بل** کے ذریعے حکومت نے اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکی اور اکیس سال سے کم عمر لڑکے کی شادی کو قانوناً ممنوع قرار دیا تھا۔ چناں چہ **مولانا** سید عطاء اللہ مظاہریؒ نے ہزاروں نابالغ مسلمان بچوں کا نکاح پڑھا کر اس غیر اسلامی قانون کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کی ۲۱؎۔

فقہ کے عمومی اور روایتی مسائل ومعاملات کے ساتھ منتخب عناوین پر بھی فضلاء ادارہ

نے تحریری سرمایہ فراہم کیا ہے۔ مثلاً اسلامی مملکت میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق (انیس الرحمٰن لدھیانوی)، رفع الخلاف عن حکم مونوگراف (ضیاء احمد گنگوہی)، فتویٰ گاؤ کشی (حبیب احمد کیرانوی)، نوٹ کی حقیقت اور اس کے شرعی احکام، الکحل آمیز ادویہ اللہ کی شریعت میں (سعید احمد اجراڑوی)۔ فقہی کتب کی ایک فہرست سید محمد شاہد سہارن پوری نے اپنی کتاب ''علماء مظاہر علوم اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات'' میں تیار کی ہے۔ اس فہرست سے ادارہ کے فارغین کی مطبوعہ فقہی کتب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ البتہ اس فہرست میں صرف ۱۹۸۳ء تک شائع ہونے والی تصنیفات کا ذکر ہے۔

دارالافتاء مظاہر علوم:

ابتدائی زمانہ میں **مولانا** ثابت علیؒ، **مولانا** عنایت الٰہی سہارن پوریؒ، **مولانا** محمد یحییٰ کاندھلویؒ اور **مولانا** عبدالوحید سنبھلیؒ انفرادی طور پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ لیکن جب استفتاء کی کثرت ہونے لگی تو اس کا باقاعدہ نظم قائم کیا گیا اور محرم الحرام ۱۳۳۸ھ/ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے اولین مفتیٔ اعظم **مولانا** محمد ممتاز خان ٹانڈویؒ قرار پائے **۲۲**۔ مظاہر علوم کے فتاویٰ جس رجسٹر میں درج کیے جاتے ہیں اس کا نام فتاویٰ مظہر یہ ہے۔ یہ رجسٹر پچیس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور تینتیس ہزار نو سو نوے (۳۳۹۹۰) صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۷۷ء تک جو فتاویٰ تحریری طور پر بھیجے گئے ان کی تعداد اٹھتر ہزار چوراسی (۷۸۰۸۴) ہے۔ یہ تمام فتاویٰ جامعۃ الرشاد سہارن پور، ماہنامہ جامعہ نظام کان پور، ماہنامہ المظاہر سہارن پور وغیرہ میں بڑے اہتمام سے شائع کیے جاتے رہے **۲۳**۔ مظاہر علوم کے کچھ فتاویٰ ''فتاویٰ خلیلیہ'' کے نام سے دو جلدوں میں ۱۹۸۱ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ سید محمد خالد نے کراچی سے ۱۹۸۳ء میں ایک جلد کے اندر فتاوی مظاہر علوم المعروف بہ فتاوی خلیلیہ کے نام سے چار سو بہتر (۴۷۲) صفحات کے اندر صرف ایک سو ستر (۱۷۰) فتاوی پر مشتمل ایک جلد شائع

کی ہے ۲۴۔

۱۹۱۹ء سے اب تک جن مفتیان کرام نے دارالافتاء سے فتاویٰ ارسال فرمائے ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں: مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلویؒ (م ۱۹۵۷ء)، حافظ ضیاء احمد گنگوہیؒ (م ۱۹۵۶ء)، قاری سعید احمد اجراڑویؒ (م ۱۹۵۷ء)، مولانا رشید احمد سلہٹیؒ، مولانا ظہور الحسن کولویؒ (م ۱۹۷۸ء) مولانا محمود الحسن گنگوہیؒ، مولانا مظفر حسن اجراڑوی، مفتی یحییٰ، مفتی عبدالعزیز اور مفتی عبدالقیوم وغیرہ ۲۵۔

۳- دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ:

قدیم وجدید کا سنگم دارالعلوم ندوۃ العلماء دراصل اس احساس کے تحت وجود پذیر ہوا کہ آج کی دینی اور علمی ضرورت نہ علی گڑھ (مسلم یونیورسٹی) سے پُر ہو سکتی ہے اور نہ دارالعلوم دیوبند سے۔ اس مقصد کے لیے اس نصاب میں عربی ادب، تاریخ، تفسیر، حدیث، سیاسیات، انگریزی، ریاضی اور سائنس کے بعض مضامین کا شامل کیا جانا ضروری تھا۔ ندوہ کے نصاب میں فقہی کتب کی شمولیت اس حد تک ہے کہ طلبہ فقہاء اربعہ کے اصول ومبادی اور ان کے اختلافات سے واقف ہو جائیں۔ مولانا سید محمد علی مونگیریؒ (م ۱۹۲۷ء) نے مدرسہ فیض عام کانپور میں ۱۸۹۳ء میں علماء ہند کی ایک اہم میٹنگ طلب کی اور وہیں 'ندوۃ العلماء' کے نام سے ایک مجلس کی تشکیل فرمائی۔ بعد میں ۱۸۹۶ء میں ان کے ہاتھوں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سنگ بنیاد لکھنؤ میں رکھا گیا ۲۶۔ ندوہ نے اپنے بنیادی مقاصد کے مطابق اسلام کے مختلف پہلوؤں پر اہم کارنامے انجام دیے۔ متعدد علماء ندوہ نے فقہ اسلامی کو بھی اپنی تحقیقی وتصنیفی کاوشوں کا موضوع بنایا اور بعض نے اس باب میں مستشرقین کے اعتراضات واشکالات رفع کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی۔ چنانچہ مولانا شبلی فقیہؒ، مولانا محمد اسباطؒ، مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ وغیرہ کے اسماء گرامی قابل اعتبار سمجھے جاتے ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ (م ۱۹۵۳ء) کی عصری مسائل سے دلچسپی اور ان میں

بصیرت جدید اصحاب نظر کے یہاں بھی مسلّم تھی۔ چنانچہ علامہ اقبالؒ نے اجماع وقیاس اور ناسخ ومنسوخ پر آپ کی آراء سے استفادہ کیا۔مولانا سید سلیمان ندویؒ سے علامہ اقبالؒ کے کسب کا عکس ان کی اہم تالیف The Reconstruction of Religious Thought in Islam میں نظر آتا ہے۔فقہی بصیرت کی بناپر جمعیۃ علماء ہند نے اسلامی قانون کے ماہرین کی فہرست میں مولانا سید سلیمان ندویؒ کو نمایاں مقام عطا کیا ۲۷؎۔ ۱۹۲۰ء میں خلافت کمیٹی کی قیادت آپ نے لندن جا کر فرمائی۔

فقہ کے میدان میں آپ کی متعدد کتب سند کا درجہ رکھتی ہیں، مثلاً عکسی تصاویر کے جواز کی شرعی حیثیت، حیات امام مالکؒ، حقیقت الحج۔ یہاں بعض دیگر ندوی فضلاء کی فقہی کتب اور علمی کاوشوں کا ہلکا سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔مولانا عبدالسلام ندویؒ نے القضاء فی الاسلام لکھ کر قانون عدالت کے موضوع پر اردو میں خلا کو پُر کیا۔مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (م ۱۹۹۹ء) نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی صدارت کے ذریعہ اسلامیان ہند کی رہبری فرمائی۔ مسلم مجلس مشاورت اور ملی کونسل جیسے اداروں کے ذریعہ علماء ودانش وران قوم کو متحدہ پلیٹ فارم پر لانے کا بیڑا اٹھایا۔فقہ سے متعلق مولانا کی خاص تصنیف 'ارکان اربعہ' ہے۔آپ کے کلیدی خطبات، جو مسلم پرسنل لا بورڈ، مسلم مجلس مشاورت کے علاوہ دیگر تنظیموں اور انجمنوں کے پلیٹ فارم سے شائع ہوئے، ان میں آپ کی فقہی بصیرت کے بے شار گوشے تحقیق ومطالعہ کا موضوع بن سکتے ہیں۔مولانا رئیس احمد جعفری ندویؒ نے سیرت ائمہ اربعہ تصنیف کی۔آپ نے ڈاکٹر ابوزہرہؒ کی بعض عربی کتب: مثلاً آثار امام شافعیؒ، حیات امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا۔مولانا مجیب اللہ ندوی نے جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ سے وابستہ ہوکر اپنے لیے فقہی موضوعات کو تحقیق کا ذریعہ بنایا۔آپ کی چند اہم کتابیں یہ ہیں: اسلامی فقہ (تین جلدیں)، اجتہاد اور تبدیلیٔ احکام، فتاویٰ عالمگیری اور اس کے مؤلفین، اسلامی قانون اجرت، ثبوت رجم، فقہ

اسلامی اور دورِ جدید کے مسائل۔ نیز ماہنامہ الرشاد میں استفتاء کے جوابات وغیرہ۔ مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری ندویؒ نے فقہ کے بعض اہم گوشوں سے بحث کی، مثلاً اجتہادی مسائل، مسئلہ تعدّد ازدواج، چند ازدواجی مسائل، اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، کمرشیل انٹرسٹ کی فقہی حیثیت، اسلام اور موسیقی وغیرہ۔

ان مؤلفین کے علاوہ بطور مثال چند دیگر فضلاء ندوہ کی کتب کا حوالہ بھی مناسب ہوگا۔ شافعی فقہ (دو جلدیں، مولانا محمد ایوب ندوی)، ہماری فقہ (مولانا سراج الدین ندوی) قرآن خوانی اور ایصال ثواب (مولانا مختار احمد ندوی) وغیرہ۔ بعض فضلاء ندوہ نے فقہی کتب کو دیگر زبانوں سے اردو میں منتقل کر کے نہ صرف یہ کہ اردو زبان وادب کی خدمت انجام دی ہے، بلکہ فقہ وفقہیات کی ترسیل کا مؤثر ذریعہ ثابت ہوئے ہیں۔ مثلاً مولانا عبدالسلام ندویؒ (م ۱۹۵۶ء) نے مولانا سلامت علی خان کی فارسی تصنیف ''کتاب الاختیار'' کا ترجمہ اسلامی قانون فوجداری کے نام سے کیا۔ یہ کتاب قضاۃ ومفتیان کرام کے لیے بہت مفید ہے۔ تمام قضیے نمبر وار درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح انھوں نے شیخ محمد الخضریؒ کی عربی تصنیف کا ترجمہ ''تاریخ فقہ اسلامی' کے نام سے کیا۔ یہ اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔ سید سعید اصغر ندوی نے جلال الدین تھانیسری کی کتاب ''تحقیق آراضیٔ ہند'' کا اردو ترجمہ کیا۔ اس کتاب کے ذریعہ ہندوستان کی قدیم زمینوں، راجاؤں کی متروکات اور متنازعہ زمینوں کے مسائل حل کیے گئے ہیں۔ مولانا مختار احمد ندوی نے علاوہ یوسف القرضاوی کی عربی تصنیف الحلال والحرام فی الاسلام کو سلیس اردو کا جامہ پہنایا۔ مولانا اشہد رفیق ندوی نے انسائیکلوپیڈیا آف عقائد اینڈ فقہ کے نام سے ایک مبسوط کتاب تیار کی۔ ڈاکٹر علی احمد ندوی گجراتی اور ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، منور سلطان ندوی، ہشام الحق ندوی، مولانا الیاس نعمانی ندوی وغیرہم نے متعدد فقہی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔

دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ:

مجلس تحقیقات شرعیہ کے اجلاس منعقدہ ۱۵/ستمبر ۱۸۹۵ء میں دارالافتاء ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا۔ اس کی پہلی نشست مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی زندگی میں ۱۸۹۵ء میں ہوئی، جس میں مولانا عبدالحق حقانیؒ اور شاہ سلیمان پھلواریؒ نے تائید میں تقریریں کیں اور گیارہ دفعات پر مشتمل محکمۂ افتاء کا خاکہ پیش کیا گیا ۸ ۔ آغاز میں مفتی ظہور فتاویٰ تحریر فرماتے تھے، لیکن ۲۹/ جولائی ۱۹۰۰ء میں مجلس انتظامیہ نے، جس میں علامہ شبلی نعمانی موجود تھے، یہ کہہ کر دارالافتاء ختم کردیا کہ علماء انفرادی طور پر فتاویٰ دے لیتے ہیں، نیز دوسرے مدارس میں دارالافتاء قائم ہیں، لہٰذا اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مولانا فاروق چریا کوٹیؒ دارالافتاء کے مفتی بنائے گئے تھے، اس شعبہ سے مختلف ادوار میں بڑے جید معروف اصحاب افتاء منسلک تھے۔ ندوہ کے دارالافتاء کے مجموعے زیر ترتیب ہیں اور دارالافتاء والقضاء کا نظام جاری ہے۔

۴-مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ:

مولانا محمد شفیعؒ (م ۱۹۴۵ء) نے ۱۹۰۸ء میں سرائے میر اعظم گڑھ میں مدرسۃ الاصلاح کی بنیاد ڈالی۔ اس مدرسہ نے علامہ شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) پھر علامہ حمید الدین فراہیؒ (م ۱۹۳۰ء) کی کوششوں سے ایک عظیم تعلیمی مرکزی شکل اختیار کرلی ۹ ۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد بنیادی طور پر ملّت اسلامیہ کے فکر وعمل میں قرآن کو مرکزی مقام عطا کرنا ہے۔ یہاں نئے اسلوب وپیرایہ میں قرآن کے مطالعہ کی سعی کی جاتی ہے۔ قرآن کی اندرونی شہادت سے قرآن کو سمجھنا، اس کے داخلی نظام کو دریافت کرنا اور قرآن کو مرتب و منظم صحیفۂ الٰہی کی حیثیت سے طلبہ کے ذہن ودماغ میں اتارنا اس ادارہ کا وہ کارنامہ ہے جو اسے برصغیر ہندو پاک کے دینی اداروں میں ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔ قرآن کو نصاب کا محور بنا کر اس ادارہ نے حدیث وفقہ اور

دیگر اسلامی علوم کے مطالعہ کی بنیاد ڈالی۔فقہ کے میدان میں کسی ایک فقہ کی پابندی کی جگہ ''فقہ مقارن'' کے مطالعہ کو اہمیت دی گئی ہے۔ اسی وجہ سے ابن رشد قرطبیؒ کی ''بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد'' شامل نصاب رہی ہے۔جن فضلاء مدرسہ نے فقہ کے میدان میں علمی خدمات انجام دیں ان میں نمایاں نام مشہور مفسر قرآن مولانا امین احسن اصلاحیؒ (م ۱۹۹۷ء) کا لیا جا سکتا ہے۔ آپ نے تشکیل پاکستان کے بعد عائلی کمیشن پر ایک جامع رپورٹ تحریر فرمائی، جس سے حکومت پاکستان نے قانون سازی میں استفادہ کیا۔آپ کی فقہی تصنیفات یہ ہیں: اسلامی قانون کی تدوین، اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق، اسلامی ریاست میں فقہی اختلافات کا حل، پردہ اور اسلام وغیرہ۔اس کے علاوہ تدبر قرآن کے ہزاروں صفحات پر بکھری ہوئی آپ کی فقہی آراء تحقیق کا موضوع بن سکتی ہیں۔مدرستہ الاصلاح کے دوسرے بالغ نظر اور نابغۂ روزگار عالم دین مولانا ابو اللیث اصلاحیؒ ندوی نے اپنی پوری شعوری زندگی ملت اسلامیہ ہند کی دینی و ملی رہنمائی میں کھپادی۔آپ کی فقہی آراء کا مطالعہ ماہنامہ زندگی رامپور اور روزنامہ وسہ روزہ دعوت دہلی کے مضامین اور مختلف صدارتی خطبات میں کیا جا سکتا ہے۔نس بندی اور اسلام آپ کی مستقل فقہی تصنیف ہے۔مولانا محمد یوسف اصلاحی نے اپنی کتابوں 'فقہ اسلامی' اور 'آسان فقہ' (دو جلدیں) میں آسان زبان میں تمام عمومی مسائل کا احاطہ کیا ہے۔آپ کی ایک کتاب ''حج اور اس کے مسائل'' کے نام سے ہے۔عورتوں کے مسائل پر آپ نے خصوصی توجہ صرف کی ہے۔ ماہنامہ ذکریٰ رام پور میں فقہی سوالات کے جوابات آپ کی فقہی دلچسپی کا منھ بولتا ثبوت ہیں۔ ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی نے معاشیات کے میدان کو منتخب کیا اور بلاسودی بینکنگ سسٹم کو علمی و عقلی دلائل سے مبرہن کیا۔آپ کی کتاب ''شیر بازار میں سرمایہ کاری: موجودہ طریقۂ کار اور اسلامی نقطۂ نظر'' اپنے موضوع پر اردو میں منفرد کتاب ہے۔ یہ کتاب ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ نے شائع کی ہے۔مولانا عبدالعلیم اصلاحی نے دارالحرب اور دارالاسلام اور جہاد کے عنوان پر

مستقل رسائل لکھے ہیں۔آپ کے خیال میں ہندوستان کی شرعی حیثیت دار الحرب کی ہے۔آپ کی اس اجتہادی فکر سے بالغ نظر علماء کو شدید اختلاف ہے۔

بعض فضلاء مدرسۃ الاصلاح نے فقہ کی خدمت موازنہ و تجزیہ کے ذریعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔اس ضمن میں پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی (سابق صدر شعبۂ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے مختلف مسلم ادوار، بالخصوص عہد وسطی کے ہندوستان کے مسلم حکمرانوں کی فقہ سے دلچسپی لی ہے اور معاصر مسائل کا تفصیلی تعارف اپنی کتابوں اور مقالات میں کرایا ہے۔ اردو اور انگریزی میں آپ کی تحریریں حوالہ کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔'اسلامی قوانین کی ترویج و تنفیذ-عہد فیروز شاہی کے ہندوستان میں'،'سلاطین دہلی اور شریعت اسلامیہ-ایک مختصر جائزہ'، عہد اسلامی کے ہندوستان میں معاشرت، معیشت اور حکومت کے مسائل اور Socio Economic Dimension of Fiqh Literature in Medevel India اور Fatawa Literature of the Sultanate Period آپ کی اہم تصانیف ہیں۔

بعض اصلاحی فضلاء نے فقہ کی خدمت ترجمہ کے ذریعہ انجام دی ہے۔مثال کے طور پر مولانا عبدالمجید اصلاحی نے ڈاکٹر عبدالمنعم کی عربی کتاب کا ترجمہ ''نظام زکوۃ'' کے نام سے کیا۔

ندوۃ العلماء کی طرح مدرسۃ الاصلاح میں بھی دارالافتاء کے قیام کی ضرورت بانیان مدرسہ نے محسوس نہیں کی۔البتہ وقتاً فوقتاً بعض اساتذہ انفرادی طور پر فتویٰ تحریر کردیا کرتے ہیں۔ لیکن بیش تر معاملات و مسائل میں دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی طرف مستفتیوں کی رہنمائی کر دی جاتی ہے۔

۵-جامعۃ الفلاح بلریا گنج، اعظم گڑھ:

ابتدائی طور پر یہ ایک مکتب تھا۔ ۱۹۶۰ء میں اس کا نام جامعۃ الفلاح تجویز کیا گیا۔ مولانا ابوبکر اصلاحی (م ۱۹۹۸ء) اور مولانا شبیر احمد اصلاحی (م ۲۰۱۰ء) اس کے بانیان و

معمار ان میں شمار کیے جاتے ہیں۔

جامعۃ الفلاح میں درس وتدریس کے ساتھ اس بات کی بھی کوشش کی جاتی ہے کہ امت مسلمہ کے مزاج ومسائل سے طلبہ کو واقف کرایا جائے اور ہندوستان کے کثیر مذہبی معاشرہ میں داعیانہ کردار ادا کرنے کی انہیں صلاحیت بہم پہنچائی جائے ا؎۔ جامعۃ الفلاح کے نصاب کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جدید وقدیم کا خوب صورت سنگم ہے۔ قرآن، حدیث، فقہ، عقائد، منطق وفلسفہ، سیاسیات ومعاشیات، عربی، فارسی، انگریزی، ہندی، جغرافیہ، ریاضی اور سائنس کی بنیادی معلومات اس میں شامل ہیں۔

فقہ اسلامی اس ادارے کے نصاب کا اہم حصہ ہے۔ چنانچہ عربی درجات کے آغاز سے منتہی درجات تک فقہ کی باضابطہ تدریس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حنفی الاصل ہونے کے باوجود فقہائے ثلاثہ کی تعظیم وتوقیر، ان کے افکار عالیہ سے اخذ واستفادہ اور طلبہ واساتذہ کی عملی زندگی میں توسّع پسندی اس کے بنیادی امتیازات ہیں۔ چناں چہ اقامتی زندگی میں اہل حدیث، مالکی، شافعی اور حنبلی فکر ونظر کے اساتذہ وطلبہ کامل اتحاد کے ساتھ علوم ومعارف کی گتھیوں کو سلجھانے میں مصروف رہتے ہیں۔

جامعۃ الفلاح میں باضابطہ دارالافتاء کبھی قائم نہیں ہوا۔ اساتذہ میں انفرادی طور پر مولانا ابوبکر اصلاحیؒ، مفتی عبدالروف، مولانا محمد طاہر مدنی اور بعض دیگر قاسمی مفتیان یہ خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ فارغین جامعہ کی انتہائی قلیل تعداد نے فقہ وفتویٰ نویسی کو اپنی دلچسپی کا موضوع بنایا۔ مفتی محمد صباح الدین فلاحی قاسمی نے اس میدان کو اپنے لیے مخصوص کیا۔ ملکی وبین الملکی سمیناروں میں فقہی مقالات کے ساتھ شرکت کی۔ موقر مجلات میں آپ کے مقالات شائع ہوئے اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے سمیناروں میں ارباب نظر نے آپ کی پذیرائی فرمائی۔ آپ کے چند مطبوعہ مقالات یہ ہیں: مشینی ذبیحہ کی شرعی حیثیت، اجماع - ایک تحقیقی بحث، اختلاف

مطالع اور فلکی حساب، رویت ہلال، فقہاء کے درمیان اختلاف کے اسباب، انصراف بعد التسلیم وغیرہ۔ جامعۃ الفلاح کے بعض فارغین نے ترجمہ کے ذریعہ فقہ کی خدمت انجام دی۔ مثال کے طور پر مولانا محمد عبدالحیٔ نے ڈاکٹر عبدالحمید احمد ابوسلیمان کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ''اسلام اور بین الاقوامی تعلقات–منظر اور پس منظر'' کے عنوان سے کیا۔ ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی نے علامہ ابن رشد قرطبیؒ کی مشہور زمانہ کتاب بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد کو اردو کا جامہ پہنایا۔ یہ ترجمہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے شائع ہو چکا ہے۔ فقہ اور متعلقات فقہ پر اردو اور عربی میں ہندوستان میں جو کچھ کام ہوا ہے، راقم سطور نے اپنے ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالوں میں اس کا تعارف کرایا ہے۔ اس ضمن میں متعدد مقالات سہ ماہی فکر ونظر اسلام آباد، سہ ماہی مجلّہ علوم القرآن، سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ، سہ ماہی اسلام اور عصر جدید نئی دہلی اور شعبۂ علوم اسلامیہ اے، ایم، یو، علی گڑھ کے اردو اور انگریزی مجلات میں شائع ہوئے ہیں۔ اور انگریزی زبان میں دو کتابیں منظر عام پر آ چکی ہے۔ پہلی کتاب کا عنوان ہے: Indian Contribution to Figh Literature - A critique of Arabic works upto 1857. جب کہ دوسری کتاب کا عنوان ہے: Contribution of Modern India to Urdu Fiqh Literature.

ب: ادارے

دینی مدارس کے ساتھ دیگر تعلیمی و تحقیقی مراکز اور اداروں نے بھی فقہ کے میدان میں قابل قدر حصہ لیا ہے۔ ذیل میں ان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

۱–فیکلٹی آف دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ:

مسلم یونیورسٹی میں ایک الگ ادارے کے تحت جلیل القدر علماء کرام کے ذریعہ دینی تعلیم کے لیے کوششیں سرسید علیہ الرحمۃ کی زندگی ہی میں شروع ہوگئی تھیں۔ اس کمیٹی میں مولانا محمد

قاسم نانوتویؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ شامل کیے گئے اور مولانا نانوتویؒ کے داماد مولانا عبداللہ انصاریؒ اس شعبے کے پہلے ناظم مقرر کیے گئے ۴۲؎۔ ان کی ذاتی صلاحیت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے سر سیدؒ نے ایک موقع پر فرمایا تھا: ''اگر اللہ قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا کہ کیا لائے ہو تو میں عبداللہ انصاری کو پیش کر دوں گا'' ۴۳؎۔

فیکلٹی آف دینیات مسلم یونیورسٹی کی قدیم ترین فیکلٹیز میں سے ہے، سر سیدؒ کے زمانہ ہی سے دینیات کی تعلیم ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے دی جاتی رہی ہے۔ ایم اے او کالج کے دستور میں یہ صراحت دفعہ ۱۷۰ کے تحت موجود ہے کہ ''کل مسلمان بورڈوں کو پنج گانہ نماز کا ادا کرنا اور رمضان میں بجز حالت عذر معقول کے روزوں کا رکھنا اور جن بورڈوں کے لیے قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام ہوا ہو ان کو مقررہ گھنٹوں میں قرآن مجید پڑھنا لازم ہوگا'' ۴۴؎۔

مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ دینیات کی ضرورت کا احساس سر سیدؒ کے اس خط میں ملتا ہے جو انھوں نے علامہ شبلیؒ کو لکھا تھا: ''بہت سی خامیوں کے باوجود جس قدر مسلمانوں کی مذہبی تعلیم و تربیت کا اہتمام اس کالج میں کیا جاتا ہے اور جس کی تفصیل ہمیشہ اس کی سالانہ رپورٹ میں چھپتی ہے، ہندوستان کے کسی کالج میں اس کا وجود نہیں'' ۴۵؎۔ دوسرے ناظم مولانا ابوبکر شیث جونپوریؒ کے بعد علی الترتیب مفتی محمد شفیع فرنگی محلیؒ، مولانا وصی علی ملیح آبادیؒ، مولانا مفتی محمد حفیظ اللہؒ اور مولانا تقی امینیؒ ناظم دینیات مقرر ہوئے۔ پروفیسر عبدالعلیم خان اور ڈاکٹر اسد اللہ نے ایک سال (۸۷-۱۹۸۶ء) کے لیے یہ ذمہ داری سنبھالی اور ۱۹۸۸ء سے ۲۰۰۷ء تک پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی اس عہدہ پر فائز رہے۔ حالیہ زمانہ میں ڈاکٹر محمد زاہد علی خان اس کے ناظم ہیں۔ مولانا محمد سلیمان اشرفؒ کے بعد مولانا عبداللطیف رحمانیؒ شعبۂ دینیات کے صدر مقرر ہوئے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ کا زمانہ صدارت اس اعتبار سے اہم ہے کہ آپ کے زمانہ میں اس شعبہ کے طلبہ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی۔ ۱۹۷۲ء میں آپ کے سبکدوش ہونے کے بعد قاضی مظہر

الدین بلگرامی صدر مقرر ہوئے۔ آپ کے بعد علی الترتیب قاری محمد رضوانؒ، ڈاکٹر فضل الرحمن گنوری، مولانا تقی امینیؒ، پروفیسر رؤفہ اقبال، پروفیسر عبدالعلیم، ڈاکٹر نسیم منصور، پروفیسر زین الساجدین، پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی اور ڈاکٹر محمد عبدالخالق صدر شعبہ کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

شعبۂ دینیات کے مختلف اساتذہ نے فقہ اسلامی کے موضوع پر علمی و تصنیفی کام کیا ہے۔ مولانا عبداللہ انصاریؒ نے ''عقائد اسلام'' تالیف فرمائی۔ اس کتاب میں مولانا نے شیخ العلماء طاہر بن صالح الجزائری کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کے ساتھ بعض مضامین کا اضافہ کیا ہے۔ مولانا عبداللطیف رحمانیؒ نے 'تذکرۂ امام اعظم' تالیف کی۔ مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ ٦ سے ایک درجن سے زائد کتب کے مؤلف ہیں۔ آپ کی اہم کتابیں یہ ہیں: ہندوستان کی شرعی حیثیت، اسلامی عبادات اور اخلاقی تعلیمات، اسلام میں غلامی کی حقیقت، کتاب دینیات برائے امتحان بی اے، بی کام، بی ایس سی۔ یہ کتاب ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کی طرف سے ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی۔ مولانا تقی امینیؒ نے اپنے زمانۂ نظامت (۱۹۶۴-۱۹۸۶ء) میں تدریس و تالیف کے ذریعہ فقہ اور متعلقات فقہ کی قابل قدر خدمت انجام دی۔ آپ کی فقہی کتب یہ ہیں: اجتہاد کا تاریخی پس منظر، احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، اسلام کا زرعی نظام، مسئلہ اجتہاد پر تحقیقی نظر۔ آپ نے جو فتاوی صادر فرمائے وہ 'مراسلات' کے نام سے ایک جلد میں فیکلٹی آف دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کی جانب سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس مجموعہ میں مسلم پرسنل لا کے مسائل، جدید مذبح خانہ، الیکٹرک شاک، پراوی ڈنٹ فنڈ، دارالاسلام و دارالحرب، انگریزی الفاظ کا استعمال جیسے جدید مسائل کے سلسلہ میں شرعی نقطۂ نظر کی وضاحت کی گئی ہے۔ مولانا فضل الرحمن گنوری نے ''تجارتی سود- تاریخی اور فقہی نقطۂ نظر سے'' کے موضوع پر ایک مبسوط کتاب تصنیف فرمائی۔ تعدد ازدواج کے عنوان سے آپ کا مقالہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر اقبال

حسن خان (م ۱۹۹۴ء) نے طلبہ کی ضرورت کے پیش نظر نصاب دینیات کے نام سے دو حصوں میں ایک کتاب تیار کی، جو ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔ پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی کی کتاب ''اعتدال-اسلامی شریعت کا مزاج'' اصول فقہ سے بحث کرتی ہے۔ اسلامک فقہ اکیڈمی کے سیمناروں میں آپ کی سرگرم شرکت رہتی ہے۔ فقہی موضوعات پر آپ کے بعض مقالات کے عنوانات اس طرح ہیں: عصر جدید میں اجتہاد کی معنویت و نوعیت، ضبط ولادت، انسانی مشکلات اور اسلامی شریعت، اسلامی بینکوں کا طریقہ کار۔

فیکلٹی کی جانب سے ۱۹۳۰ء میں طلبہ کی نصابی ضرورت کے پیش نظر چھ حصوں میں ''سلسلۂ دینیات'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی گئی تھی۔ اس کو اساتذہ کی مشترک کمیٹی نے مرتب کیا تھا۔ اس میں ارکان اربعہ کے علاوہ مسئلۂ طہارت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

فیکلٹی آف دینیات کے تحت شیعہ مسلک کا الگ شعبہ ابتدائی زمانہ ہی سے قائم ہے جس سے وابستہ ہو کر اساتذۂ کرام نے میدان فقہ میں تصنیفی خدمت انجام دی ہے۔ مولانا سید علی نقی نے ''زندہ سوالات'' اور ''سجدہ گاہ'' اور مولانا ذیشان حیدر جوادی نے ''اصول و فروع'' کے نام سے کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ مولانا سید منظور محسن نے علامہ حلی کی عربی کتاب کا ترجمہ ''تبصرۃ المتعلمین'' کے نام سے کیا ہے۔

۲- امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ، بہار:

خطۂ بہار کے اس جلیل القدر ادارہ نے ملک گیر سطح پر فقہ کے میدان میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ فقہ اور متعلقات فقہ سے اس ادارے کی وابستگی تدریس و تصنیف کے علاوہ عملی نوعیت کی بھی ہے، جو اس ادارے کی امتیازی شان ہے۔ بنیادی طور پر یہ ادارہ فقہ کی تجربہ گاہ ہے۔ یہاں ''فضلاء مدارس'' کو مزید تربیت کے سنگلاخ میدان سے گزار کر فقہ، فتویٰ اور قضا کا امیر اور نقیب بنادیا جاتا ہے۔ اس ادارے کے قیام اور ضرورت کے احساس میں جمعیۃ العلماء ہند کی خدمات کو

فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ جمعیۃ العلماء کی اعلیٰ کمان پر فائز رہتے ہوئے مولانا ابو الکلام آزادؒ نے اس ادارے کی سرپرستی فرمائی۔ ۱۹۲۱ء میں مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ نے اس کی خشت اول رکھی ہے۔ یہ ادارہ افتاء وقضاء کے دو سالہ نصاب کے ذریعہ فارغین مدارس کو اس کی تربیت وسلیقہ فراہم کرتا ہے۔ زیر تربیت طلبہ کے قیام وطعام کا معقول نظم ادارہ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ کورس مکمل کرنے کے بعد ان طلبہ کو ملک کے طول وعرض میں شرعی پنچایتوں کی نگرانی اور دار الافتاء کے قیام و انصرام کے لیے مامور کیا جاتا ہے۔ اس طرح فنی مہارت کو عمل کی تجربہ گاہ سے گزارنے کا مفید اور کارآمد سلسلہ جاری وساری ہے۔ دوسری طرف یہاں دار الافتاء ودار القضاء الگ الگ قائم ہیں، جن کے فیصلے خاص طور پر بہار واڑیسہ اور جھارکھنڈ کے مسلمانوں کے لیے حکومت تسلیم کرتی ہے۔ تمام فتاویٰ اور قضیے تاریخ وار امارت شرعیہ کے رجسٹر میں محفوظ کر لیے جاتے ہیں۔ یہ ریکارڈ بک ہندوستان کی شرعی عدالتوں کے لیے سنگ میل ثابت ہو سکتا ہے بشرطیکہ ادارہ کے ارباب اسے زیور طبع سے آراستہ کرنے کی سعی فرما لیں۔ اس ادارہ کو مولانا منت اللہ رحمانیؒ کی خدمات حاصل رہیں۔ آپ صاحب نظر عالم اور وسیع النظر خادم ملت تھے۔ آپ نے ادارہ کو عالمی افق پر متعارف کرانے کی سعی فرمائی۔ تاحیات امارت شرعیہ اڑیسہ و بہار کے امیر کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ آخری وقت تک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری رہے۔ آپ کی فقہی تصنیفات میں ''قانون شریعت کے مصادر اور نئے مسائل کا حل'' نیز ''مسلم پرسنل لا کا مسئلہ، نئے مرحلے میں'' کافی وقیع اور جامع ہیں۔ ادارے سے عملی طور پر وابستہ دوسرے جلیل القدر عالم دین مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ تھے۔ آپ پوری زندگی اسم بامسمّیٰ رہے۔ آپ کی علمی وعملی کاوشیں ہندوستان کے فقہی افق پر روشن ستارہ کی مانند ہیں۔ آپ کا شمار آپ کی زندگی ہی میں اسلامی قانون کے ماہرین کی صف اول میں ہونے لگا تھا۔ آپ کی نمایاں خدمات میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا قیام ہے۔ آپ تاحیات امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کے قاضی القضاۃ کے

عہدہ پر فائز رہے، امارت شرعیہ کو دیگر قابل قدر افراد کی خدمات حاصل رہی ہیں، جن میں مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی، مفتی جنید عالم قاسمی اور مفتی جسیم الدین رحمانی وغیرہ کے اسماء گرامی لیے جاسکتے ہیں۔

امارت شرعیہ ایک ضابطہ اور نظم کے ساتھ مربوط ہے۔ انتظامی امور اور شرعی رہنمائی کا ذمہ دار، شورائی عمل کے ذریعہ منتخب کیا جاتا ہے۔ جو ''امیر شریعت'' کہلاتا ہے۔ موجودہ ''امیر شریعت'' مولانا سید نظام الدین صاحب ہیں۔ موصوف کی ژرف نگاہی کا اندازہ امارت شرعیہ میں پیش آمدہ پیچیدہ مسائل اور فقہ اکیڈمی کے مختلف علمی اجلاسوں میں اٹھائے جانے والے اعتراضات کے جوابات سے ہوتا ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور مسلم مجلس مشاورت میں آپ کی شرکت سے ایک طرف فقہی مسائل کی عقدہ کشائی ہوتی ہے تو دوسری طرف شریعت کی حفاظت وصیانت میں آپ کی عملی جدّ وجہد اور تجربات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ امارت شرعیہ کی جانب سے مولانا عبد الصمد رحمانیؒ کی دو کتابیں بعنوان ''ہندوستان اور مسئلہ امارت'' نیز ''تاریخ امارت'' شائع ہوچکی ہیں۔ اس ادارے کا یہ امتیاز بھی قابل ذکر ہے کہ یہاں سے خالص فقہی نوعیت کا رسالہ سہ ماہی بحث ونظر ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۷ء تک پابندی سے شائع ہوتا رہا ہے۔ بعد میں اس کی اشاعت اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی کی زیر نگرانی ہونے لگی۔ اس رسالہ کے مشمولات سے اس کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں: فسخ نکاح، عقد اجارہ، عقد شرکت، دوسرے مذاہب پر فتویٰ، ہندوستان میں عشر وخراج کا حکم، فقہ حنبلی اور اس کی عمومی خصوصیات، فقہ شافعی اور اس کی اولیات وخصوصیات، فقہ مالکی اور اس کی خصوصیات، فقہ اسلامی اور قانون روما (ملاحظہ کیجیے بحث ونظر کے مختلف شمارے ۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۴ء)۔

امارت شرعیہ تصنیفی کاموں سے زیادہ عملی مسائل اور ان کے حل میں دلچسپی رکھتا ہے۔ جس کا مظاہرہ مسلم پرسنل لاء کی حفاظت، مسلمانان بہار واڑیسہ اور جھارکھنڈ کے عائلی وازدواجی

تنازعات کے تصفیے اور رویت ہلال کی خبروں کی تصدیق کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔

حالیہ برسوں میں ایک خوشگوار تبدیلی یہ ہوئی کہ دوسالہ تربیتی کورس برائے افتاء وقضاء ۱۹۹۸ء سے ایک مستحکم انتظام کے تحت المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء کی الگ عمارت میں جاری کردیا گیا ہے۔ مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے اس کا خاکہ مرتب کیا تھا جس کا تفصیلی تعارف کتاب بعنوان: ''تعارف ونصاب تعلیم المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء'' میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ تعارف نامہ ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا تھا۔ نصاب تعلیم کا اجمالی خاکہ ذیلی عناوین کے تحت اس طرح بیان کیا گیا ہے:

(۱) اصول فقہ، (۲) قواعد فقہ، (۳) اسرار شریعت، (۴) مختلف مذاہب فقہیہ کا مطالعہ، (۵) آیات احکام و احادیث، (۶) مجلات مجمع الفقہ الاسلامی کا مطالعہ، (۷) احوال شخصیہ، (۸) ادب قاضی، (۹) عملی مشق وممارست، (۱۰) علمی وفقہی محاضرات کی مجلسیں، (۱۱) انگریزی زبان کی تدریس۔ ان ذیلی سرخیوں کی تفصیلات میں اہم کتابوں کا اندراج اور موضوع کا تعارف واہمیت وغیرہ کا ذکر کیا گیا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: حضرت مولانا محمد قاسم مظفرپوری، رہنمائے قاضی، المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء، پٹنہ، ۲۰۰۹ء کے مختلف ابواب)۔

۳- اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا:

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا (قیام ۱۸؍جون ۱۹۸۹ء)، ابتدا میں اس ادارے کا نام مرکز البحث العلمی تھا، اس کے پہلے بین الاقوامی سمینار منعقدہ ۱۹۸۹ء بمقام دہلی میں اس کا نام مجمع الفقہ الاسلامی (اسلامک فقہ اکیڈمی) تجویز کیا گیا [۸]۔ اجتہاد، توسع اور غیر مسلکی بنیادوں پر قائم ہونے والا ہندوستان کا پہلا ادارہ ہے جس نے مختلف تاریخوں میں اب تک بیس عالمی سمینار منعقد کئے اور ان کے مقالات وقرار دادیں مجلّہ فقہ اسلامی کے عنوان سے ۴۵ سے زائد جلدوں میں شائع کئے۔ قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ علماء وفقہاء کے مخصوص اجتماع میں سیکولر اداروں کے ماہرین

اقتصادیات، وکلاء وججز کی شرکت کو یقینی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ان سمیناروں میں شریک ہونے والی بعض کلیدی شخصیات کے اسماءگرامی ذیل میں رقم کئے جاتے ہیں:

ڈاکٹر وھبہ زحیلی (شام)، ڈاکٹر طہ جابر علوانی (امریکہ)، ڈاکٹر جمال الدین عطیہ (مصر)، ڈاکٹر محمد محروس المدرس (عراق)، ڈاکٹر انس زرقاء (سعودی عرب)، ڈاکٹر عبدالرحمٰن عقیل (سعودی عرب)، ڈاکٹر علی جمعہ (مصر)، ڈاکٹر محمد حبیب بن الخوجہ (سعودی عرب)، مولانا محمد تقی عثمانی (پاکستان)، مولانا محمد رفیع عثمانی (پاکستان)، مفتی عبدالرحمٰن (بنگلہ دیش)، ڈاکٹر خالد مذکور (کویت)، ڈاکٹر عبدالحسن محمد عثمان (کویت)، ڈاکٹر سعود عصفور (کویت)، ڈاکٹر خالد عبداللہ (کویت)، شیخ احمد محمد سالم (کویت)، شیخ مصطفیٰ الخلیجی (کویت)، شیخ بدر سلیمان سنین (کویت)، شیخ محمد حسن ولد دودو (مورتیانہ)، ڈاکٹر رواس قلعہ جی (کویت)، شیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ آل محمود (قطر)، ڈاکٹر نورالدین خادمی (تیونس)، شیخ محمد عبدالعزیز الوزیری (سعودی عرب)، ڈاکٹر محمد عبدالغفار شریف (کویت)، ڈاکٹر مسفر قحطانی (سعودی عرب)، ڈاکٹر عبدالمجید سوسوہ (یمن)، مولانا یعقوب منشی (برطانیہ)، شیخ عبدالقادر عارفی (ایران)، ڈاکٹر مروان محروس المدرس (عراق)، ڈاکٹر عمر حسن کاسولے (برونائی)۔

فقہ اکیڈمی کی جانب سے اب تک بیس سمیناروں کا انعقاد ہو چکا ہے۔ جن نمائندہ مدارس اور اداروں نے بھرپور مشارکت ومعاونت کی ان کے نام یہ ہیں:

دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم وقف (دیوبند)، مظاہر علوم سہارنپور، مظاہر علوم (وقف) سہارنپور، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ دارالسلام عمرآباد، جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ، جامعہ اشرف العلوم مبارکپور، جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد، جامعہ مفتاح العلوم منو، جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات، دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ، جامعہ فلاح دارین ترکیسر گجرات، جامعہ الرشاد اعظم

گڑھ، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ، جامعہ نظامیہ حیدرآباد، دارالعلوم حیدرآباد، دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد، دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور، جامعہ باقیات الصالحات ویلور، مدرسہ رحیمیہ کشمیر، جامعہ دارالسلام مالیرکوٹلہ پنجاب، جامعۃ الہدایہ جے پور، معہد ملت مالیگاؤں، جامعہ کاشف العلوم اورنگ آباد، دارالعلوم تاج المساجد بھوپال، دارالعلوم امدادیہ ممبئی، جامعہ اسلامیہ بھٹکل، جامعہ سلفیہ بنارس، جامعہ ابن تیمیہ چمپارن، مدرسہ امینیہ دہلی، جامعۃ الریحان، مدورائی، تمل ناڈو، ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، المعہد العالی حیدرآباد، دارالمصنفین اعظم گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، جماعت اسلامی ہند، جمعیۃ العلماء ہنداور جمعیۃ اہل حدیث۔

فقہ اکیڈمی کے بیس سیمناروں کے موضوعات، مقامات اورتواریخ کا جدول اس طرح ہے:

پہلا فقہی سیمنار: ہمدرد کنونشن ہال، نئی دہلی، ۱-۳/ اپریل ۱۹۸۹ء، موضوعات: (۱) پگڑی کی شرعی حیثیت، (۲) اعضاء کی پیوند کاری، (۳) ضبط ولادت۔

دوسرا فقہی سیمنار: ہمدردکنونشن ہال، نئی دہلی، ۸-۱۱/دسمبر ۱۹۸۹ء
موضوعات: (۱) بینک انٹرسٹ، (۲) کرنسی نوٹ، (۳) غیر سودی بینکنگ

تیسرا فقہی سیمنار: دارالعلوم سبیل الرشاد، بنگلور، ۸-۱۱/جون ۱۹۹۰ء
موضوعات: (۱) اسلامی بینکاری، (۲) عقد مرابحہ، (۳) غیر سودی امدادی سوسائیٹیاں، (۴) حقوق کی خرید فروخت۔

چوتھا فقہی سیمنار: دارالعلوم سبیل السلام، حیدآباد، ۹-۱۲/اگست ۱۹۹۱ء

موضوعات: (۱) ہندوستان کے پس منظر میں انشورنس کا حکم، (۲) دو ملکوں کی کرنسیوں کا ادھار تبادلہ

پانچواں فقہی سمینار: جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ، ۳۰/اکتوبر تا ۲/نومبر ۱۹۹۲ء

موضوعات: (۱) انشورنس، (۲) زکاۃ میں بنیادی حاجت، قرض کی زکاۃ، اموال مدرسہ پر زکاۃ، تجارت میں پیشگی دی ہوئی قیمت اور کرایہ دوکان ومکان میں دی گئی ڈپازٹ کی رقم پر زکاۃ، کمیشن پر زکاۃ کی وصولی، ہیرے جواہرات پر زکاۃ، مال حرام کی زکاۃ، مدرسہ کے سفراء ومحصلین اور مہتمم کی حیثیت، پراویڈنٹ فنڈ پر زکاۃ، وظیفہ طلبہ۔

چھٹا فقہی سمینار: جامعہ دارالسلام، عمر آباد، ۳۱/دسمبر ۱۹۹۴ء تا ۳/جنوری ۱۹۹۵ء

موضوعات: (۱) عشر وخراج سے متعلق جدید مسائل، عشری وخراجی اراضی، ادائیگی خراج کا طریقہ اور خراج سے سرکاری محصول کی منہائی، زمینی پیداوار درخت وسبزیوں میں عشر، مزارعت والی کاشت میں عشر، عشر سے اخراجات زراعت کی منہائی، مکھانہ مچھلی و ریشم میں عشر، مکان، چھت، گردوپیش کی افتادہ اراضی اور اراضی اوقاف میں عشر، (۲) اراضی ہند کی شرعی حیثیت۔

ساتواں فقہی سمینار: دارالعلوم ماٹلی والا، بھروچ گجرات، ۳۰/دسمبر ۱۹۹۴ء تا ۲/جنوری ۱۹۹۵ء۔

موضوعات: (۱) شریعت میں ضرورت وحاجت کی رعایت اور اس کے حدود، (۲) موجودہ دور کے اہل کتاب کا ذبیحہ، (۳) مشینی ذبیحہ۔

آٹھواں فقہی سمینار: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۲۰-۲۴/اکتوبر ۱۹۹۵ء

موضوعات: (۱) طبی اخلاقیات اور اطباء کے فرائض، (۲) ایڈز، (۳) شریعت میں عرف و عادت کا اعتبار اور اس کے اصول وقواعد، (۴) عقد نکاح میں شرائط کی فقہی حیثیت۔

نواں فقہی سمینار: جامعۃ الہدایہ، جے پور، راجستھان، ۱۱-۱۴/ اکتوبر ۱۹۹۶ء

موضوعات: (۱) شیرز اور ان کی خرید وفروخت، (۲) پانی میں رہتے ہوئے مچھلی کی خرید وفروخت، (۳) قبضہ کی حقیقت اور اس کے متعلق احکام، (۴) مشینی ذبیحہ

دسواں فقہی سمینار: حج ہاؤس، ممبئی، ۲۴-۲۷/ اکتوبر ۱۹۹۷ء

موضوعات: (۱) اوقاف سے متعلق نئے مسائل، (۲) حج وعمرہ کے جدید مسائل، (۳) قسطوں پر خرید وفروخت، (۴) کلوننگ، (۵) اعلامیہ برائے اتحاد امت

گیارہواں فقہی سمینار: امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، بہار، ۱۷-۱۹/ اپریل ۱۹۹۹ء

موضوعات: (۱) نکاح میں کفاءت، (۲) نکاح میں لڑکی، لڑکے اور اولیاء کے اختیارات، (۳) ضعیف احادیث کے احکام۔

بارہواں فقہی سمینار: جامعہ اسلامیہ، بستی، (یوپی) ۱۱-۱۴ فروری ۲۰۰۰ء

موضوعات: (۱) فقہی اختلافات کی شرعی حیثیت، (۲) حالت نشہ کی طلاق، (۳) انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال۔

تیرہواں فقہی سمینار: جامعہ سید احمد شہید کٹولی، ملیح آباد، لکھنؤ، ۱۳-۱۶/ اپریل ۲۰۰۱ء

موضوعات: (۱) انقلاب ماہیت اور طہارت ونجاست وحلت وحرمت پر اس کا اثر، (۲) اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری، (۳) جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عقود ومعاملات، (۴) لڑکی پر جبر کے ساتھ نکاح،

(۵) مطالبہ جہیز، شریعت کی نظر میں۔

چودھواں فقہی سمینار: دار العلوم سبیل السلام، حیدر آباد، ۲۰-۲۲/جون ۲۰۰۴ء

موضوعات: (۱) غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کے کچھ اہم مسائل، (۲) اسلام اور امن عالم (دہشت گردی وغیرہ کے مسائل)، (۳) جلاٹین کا حکم، (۴) الکحل کا حکم، (۵) وقف اور اس کو نفع آور بنانا۔

پندرہواں فقہی سمینار: دار العلوم صدیقیہ، میسور، کرناٹک، ۱۱-۱۳/مارچ ۲۰۰۶ء

موضوعات: (۱) جنیٹک سائنس اور اس سے مربوط فقہی مسائل، (۲) میڈیکل انشورنس، (۳) بینک سے جاری ہونے والا مختلف کارڈ، (۴) ڈی این اے ٹسٹ کی شرعی حیثیت۔

سولہواں فقہی سمینار: دار العلوم مہذب پور، اعظم گڑھ (یوپی) ۳۰ مارچ تا ۲/اپریل ۲۰۰۷ء

موضوعات: (۱) رمی جمار کا مسئلہ، (۲) قیام منیٰ کا حکم، (۳) موت کی حقیقت اور مصنوعی آلہ تنفس، (۴) یوتھینیزیا (Euthanasia) کا حکم، (۵) نیٹ ورک مارکیٹنگ۔

سترہواں فقہی سمینار: دار العلوم شیخ علی متقی، برہان پور، ۵-۷/اپریل ۲۰۰۸ء

موضوعات: (۱) مسافت سفر کا شمار کہاں سے ہو، (۲) سفر و اتمام کے مسئلے میں کیا مکہ و منیٰ کا ایک حکم ہے، (۳) مفطرات صوم میں عہد حاضر کے مخصوص مسائل، (۴) جائے ملازمت میں قصر و اتمام کا حکم۔

اٹھارہواں فقہی سمینار: جامعۃ الریحان، مدورائی، تمل ناڈو، ۲۸ فروری، یکم و ۲/مارچ ۲۰۰۹ء

موضوعات: (۱) قیدیوں کے حقوق، (۲) تعلیمی قرض، (۳) پلاسٹک سرجری، (۴) خواتین کی ملازمت۔

انیسواں فقہی سمینار: جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ، گجرات، ۱۲-۱۵ فروری ۲۰۱۱ء
موضوعات: (۱) غیر مسلم ممالک میں عدالت کے ذریعہ طلاق، (۲) کاروبار میں والد کے ساتھ اولاد کی شرکت، (۳) ایام قربانی میں کس مقام کا اعتبار ہوگا، (۴) سونے چاندی کا نصاب، (۵) تورق کا مسئلہ، (۶) موجودہ کرنسی کی شرعی حیثیت۔

بیسواں فقہی سمینار: جامع العلوم الفرقانیہ رامپور، یوپی، ۵-۷ / مارچ ۲۰۱۱ء
موضوعات: (۱) آبی وسائل اور ان کے متعلق شرعی احکام، (۲) مختلف النوع ملازمتیں اور ان کا شرعی حکم، (۳) مشترک اور جداگانہ خاندانی نظام، (۴) تفریح - اس کے جائز وسائل اور شرعی ضوابط۔

اکیڈمی کی دیگر سرگرمیاں:

(۱) فضلائے مدارس کی علمی وفکری تربیت کے مختلف گوشے مثلاً دوسالہ تربیتی کورس۔
ہم قارئین کی آسانی کے لئے اس کا جدول ذیل میں درج کررہے ہیں:

علمی فکری پروگرام - ایک نظر میں

پروگرام	مقام	تاریخ	موضوع
پہلا	نئی دہلی	۱۹ / نومبر ۲۰۰۶ء	تصورآزادی اور اسلامی قانون
دوسرا	نئی دہلی	۲۵-۲۶ / اپریل ۲۰۰۹ء	دینی مدارس میں اسلامی مالیات کی تعلیم
تیسرا	علی گڑھ	۲۵ / جولائی ۲۰۰۹ء	اسلام میں خواتین کے حقوق
چوتھا	نئی دہلی	۲۳ / اکتوبر ۲۰۰۹ء	رسم اجراء موسوعہ فقہیہ

پانچواں	نئی دہلی	۲۴-۲۵/اکتوبر ۲۰۰۹ء	ہندوستانی مسلمانوں کی معاشی ترقی-امکانات اورمواقع
چھٹا	دیوبند	۲۶-۲۷/دسمبر ۲۰۰۹ء	دینی مدارس میں فقہ اسلامی کی تعلیم-مناہج اورطریقہ کار
ساتواں	نئی دہلی	۲-۳/جنوری ۲۰۱۰ء	اقلیتوں کے حقوق اوراسلام فوبیا-آزادی کے حدود
آٹھواں	لکھنؤ	۳-۴/نومبر ۲۰۱۰	ہندوستان میں افتاء وقضاء کا ترتیبی نظام اورمنہج
نواں	حیدرآباد	۲۷-۲۸/نومبر ۲۰۱۰	خاندانی نظام اورعورتوں کے حقوق
دسواں	علی گڈھ	۲۳-۲۴/اپریل ۲۰۱۱	انسانی حقوق-اقلیتوں کے حقوق کے خصوصی تناظر میں
گیارہواں	لکھنؤ	۲۰-۲۲/مئی ۲۰۱۱	علما فرنگی محل کی حیات وخدمات
بارہواں	دہلی	۲۸-۲۹/مئی ۲۰۱۱	موجودہ عہد میں اسلامی قانون کی معنویت

(۲) مقاصد شریعت ورکشاپ: اب تک ۲۱ (اکیس) ورکشاپ ہو چکے ہیں۔ جن میں ملک وبیرون ملک کے ماہر اساتذۂ فن کے محاضرات کے ذریعہ موضوع کے مختلف گوشوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان محاضرات میں مولانا سید محمد رابع ندوی، ڈاکٹر صلاح الدین سلطان، (بحرین)، ڈاکٹر مولانا سید اجتبا ندوی، ڈاکٹر جاسر عودہ (قطر)، ڈاکٹر عمر حسن کاسولے (برونائی)، ڈاکٹر محمد شلبی (مصر)، ڈاکٹر محمد حسن (بحرین)، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی وغیرہ کے اسماء گرامی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

ہم قارئین کی آسانی کے لئے اس جدول ذیل میں درج کررہے ہیں:

فقہی وتربیتی ورکشاپ - ایک نظر میں

فقہی ورکشاپ	مقام	تاریخ	موضوع
پہلا	نئی دہلی	۲۱-۲۵/دسمبر ۲۰۰۳	مقاصد شریعت
دوسرا	نئی دہلی	۱۹-۲۴/نومبر ۲۰۰۵	عربی زبان کی تعلیم
تیسرا	نئی دہلی	۱-۴/دسمبر ۲۰۰۵	مقاصد شریعت
چوتھا	نئی دہلی	۸-۱۲/دسمبر ۲۰۰۶	مقاصد شریعت
پانچواں	حیدرآباد	۳-۴/فروری ۲۰۰۷	جدید طبی مسائل
چھٹا	لکھنؤ	۱۵-۱۶/مئی ۲۰۰۷	جدید طبی مسائل
ساتواں	کالی کٹ	۲۷-۳۰/جون ۲۰۰۷	فقہ الأقلیات
آٹھواں	پٹنہ	۷-۸/جولائی ۲۰۰۷	جدید طبی مسائل
نواں	پٹنہ	۲۲-۲۴ جولائی/۲۰۰۷	مقاصد شریعت
دسواں	اعظم گڑھ	۲۵-۲۷/جولائی ۲۰۰۷	مقاصد شریعت
گیارہواں	عمرآباد	۲۹/جولائی ۲۰۰۷	مقاصد شریعت
بارہواں	شانتاپورم	۳۰-۳۱/جولائی ۲۰۰۷	مقاصد شریعت
تیرہواں	حیدرآباد	یکم اگست/۲۰۰۷	مقاصد شریعت
چودہواں	نئی دہلی	۱۹-۲۳/مئی ۲۰۰۸	عربی زبان کی تعلیم
پندرہواں	دیوبند	۲۳-۲۶/جون ۲۰۰۸	مقاصد شریعت
سولہواں	لکھنؤ	۲۸-۳۰/جون ۲۰۰۸	مقاصد شریعت
سترہواں	حیدرآباد	۵-۸/نومبر ۲۰۰۹ء	اصول فقہ اسلامی

اٹھارہواں	نئی دہلی	۱۸/فروری ۲۰۱۰	اسلامی اقتصادیات اورعصر حاضر میں اس کی علمی اور عملی تطبیق
انیسواں	اعظم گڈھ	۱۹-۲۰/جولائی ۲۰۱۱	مقاصد شریعت
بیسواں	لکھنؤ	۲۱-۲۲/جولائی ۲۰۱۱	مقاصد شریعت
اکیسواں	دیوبند	۲۳/جولائی ۲۰۱۱	مقاصد شریعت

(۳) جہاں اکیڈمی نے فقہی موضوعات پر کامیاب انٹرنیشنل سمینار منعقد کئے وہیں دیگر علمی وفکری موضوع پر بھی قومی سمینار کا انعقاد کیا، جس کے عنوانات نہایت اہم اور فکر وعقل کو جلا بخشنے والے ہیں، ذیل میں اس کا بھی جدول درج کیا جاتا ہے:

فقہی سمینار ایک نظر میں

سمینار	تاریخ	مقام	موضوعات
پہلا	۱ تا ۳/اپریل ۱۹۸۹ء	دہلی	اعضاء کی پیوندکاری، برتھ کنٹرول، پگڑی
دوسرا	۸ تا ۱۱/دسمبر ۱۹۸۹ء	دہلی	کرنسی نوٹ، بینک انٹرسٹ، تجارتی سود
تیسرا	۸ تا ۱۱/جون ۱۹۹۰ء	بنگلور	اسلامی بنکاری، مرابحہ، حقوق کی بیع
چوتھا	۹ تا ۱۲/اگست ۱۹۹۱ء	حیدرآباد	دوملکوں کی کرنسیوں کا تبادلہ، انشورنس، اسلامی بینکنگ
پانچواں	۳۰/اکتوبر تا ۲/نومبر ۱۹۹۲ء	اعظم گڈھ	زکوۃ سے متعلق جدید مسائل، فی سبیل اللہ
چھٹا	۱۳/دسمبر ۱۹۹۳ تا ۳/جنوری ۱۹۹۴ء	عمرآباد	اسلام کا نظام عشر وخراج، اراضی ہند کی شرعی حیثیت

ساتواں	۳۰/دسمبر ۱۹۹۴ء تا ۲/جنوری ۱۹۹۵ء	بھروچ گجرات	مشینی ذبیحہ، رؤیت ہلال، ضرورت وحاجت
آٹھواں	۲۲ تا ۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۵ء	علی گڈھ	طبی اخلاقیات، اشتراط فی النکاح، عرف وعادت
نواں	۱۱ تا ۱۴/اکتوبر ۱۹۹۶ء	جے پور	مچھلیوں کی تجارت، قبضہ سے پہلے خرید و فروخت، شیئرز، اوقات سحر برائے راجستھان
دسواں	۲۴ تا ۲۷/اکتوبر ۱۹۹۷ء	ممبئی	اوقاف، حج وعمرہ، قسطوں پر خرید فروخت، کلوننگ، استحاضہ
گیارہواں	۱۷ تا ۱۹/اپریل ۱۹۹۹ء	پٹنہ	کفاءت، ولایت، احادیث ضعیفہ
بارہواں	۱۱ تا ۱۴/فروری ۲۰۰۰ء	بستی	انٹرنیٹ، طلاق سکران، اختلافات فقہاء ائمہ کی شرعی حیثیت
تیرہواں	۱۳ تا ۱۶/اپریل ۲۰۰۱ء	ملیح آباد	انقلاب ماہیت، اموال زکوۃ کی سرمایہ کاری، جبری شادی، جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عقود ومعاملات کا شرعی حکم
چودہواں	۲۰ تا ۲۲/جون ۲۰۰۴ء	حیدرآباد	مسلم غیر مسلم تعلقات، اسلام اورامن عالم، جاپانین، نئے وقف کا قیام
پندرہواں	۱۱ تا ۱۳/مارچ ۲۰۰۶ء	میسور	جنیٹک سائنس کا طب و قضا پر اثر، میڈیکل انشورنس، بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ

سولہواں	۳۰/مارچ تا ۲/اپریل ۲۰۰۷ء	مہذب پور اعظم گڑھ	رمی جمرات کے اوقات،منٰی کے باہر حدودحرم میں قیام،نیٹ ورک مارکیٹنگ،یوتھینز یا،دماغی موت،پولیو ٹیکہ
سترہواں	۵ تا ۷/اپریل ۲۰۰۸ء	برہان پور	ماحولیات کا تحفظ، تعلیم گاہوں میں جنسی تعلیم،روزہ میں جدید طریقہ علاج کا استعمال، مسافت سفر کا آغاز،جائے ملازمت کا حکم
اٹھارہواں	۲۸/فروری تا ۲/ مارچ ۲۰۰۹	مدورائی	قیدیوں کے حقوق، پلاسٹک سرجری،خواتین کی ملازمت،تعلیمی قرض
انیسواں	۱۲ ـ ۱۵/فروری ۲۰۱۰	ہانسوٹ	سونے اور چاندی کا نصاب،غیر مسلم ممالک میں عدالت کے ذریعہ طلاق،تورق کا مسئلہ،موجودہ کرنسی کی شرعی حیثیت،ایام قربانی میں کس مقام کا اعتبار ہوگا؟،کاروبار میں والد کے ساتھ اولاد کی شرکت
بیسواں	۵ ـ ۷/مارچ ۲۰۱۰	رامپور	آبی وسائل اوران سے متعلق شرعی احکام،مختلف النوع ملازمتیں اوران کا شرعی حکم،مشترک اور جداگانہ خاندانی نظام،تفریح- اس کے جائزوسائل اورشرعی ضوابط

(۴) موسوعہ فقیہ کا اردو ترجمہ یہ موسوعہ پینتالیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا مکمل ترجمہ اسلامک فقہ اکیڈمی کے زیر اہتمام انجام دیا جاچکا ہے۔ یہ موسوعہ ۱۹۶۷ء میں وزارت اوقاف کویت نے فقہ انسائیکلوپیڈیا کی شکل میں ترتیب دیا تھا۔ تیرہویں صدی ہجری تک کے پورے فقہی ذخیرہ کو جدید اسلوب میں چاروں مذاہب کے دلائل کی روشنی میں، حوالہ جات اور

احادیث کی تخریج کے ساتھ، سوانحی ضمیمہ اور مسائل کو حروف تہجی کے اعتبار سے یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۵) اہم فقہی کتابوں کے ترجمے (عربی سے اردو، نیز اردو سے عربی، انگریزی، ہندی، فارسی اور ملیالم زبانوں میں تقریباً ایک سو سے زائد انتہائی اہم کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ فقہی سمیناروں کے مقالات، اور فیصلے اس عمل کے ذریعہ مذکورہ زبانوں میں منتقل ہوچکے ہیں۔

(۶) گذشتہ تمام سمیناروں کے فقہی مجلات کی دوبارہ ایڈیٹنگ ہوچکی ہے جن کا عنوان جدید فقہی تحقیقات ہوگا۔ ایفا پبلی کیشنز نئی دہلی کے قیام سے پہلے کچھ مطبوعات کتب خانہ نعیمیہ دیوبند انڈیا سے شائع ہوئے ہیں، ایفا پبلی کیشنز کے قیام کے بعد اسلامک فقہ اکیڈمی کی جملہ مطبوعات انتہائی منظم طریقہ پر طبع ہورہے ہیں اور اہل علم کے ذوق کا سامان فراہم کررہے ہیں۔

فقہ اکیڈمی انڈیا کی مذکورہ مساعی مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی راست نگرانی میں پروان چڑھا۔ اب اسے مثمر بنانا اور اس نوعیت کی دیگر ضرورت کا احساس اور اس کی تکمیل عصر جدید کے دوراندیش علماء کرام کی اولین ذمہ داری ہے۔

۴- ادارہ مباحث فقہیہ:

ادارہ مباحث فقہیہ، دہلی (قیام: ۱۹۷۰ء) مولانا محمد میاں کی نگرانی میں قائم ہونے والا یہ علمی ادارہ دراصل جمعیۃ علماء ہند کی فقہی شاخ ہے۔ جو متحدہ اور آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی کارواں کا ایک اہم حلیف رہا ہے۔ مختلف تاریخوں میں ملک کے مختلف گوشوں میں اور مختلف عنوانات پر چار قومی سمینار کرچکا ہے، جن کے موضوعات یہ ہیں: غیر سودی رفاہی ادارے اور سوسائٹیاں، اسلامی نظام قضا اور ہندوستان، شیرز وایکسپورٹ اور دوسرے مسلک پر فتوی اور عمل کے حدود وآداب۔ مذکورہ تمام موضوعات اس امر کے غماز ہیں کہ عصر جدید کی ضرورت اور تقاضوں کو محسوس کیا جارہا ہے، جمعیۃ العلماء ہند نے قیاس واجتہاد کی روش اختیار

کر کے ہندوستان کی مسلم ملت کی رہنمائی کے سلسلہ میں ایک مثبت قدم اٹھایا ہے۔ضرورت ہے کہ اسے مزید توانائی فراہم کی جائے۔

۵-ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ:

اس ادارے کا باضابطہ قیام ایک آزاد ادارہ کی حیثیت سے ۱۹۸۱ء میں عمل میں آیا۔ اس سے قبل یہ جماعت اسلامی ہند کے شعبۂ تصنیف کی حیثیت سے کام کررہا تھا۔جدید معاشرتی و تہذیبی مسائل کا احاطہ اس کے ترجیحی مقاصد میں شامل ہے۔جماعت اسلامی ہند کی فقہی خدمات کے ضمن میں اس ادارے کی خدمات کو نمایاں طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔اپنے مقصد کے حصول کے لیے یہ ادارہ تصنیفی تربیت کے دوسالہ کورس کا اہتمام کرتا ہے۔ادارہ کی لائبریری میں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کے مصادر کے علاوہ بڑی تعداد میں رسائل ومجلات کے ذریعہ طلبہ کے فکر وخیال میں وسعت اور انھیں اخذ واستفادہ کی مشق بہم پہنچائی جاتی ہے۔تصنیفی تربیت پانے والے فارغین مدارس کو متعین وقت کے اندر مخصوص عنوان پر مقالہ تیار کرنا ہوتا ہے۔انگریزی زبان میں کسی ماہر استاذ کے ذریعہ اتنی لیاقت بہم پہنچائی جاتی ہے کہ وہ انگریزی زبان میں موجود علمی سرمایہ سے استفادہ کے لائق ہوسکیں، نیز انگریزی میں لکچرز کو سمجھنے کی استعداد پیدا کرسکیں۔اس طرح دوسال کے عرصہ میں ان میں تحقیقی مہارت، ارتکاز اور اختصاص پیدا ہوتا ہے۔یہاں طلبہ کو وظائف دیے جاتے ہیں اوران کے لیے قیام کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

مولانا صدرالدین اصلاحیؒ (م ۱۹۹۹ء) اس ادارے کے بانی صدر تھے۔آپ کی فقہی بصیرت جماعت اسلامی کا قیمتی سرمایہ تھی، چنانچہ فقہی ژرف نگاہی کی وجہ سے تادم واپسیں آپ جماعت اسلامی ہند کی مرکزی مجلس شوریٰ کے معزز رکن رہے اور ہندوستان میں الیکشنی سیاست کے خلاف اپنے موقف پر مضبوط دلائل کے ساتھ قائم رہے۔آپ کی فقہی تصانیف میں نکاح کے اسلامی قوانین، یکساں سول کوڈ اور مسلمان، مسلم پرسنل لا دینی وملی نقطۂ نظر سے، کے علاوہ شاہ ولی اللہؒ

کے الانصاف فی بیان أسباب الاختلاف کا ترجمہ ''اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ'' معروف ہیں۔ آپ کی تمام فقہی کتب میں علمی گہرائی، وسعت نظری اور اجتہادی ذوق کی جلوہ گری ہے۔ خاص طور پر دین کا قرآنی تصور اور اساس دین کی تعبیر میں جگہ جگہ فکری اساس کی انتہائی گہری بنیادیں آپ کی فقہی بصیرت کی شاہ کار نظر آتی ہیں۔

ادارہ کے بانی سکریٹری **مولانا** سید جلال الدین عمری (پیدائش ۵ ۱۹۳ء) جو ۲۰۰۱ء سے ادارہ کے صدر ہیں، ملک کی متنوع دینی، ملی، دعوتی اور تحریکی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ امیر جماعت اسلامی ہند، تاسیسی ممبر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، ممبر مسلم مجلس مشاورت، ناظم اعلیٰ جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ، مدیر سہ ماہی تحقیقات اسلامی جیسی گوناگوں ذمہ داریوں سے وابستہ ہیں۔ مولانا کے فقہی تجزیے اوران کی علمی آراء ان کی بیش تر تصنیفات میں ملتی ہیں۔ خاص طور پر صحت ومرض اور اسلامی تعلیمات، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق، معروف ومنکر، عورت۔ اسلامی معاشرہ میں، مسلمان عورت کے حقوق اوران پر اعتراضات کا جائزہ اوراسلام کا عائلی نظام اس سلسلے میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ خالص فقہی موضوعات پر آپ کے بہت سے مقالات شائع ہو چکے ہیں، جیسے نکاح اور اس کی قانونی حیثیت، مسلمان اور غیر مسلموں کے درمیان ازدواجی تعلقات، غائب اور مفقود کی بیوی کا نفقہ، عورت کی سربراہی کا مسئلہ وغیرہ۔ مآخذ شریعت سے بھرپور اخذ واستفادہ اور عصر جدید کے تقاضوں کی رعایت آپ کی فقہی تحریروں کا امتیاز ہیں۔

ادارہ سے وابستہ رہ کر مولانا سلطان احمد اصلاحی (ولادت ۱۹۵۲ء) نے فقہ کے میدان میں قابل ذکر خدمت انجام دی ہے۔ آپ کی جملہ تحریریں فقہ ومتعلقات فقہ کی ترجمان اور اجتہادی ذوق کا نمونہ ہیں۔ ان کے ذریعہ عصر جدید کے بعض پیچیدہ سماجی مسائل کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ مثلاً مشترک خاندانی نظام اور اسلام، پردیس کی زندگی اور اسلام، کم سنی کی شادی اور

اسلام، بچوں کی مزدوری اور اسلام، بندھوا مزدوری اور اسلام، اسلام کا نظریہ جنس، شادی کی رسمیں اور اسلام۔ ان مستقل تصانیف کے علاوہ فقہی موضوعات پر آپ کے متعدد مقالات بھی شائع ہوئے ہیں، مثلاً شریعت کا اصول عرف وعادت اور موجودہ حالات میں اس کی معنویت، زکوٰۃ کا مصرف فی سبیل اللہ اور دینی اداروں اور تحریکات کا مسئلہ، اسلامی زکوٰۃ انفرادی یا اجتماعی؟ وغیرہ ۹۳۔

ادارے کے ایک رکن ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی کی تحقیقات کا دائرہ اسلام اور مسلمان کے متنوع مسائل وجہات ہیں۔ جن میں فقہ اسلامی کی خدمت، تصنیف مقالات کے علاوہ فتوی واستفتاء کی صورت میں تا امروز جاری ہے۔ آپ کی فقہی نظر کا اظہار جماعت اسلامی ہند کے فکری آرگن ''زندگی نو'' کے کالم رسائل ومسائل میں ہوتا ہے۔ گذشتہ کئی سالوں سے آپ مستعدی کے ساتھ فقہ وفتویٰ کے اس کاز سے وابستہ ہیں جس کی بنیاد مولانا سید عروج احمد قادری نے ڈالی تھی۔

۶-بریلوی مکتب فکر:

بیسویں صدی کی حنفی المسلک بریلوی جماعت اپنے رسمی وجود سے لے کر آج تک فروعی وثانوی مسائل میں الجھی ہوئی ہے۔ جن میں سے بعض یہ ہیں: تصور شیخ اور استمداد اہل اللہ مثلاً یا شیخ عبدالقادر شیئاللہ، قیام میلاد اور حضور اکرم ﷺ کی موجودگی کا تصور کرنا۔ تمام رسوم مثلاً فاتحہ خوانی، چہلم، برسی، گیارہویں کی نیاز، عرس وغیرہ۔ احمد رضا خان بریلوی (م ۱۹۲۱ء) کی قیادت میں سخت گیر موقف کا حامل یہ گروہ اپنی جماعت کو چھوڑ کر علماء دیوبند، علماء ندوۃ العلماء، علماء اہل حدیث، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت کو نعوذ باللہ کافر قرار دیتا ہے۔ بیسویں صدی کے اس حنفی المسلک گروہ نے فقہ وفتاویٰ کے لیے ملک گیر سطح پر مدارس، دار الافتاء اور مراکز تربیت قائم کیے ہیں، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، جامعہ شمس العلوم گھوسی، جامعہ رضویہ منظر عام اسلام بریلی، جامعہ رضویہ لائل پور پنجاب (پاکستان)، جامعہ نعیمیہ مرادآباد وغیرہ کو اس مکتب فکر کے اہم علمی

وفکری مراکز کی حیثیت حاصل ہے۔ اس مکتب فکر کو باضابطہ ملک گیر حیثیت انگریزوں کے آخری عہد میں حاصل ہوئی۔ تحریک خلافت ہندوستان کی برطانوی حکومت کی سخت مخالف تھی، لیکن اس کے بالکل برعکس مولانا احمد رضا خان بریلوی (م ۱۹۲۱ء) نے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا۔ بعض مسائل فقیہ میں مولانا احمد رضا خانؒ صاحب کا سخت گیر رویہ ۱۸۹۳ء کے بعد شروع ہوا، جب وہ مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی طلب کردہ ''ندوۃ العلماء'' کی میٹنگ سے ناراض ہوکر چلے آئے۔ انھیں علماء دیوبند سے سخت اختلاف تھا۔ حتیٰ کہ مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسی جلیل القدر ہستیوں کے متعلق انھوں نے قطعی کفر کے فتوے دیے۔ ۴۰

مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ اس مکتب فکر کے امام اعظم وفقیہ زماں تسلیم کیے جاتے ہیں۔ بعد کے دیگر ممتاز علماء میں مفتی امجد علیؒ، مولانا محمد نعیم مرادآبادیؒ، مفتی عبدالمنان اعظمیؒ، مولانا عبدالعزیز مرادآبادیؒ اور مولانا محمد سعید نوریؒ وغیرہ کے اسماء گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ بعض مخصوص معتقدات واعمال کی وجہ سے یہ مکتب فکر اپنے کو دیگر احناف سے ممتاز وبرتر سمجھتا ہے، مثلاً مرحوم بزرگوں سے وسیلہ چاہنا، ان سے دعا کی درخواست کرنا، ایصال ثواب کے لیے شیرینی کی تقسیم کے ساتھ اجتماعی طور پر قرآن خوانی کی تقریب عمل میں لانا، میلاد میں قیام کرنا اور حضور اکرم ﷺ کی موجودگی کا تصور کرنا، نذر و نیاز اور فاتحہ وقل، عرس وقوالی کا اہتمام کرنا، قبروں کو پختہ کرنا، ان کو زینت بخشنا، ان پر چادریں چڑھانا اور تعزیہ داری وغیرہ۔ اس مکتب فکر کے اصحاب قلم علماء نے اپنی فقہی تصنیفات میں ان مسائل پر اظہار خیال کیا ہے، نیز الگ الگ عنوانات کے تحت ان پر کتابیں بھی تصنیف کی ہیں اور ادلۂ شرعیہ سے جواز وعدم جواز پر گفتگو کی ہے۔ اس مسلک کی نمائندہ کتابیں یہ ہیں: فتاویٰ رضویہ، اس کا اصل نام ''العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ'' ہے، یہ بریلی، مبارک پور، بمبئی اور لاہور سے مختلف اوقات میں شائع ہوچکی ہے۔ مولانا احمد رضا کی دوسری اہم تصنیف احکام شریعت ہے۔ مولانا محمد امجد علی کی فتاویٰ امجدیہ

(دو جلدیں) اور بہار شریعت (تین جلدیں) کے علاوہ مولانا خلیل احمد کی سنی بہشتی زیور بھی معروف فقہی دستاویز ہے۔ذیل میں فتاویٰ رضویہ کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے:

فتاویٰ رضویہ کسی ایک دارالافتاء سے صادر ہونے والے فتاویٰ کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ یہ مصنف کے مختلف رسائل کا مجموعہ ہے، جو استفتاء و افتاء کے انداز پر مرتب کی گئی ہے۔مطبوعہ حصوں میں استفتاء کی مجموعی تعداد چار ہزار چار سو چھیانوے (۴۴۹۶) ہے۔بعض مسائل میں امام مالکؒ کی آراء سے استفادہ کیا گیا ہے۔حضرت بریلوی کی تبحر علمی کا اعتراف عبدالحی صاحب نزہۃ الخواطر نے مسلک و مشرب کے اختلاف کے باوجود کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کا علمی استدلال کافی وقیع ہے چنانچہ بے شمار مسائل میں اجلہ فقہاء پر استدراکات پیش فرماتے ہیں مثلاً وضو میں اعضاء کو دھونے کے معاملے میں ان اعضاء پر پانی کا بہنا ضروری ہے یا نہیں۔اس سلسلے میں ابن نجیم، امام نووی اور امام طحاوی سے اختلاف کر کے امام ابوحنیفہؒ کا صحیح نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں۔دوسری اہم بات یہ کہ حضرت بریلوی کے تمام فتاوی میں کلامی رنگ کا غلبہ ہے۔تیسری طرف بے شمار مسائل میں اعلیٰ تحقیقات آپ نے فقہ و فتوی کے ضمن میں پیش فرمائی ہیں ایہ۔اس مجموعہ میں حنفی فقہ کی معتبر کتب حوالوں کے لیے استعمال کی گئی ہیں: مثلاً درمختار، فتح القدیر، فتاویٰ ہندیہ، البحر الرائق، قاضی خان، بدائع الصنائع، کنز العمال، نصب الرایہ، طحاوی اور جامع الرموز وغیرہ۔فتاویٰ رضویہ کی تمام جلدوں میں مسائل درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیے گئے ہیں: عقائد، طہارت، تیمم، وضو، غسل، مساجد، روزہ، جنائز، حج، نکاح، وکالت، حدود، سیر، شکار و ذبیحہ، حظر و اباحت، مکروہات، فرائض و مستحبات، حرام و حلال وغیرہ۔مختلف جلدوں میں فصول و ابواب کی تکرار پائی جاتی ہے۔بہتر ہوتا کہ ایک نوعیت کے تمام مسائل یکجا کسی خاص جلد میں جمع کر دیے جاتے۔اسی طرح اس کمی کا بھی احساس ہوتا ہے کہ اس میں عصر جدید کے نئے مسائل کا ذکر برائے نام ہے۔

۷ - اہل حدیث مکتب فکر:

برصغیر میں اس تحریک کے نقوش، رجحانات اور طرز افتاء واستفتا کی روایت کافی قدیم ہے۔ چنانچہ محققین کا اعتراف ہے کہ اس خطے میں جب قافلہ اسلام داخل ہوا تو تقلیدی رجحان کہیں موجود نہیں تھا تمام کا مرجع قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ ہی تھا۔ المقدسی (م ۳۷۵ھ) نے اقلیم سندھ کی اکثریت کو مسلک اہل حدیث کا پابند پایا تھا[۲]۔ برصغیر میں اس تحریک کی خدمات کا اعتراف متعدد اصحاب علم نے کیا ہے، چنانچہ امام ابن حزم (م ۱۰۶۴ء)، علامہ رشید رضا مصری (م ۱۹۳۵ء) اور علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) نے جابجا اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ ابن حزم کے نزدیک یہ طالبان قرآن وحدیث دراصل علاقے میں ظاہری کے لفظ سے معروف تھے۔ علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں: اس تحریک کا یہ فائدہ ہوا کہ مدتوں کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا اور جو یہ خیال ہوگیا تھا کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے، رفع ہوگیا اور لوگ ازسرنو تحقیق وکاوش کے عادی ہونے لگے۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خو پیدا ہوئی اور قیل وقال کے مکدر گڑھوں کی بجائے ہدایت کے اصلی سرچشمہ مصفا کی طرف واپسی ہوئی[۳]۔

عہد مغلیہ کے زوال کے بعد ہندوستان میں اس تحریک کو آگے بڑھانے میں مدرسہ رحیمیہ نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اگر چہ اس ادارے سے دیگر مسالک بھی اپنا انتساب اسی دعوے کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں اور اپنے دلائل پیش کرتے ہیں چنانچہ مسلک اہل حدیث بنیادی طور پر مدرسہ رحیمیہ کے اصول ومنہاج کا پاسدار ہے، جسے شاہ عبد الرحیم (م ۱۷۱۸ء) نے ۱۷۰۰ء میں دہلی میں قائم کیا تھا۔ مدرسہ کے ہونہار فارغین کی فہرست سے اس کی عظمت نکھر کر سامنے آتی ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ، شاہ عبد العزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبد القادر اور میاں نذیر حسین محدث دہلوی۔ موخر الذکر مولانا نذیر حسین محدث دہلویؒ بہار کے ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے بعد میں دہلی

منتقل ہو گئے۔ آپ کے دادا مجدد الف ثانی اور شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کے استاد و اتالیق تھے۔ مولانا عبدالعزیز کے معاصر تھے۔ ۱۹۰۲ء میں انتقال ہوا۔ یہ عظیم علمی مرکز ۱۸۵۶ء میں ایسٹ انڈیا کی مسلم دشمنی کا شکار ہو کر منہدم کر دیا گیا۔

تحریک اہل حدیث نے ۱۸۳۱ء کے زمانے میں ایک آزاد مسلک کی حیثیت اختیار کی۔ ویسے اس سے قبل یہ گروہ وہابی کے لفظ کے ساتھ متعارف تھا جس کا مفہوم حکومت کی فائلوں میں غدار وطن تھا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی (م ۱۹۱۹ء) کی خصوصی محنت سے حکومتی ریکارڈ میں وہابی کی جگہ اہل حدیث کا لفظ داخل کرلیا گیا، چنانچہ اس تحریک کی تبلیغ و اشاعت میں موصوف گرامی کی خدمات کو تحسین کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے ۴۴۔

قرآن و حدیث سے براہ راست اخذ و استفادہ کی فضا اس مسلک کے اندر موجود ہے اور تقلید سے بعد و نفور کی بات کہی جاتی ہے حالانکہ دیگر مسالک کی مانند اس تحریک کو مسلک اسی لیے کہا جانے لگا کہ تقلید کی فضا یہاں بھی گرم ہے۔ فقہ و فتاوی میں بالعموم امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، ابن حجر عسقلانی اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے آراء و فتاوی سے بھرپور استفادے کا مزاج و رجحان پایا جاتا ہے۔ اس مسلک کے شیدائیوں نے اپنے مسلک کی اشاعت کی غرض سے تعلیم و تربیت کے مراکز قائم کر لیے ہیں اور مدارس کا جال ملک گیر سطح پر پھیل چکا ہے۔ جامعہ سلفیہ بنارس اور دارالحدیث مئوناتھ بھنجن، دو عظیم و قدیم ادارے عصر جدید میں اس فکر و منہاج کے نقیب تصور کیے جاتے ہیں ۴۵۔

اہل حدیث کے اصول فتاوی:

اس مسلک میں احادیث و آثار سے استدلال کرتے وقت ٹھیک اور صحیح احادیث کے حوالوں کا التزام نسبتاً زیادہ ہے۔ نیز فتوی دیتے وقت دوسرے مسالک کی فقہی کتابوں کے حوالے بھی جا بجا دیے جاتے ہیں، چنانچہ مخصوص فقہی مذاہب کے بجائے تقابلی مطالعہ کی فضا یہاں

پائی جاتی ہے، جسے فقہ حدیث کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ وہ مستفتی سے پوچھ لیتے تھے کہ وہ کس فقہی مسلک سے تعلق رکھتا ہے پھر وہ اس کے مسلک کے مطابق فتوی دیتے تھے۶۴۔

اس مسلک میں دوسرا امتداول طریقہ یہ ہے کہ وہ پوچھے جانے والے مسئلے میں قرآن وحدیث کا حوالہ دیتے ہیں۔ ائمہ فقہ سے وہ کم رجوع کرتے ہیں بلکہ بعض تو کرتے ہی نہیں۔ ان کا ارشاد یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا حوالہ دے دیا ہے اب کسی دوسرے حوالے کی احتیاج باقی نہیں رہی۔

اس مسلک میں تیسرا طرز مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ہے۔ آپ کے زمانے میں عیسائیت، آریہ سماج، سناتن دھرم وغیرہ کے لوگ اسلام اور مسلمانوں کے عقائد پر حملے کررہے تھے۔ قادیانیت کا فتنہ بھی زوروں پر تھا اس لیے مولانا کا انداز مناظرانہ اور دفاعی ہوگیا۔ مسلمانوں کے فروعی مسائل کا مقابلہ بھی کامیابی سے مولانا نے کیا۔ ان کا انداز مناظرہ تہذیب و شائستگی کے دائرے میں تھا۔ فتوی نویسی کا سلسلہ انھوں نے اپنے اخبار ہفت روزہ اہل حدیث میں شروع کیا اور ۱۹/فروری ۱۹۰۴ء کے شمارے سے فتوی نویسی کا آغاز کیا گیا۔ فتاوی ثنائیہ چوالیس سالہ مصروفیات کا بیش قیمت علمی سرمایہ ہے۔ وہ مختصر الفاظ کا استعمال فرماتے، طویل جوابات بشکل مقالہ سے احتراز کرتے۔ اپنی رائے پر اصرار نہیں کرتے۔ منکسرانہ جواب دیتے۔ البتہ طنز ومزاح سے فقہی خشکی کو کم کرنے کا اہتمام بھی فرماتے۔ دوسری طرف عصر جدید کے بے شمار مسائل ومشکلات کی عقدہ کشائی بھی آپ کے یہاں ملتی ہے۔ فتاوی ثنائیہ سے ایک فہرست پیش کی جاتی ہے: ہندوستانی ہندو مسلمانوں کے لیے معاہد ہیں، ہندو رئیسوں سے دوستی جائز ہے، مہاتما گاندھی کو سلام وآداب پیش کرنے کا مسئلہ، لاؤڈ اسپیکر جمعہ کے لیے ضروری ہے۔ عشر و زکوۃ کے ذریعہ اسلامی لٹریچر کی تقسیم، مسلمان نوجوان کا نکاح عیسائی لڑکی کے ساتھ، تین طلاق

کا مسئلہ، خط اور ٹیلی گرام کے ذریعہ نکاح، برتھ کنٹرول، ہندوستان دار الحرب نہیں ہے۔ پگڑی کا مسئلہ، پیشۂ وکالت وغیرہ کے ہیں۔ اس مسلک کی بعض دیگر کتب فتاویٰ کے نام یہ ہیں: فتاویٰ محمد سعید (م ۱۹۰۴ء)، فتاویٰ شمس الحق خیر آبادی (م ۱۹۱۱ء)، فتاویٰ علماء کرام در بارہ تقرر امام از محمد عبد الرحمٰن جھنگوی، فتاویٰ اہل حدیث از حافظ عبد اللہ روپڑی (م ۱۹۶۴ء)، فتاویٰ سلفیہ از محمد اسمٰعیل سلفی (م ۱۹۶۸ء)، فتاویٰ برکاتیہ از ابو البرکات احمد بن اسمٰعیل (م ۱۹۹۱ء)۔

۸ - اہل تشیع او رفقہ:

شمالی ہندوستان میں مرشد آباد، عظیم آباد، لکھنؤ، رامپور اور علی گڑھ کے نوابوں اور رئیسوں کی سرپرستی میں پروان چڑھنے والی اس جماعت کو سید دلدار علی نے فعال و متحرک بنایا، جنھوں نے اساس الاصول اور مرأۃ العقول اور دیگر تصنیفات کے ذریعہ اس جماعت کے علوم فقہ واصول کی وضاحت کی۔ نوآبادیاتی دور میں اہل تشیع کی فقہ کی وضاحت کے سلسلہ میں ہندوستانی عدالتوں نے سید دلدار علی کی خدمات حاصل کیں۔ اس مسلک کے دوسرے فقیہ سید محمد باقر رضوی ہیں جنھوں نے مذہب اثنا عشری کی درسی ضرورت کے پیش نگاہ عربی تصنیف روائع الاحکام کا اردو سلیس ترجمہ بعنوان "شرائع الاسلام" (تین جلدیں) تحریر کی۔ یہ کتاب مطبع دبدبہ، لکھنؤ سے ۱۸۹۵ء میں شائع ہوچکی ہے۔ کتاب مذکور کی طباعت نظام الملک آصفجاہ اور میر رستم علی کے مالی و انتظامی تعاون کی وجہ سے ہوسکی۔ یہ کتاب فقہ کی جملہ جہات کو سموئے ہوئے ہے۔ مثلاً صید، ذبائح، غصب، شفعہ، احیاء الاموات، تجارت، رہن، ضمان، صلح، شرکت، مضاربت، مزارعہ و مساقات، ودیعہ، عاریہ، اجارہ، وقوف وصدقات، سکنی، وصایا، نکاح، طلاق، خلع، ظہار، لعان، عتق، تدبیر، ایمان ونذر۔ بعض دیگر کتب یہ ہیں: حدائق الاسلام از نیاز حسین، تحفۂ عوام از حاجی حسن علی، لسان المتقین از کفایت حسین، زاد الصالحین از سید محمد تقی اور دینیات کی پہلی کتاب از سید فرمان علی، مبارک پور (اعظم گڑھ)۔

خلاصۂ بحث:

ہندوستان کے مدارس دینیہ اور مختلف دبستان علم وفضل کی گوناگوں فقہی سرگرمیوں کے اس سرسری جائزہ سے یہ بات بخوبی عیاں ہوجاتی ہے کہ فقہ اور متعلقات فقہ کو اردو زبان کا جامہ پہنانے میں ان کا کردار کلیدی رہا ہے۔مزید برآں یہ بات بھی تسلیم کی جانی چاہیے کہ اردو زبان کی ترویج واشاعت میں گذشتہ دوصدیوں کی فقہی تصنیفات نے قابل فخر کارنامہ انجام دیا ہے۔ البتہ اس تلخ حقیقت کا اعتراف بھی ضروری ہے کہ فقہاء، مفتیان اور قضاۃ کی تربیت وتیاری نیز مخصوص عباداتی اور فروعی مسائل پر تصنیف وتالیف اور مختلف مسالک پر مبنی فتاویٰ کی کثرت سے عصر جدید کے تقاضوں سے نبرد آزمائی ممکن نہیں ہے۔آج بنیادی طور پر، موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلکی، گروہی اور جماعتی تعصبات کے تنگ دائروں سے بالاتر ہوکر اور قدیم طرز فکر کو چھوڑ کر عصر جدید کے مسائل اور تقاضوں کا ادراک کریں۔نیز شروح وحواشی پر انحصار کرنے کے بجائے بنیادی مآخذ شریعت کی طرف مراجعت کی جائے، تاکہ اجتماعی اجتہاد کی فضا ہموار ہوسکے اور آج کے زمینی مسائل کا حل تلاش کرنے میں آسانی ہوسکے۔

حواشی ومراجع:

1. Narendra Nath Law, Promotion of Leaming in India During Mohammadan Rule, London, 1916, p.19
2. خیر المجالس، مرتبہ خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، ۱۹۵۹ء، ص ۱۲، ۳۴
3. فقیر محمد جہلمی، الحدائق الحنفیہ، نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۰۶ء، ص: ۳۰۵، ۳۰۶، خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۵۸، ص ۳۸۹
4. Elliot & Dowson, History of India as told by its own Historians, London, 1867, vol.III, p.576
5. عبدالرشید (مرتب) فتوحات فیروزشاہی، مطبوعہ علی گڑھ، غیر مورخہ، ص ۱۶

٦ محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ، تاریخ فرشتہ (انگریزی ترجمہ) مطبع نول کشور، ۱۲۸۱ھ، ج اول، ص:
۳۴۸،۳۵۲،۳۶۲

۷ پروفیسر اکبر رحمانی، خاندیش میں مسلمانوں کی تعلیم، ماہنامہ تہذیب الاخلاق، علی گڑھ، جولائی
۱۹۹۴ء، ص:۲۹-۳۱

۸ مولانا ابوالحسنات ندوی، ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں، مطبع معارف، دارالمصنفین اعظم گڑھ، ۱۹۷۱ء کے مختلف ابواب، نیز دیکھیے: ضیاء الدین اے ڈیسائی: Centres of Islamic Learning in India, Publication Division. Ministry of Information & Broadcasting, Govt.of India, Patiala House, N.Delhi, 1978 کے مختلف ابواب۔

۹ حوالۂ سابق

۱۰ ڈبلیو، ڈبلیو، ہنٹر، ہمارے ہندوستانی مسلمان، ترجمہ صادق حسین، اقبال اکیڈمی، لاہور، ۱۹۴۴ء،
ص ۱۸۴-۱۸۶

۱۱ رفیق زکریا، ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کا عروج و زوال، ترقی اردو بیورو، دہلی ۱۹۸۵ء،
ص ۴۱

۱۲ یہاں شمالی ہند کے علمی مراکز و مدارس کا ذکر ہے۔ جنوبی ہند کے مدارس اور ان کی علمی خدمات کی تفصیل کے لیے ایک الگ مضمون کی ضرورت ہے۔

۱۳ قاری محمد طیب، دارالعلوم کی صد سالہ زندگی، دیو بند، ۱۹۶۵ء، ص ۱۶

۱۴ دارالعلوم کی صد سالہ زندگی، بحوالہ بالا، ص ۳۶ تا ۳۹

۱۵ سید محبوب رضوی، تاریخ دیو بند، مطبوعہ اشوک پریس، دہلی، ۱۳۱۲ھ، ص ۱۳۱-۱۳۲، قاری محمد طیب کی مذکورہ کتاب میں ۱۹۷۴ء تک کے افتاء کا مکمل ریکارڈ ملتا ہے۔ بعد کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے دارالافتاء کے رجسٹر کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ مزید دیکھیے ڈاکٹر شمس تبریز کا مقالہ بعنوان ''فتاویٰ دارالعلوم—ایک مستند فقہی مجموعہ''، سہ ماہی فکر اسلامی بستی، جولائی ۱۹۹۹ء تا جون ۲۰۰۰ء کا معاصر فقہ اسلامی نمبر، ص ۲۰۶

۱۶؎ منتخبات نظام الفتاویٰ، قاضی پبلشرز، دہلی، ۱۹۹۷ء، دوم، ص ۱۰۴

۱۷؎ منتخبات نظام الفتاویٰ، اصلاحی کتب خانہ، دیوبند، ۱۳۹۹ھ، اول، ص۱۸۵

۱۸؎ مولانا عطاء الرحمٰن، دارالعلوم کی فقہی خدمات، ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند، مئی / جون ۱۹۹۷ء

۱۹؎ محمد زکریا کاندھلوی، تاریخ مظاہر، کتب خانہ اشاعت العلوم، سہارن پور، ۱۳۹۲ھ، جلد اول، ص ۱۴، نیز دیکھیے سہ ماہی فکر اسلامی بستی، معاصر فقہ اسلامی نمبر، ص ۲۱۴، بعنوان: فتاویٰ مظاہر علوم ایک تعارف از مولانا عبدالقدوس رومی

۲۰؎ تاریخ مظاہر، ص۲۷، ۷۵، ۷۷، ۸۰ تا ۸۱، ۹۳ تا ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۱۰

۲۱؎ سید محمد شاہد مظاہری، علماء مظاہر علوم سہارن پور اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارن پور، ۱۹۸۳ء، جلد اول، ص ۳۴۰

۲۲؎ علماء مظاہر علوم اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات، محولہ بالا، جلد اول، ص ۳۴۰

۲۳؎ محولہ بالا، ص ۳۴۰ تا ۳۴۳

۲۴؎ ملاحظہ ہو مولانا عبدالقدوس رومی کا مقالہ بعنوان "فتاویٰ مظاہر علوم – ایک تعارف" سہ ماہی فکر اسلامی بستی، معاصر فقہ اسلامی نمبر، ص ۲۱۵

۲۵؎ علماء مظاہر علوم اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات، محولہ بالا، ص ۳۴۰ تا ۳۴۲

۲۶؎ شمس تبریز خان، تاریخ ندوۃ العلماء، دفتر نظامت ندوۃ العلماء، لکھنؤ، ۱۹۸۴ء، جلد دوم، پیش لفظ

۲۷؎ محمد اسحاق سندیلوی، اسلام کا سیاسی نظام، پیش لفظ از عبدالماجد دریابادی، مطبع معارف، اعظم گڑھ، ۱۹۵۷ء

۲۸؎ تاریخ ندوۃ العلماء، جلد اول، ص ۱۲۷

۲۹؎ حوالہ بالا، ص ۲۲۱

۳۰؎ عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی، مختصر حیات حمید، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۹۷۱ء باب اول

۳۱؎ دستور جامعۃ الفلاح، شعبۂ نشر و اشاعت، جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ، ۱۹۹۵ء

۳۲؎ دارالعلوم کی صد سالہ زندگی، محولہ بالا، ص ۵۸

۳۳؎ شمس تبریز، صدر یار جنگ، مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، ۱۹۲۷ء ص ۱۶۷

۳۴؎ قواعد وقوانین ٹرسٹیان، مسلمانان علی گڑھ، مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ، ۱۹۲۰ء ص ۳۳

۳۵؎ الطاف حسین حالی، حیات جاوید، لاہور اکیڈمی پنجاب، ۱۹۵۷ء، ص ۳۷۸

۳۶؎ مولانا سعید احمد اکبرآبادی اپنی زندگی کے ایک بڑے حصہ میں ندوۃ المصنفین دہلی سے وابستہ رہے اور کئی کتابیں دہلی میں رہتے ہوئے تالیف کیں۔ چوں کہ اس مقالہ میں تمام اداروں کا احاطہ ممکن نہیں اس لیے مولانا کی تمام فقہی تالیفات کا یکجا طور پر ذکر کردیا گیا ہے۔

۳۷؎ عبدالصمد رحمانی، تاریخ امارت، مراد پور پٹنہ، ۱۹۴۳ء، باب اول

۳۸؎ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مجلہ فقہ اسلامی، جلد اول، خطبۂ استقبالیہ، اسلامک فقہ اکیڈمی، دہلی ۱۹۸۸ء، نیز دیکھیے مولانا عتیق احمد قاسمی کا مقالہ بعنوان '' فقہ اکیڈمی انڈیا: پس منظر، مقاصد، خدمات'' شائع شدہ سہ ماہی فکر اسلامی بستی، معاصر فقہ اسلامی نمبر، ص ۳۵۷

۳۹؎ ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی فقہی خدمات کے تعارف کے لیے ملاحظہ کیجیے: محمد رضی الاسلام ندوی کا مقالہ بعنوان '' ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی فقہی خدمات'' شائع شدہ سہ ماہی فکر اسلامی بستی، معاصر فقہ اسلامی نمبر، ص ۳۸۷-۳۹۹

۴۰؎ رضا خانی مکتب فکر کے عقائد، فکری اساس اور رجحانات کے لیے ملاحظہ کریں: محمد عبدالرشید ندوی، ہندوپاک کے فقہی مکاتب فکر اور اسلامی فرقے، لکھنؤ، ۱۹۹۲ء، ص ۸-۱۲؛ محمد اکرام، موج کوثر، ادبی دنیا، دہلی، غیر مورخہ، ص ۷۰-۷۱۔ نیز دیکھیے: جمیل احمد نذیری، رضا خانیت کا تنقیدی جائزہ، مکتبہ صداقت، مبارک پور، ۱۹۸۶ء کے مختلف ابواب۔

۴۱؎ عبدالحئی، نزہۃ الخواطر، ج ۸، دائرۂ عثمانیہ، حیدرآباد ۱۹۸۱ء، ص ۴۲، نیز دیکھیے، مولانا اختر شاہجہاں پوری، اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، عالمین پریس، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۱۳۸

۴۲؎ مقدسی ابوعبداللہ، احسن التقاسیم، ای۔ جے۔ بریل، لیڈن، ۱۹۰۶ء، ص ۴۷۹

۴۳؎ ابن حزم، جوامع السیرۃ، دارالمعارف، بیروت، بدون تاریخ، ص ۳۵۰، عبدالباقی محمد فواد، مفتاح الکنوز السنۃ، المکتبۃ الامدادیہ، مکہ مکرمہ، بدون تاریخ، مقدمہ ص ق، نوشہروی ابویحییٰ امام خان، تراجم علماء حدیث، مرکزی جمعیۃ طلبہ اہل حدیث، لائل پور، طبع سوم، ۱۳۹۰ھ، ص ۳۳، مقدمہ از سلیمان ندوی

۴؎ ابو یحییٰ امام خان نوشہروی کی کتاب تراجم علماء حدیث، برقی پریس، دہلی، ج ۱، اور قاضی مظفر حسین مظفر پوری کی الحیاۃ بعد المماۃ۔ نیز دیکھیے: مسعود عالم ندوی، ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، حیدر آباد دکن، ۱۳۱۷ھ، ص ۲۹ مزید دیکھیے محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء بحولہ بالا، ص ۶۵

۵؎ عزیز الرحمن سلفی، جماعت اہل حدیث کی تدریسی خدمات، ادارہ بحوث الاسلامیہ والدعوۃ والافتاء، بنارس، ۱۹۸۴ء کے مختلف ابواب ملاحظہ فرمائیں

۶؎ مولانا فضل حسین بہاری، سوانح حضرت میاں صاحب، ''الحیات بعد المماۃ''، کراچی، ۱۹۵۹ء، ص ۳۷۴

۷؎ محمد اسحٰق بھٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور ان کا طریقہ فتویٰ نویسی، پیش کردہ عالمی سیمینار، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، بحولہ بالا، نیز تفصیلی مطالعہ کے لیے دیکھیے: فضل الرحمن بن میاں محمد، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، دار الدعوۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۲۱۲، اخبار اہل حدیث، امرتسر، ۱۳/مئی، ۱۹۰۴ء، ۱۲/جنوری ۱۹۰۶ء، فتاویٰ ثنائیہ، مرتبہ مولانا داؤد راز، ادارہ ترجمان السنہ، لاہور، ۱۹۷۲ء، جلد اول، ص ۱۹۵، ۳۷۸، ۵۸۷، ۲۱۷، جلد دوم، ص ۱۳۲، ۱۹۷، ۲۳۹، ۳۱۵، ۳۶۰، ۴۰۵، ۴۳۷، ۴۳۹، ۴۵۶، ۴۶۹، ۴۷۳

باب پنجم

چند اہم مطبوعہ فقہی کتابوں کا تجزیاتی وتنقیدی مطالعہ

عمومی نوعیت کی فقہی کتابیں

۱-احسن المسائل، محمد احسن صدیقی نانوتوی (م ۲۰۰۲ء)، صفحات: ۲۷۴

ابوبکرنسفی کی عربی تصنیف کنز الدقائق کا یہ اردو ترجمہ ہے، شاہ ولی اللہؒ کے برادر اہل اللہ نے اس کتاب کو فارسی زبان میں منتقل کیا تھا، کنز الدقائق فقہ حنفی کی معروف کتاب ہے جو عموماً مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے، اس کتاب کے مشتملات کا خاکہ یہ ہے:

اوقاف، گارجین شپ، قرض کی منتقلی، عدالتی نظام، گواہی کی دستاویز، غلاموں کی آزادی، شوہر کی غیبوبت، تجارت میں حصہ داری، غصب، زراعت، جانور کا ذبیحہ، مشروبات، شکار، رہن، ہرجانہ وتاوان، وصیت اور وراثت۔

مذکورہ عنوانات کا احاطہ تفصیل سے کیا گیا ہے، فقہی اصطلاحات کی الگ سے وضاحت کردی گئی ہے، مترجم نے سلیقہ سے فقہ حنفی کی اس قدیم کتاب کو اردو خواں حضرات کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

۲- احکام اسلام عقل کی روشنی میں، اشرف علی بن عبدالحق تھانوی (م ۱۹۴۳ء)، صفحات: ۴۱۰

ہندوستان کے معروف صوفی اور فقیہ کے قلم سے اسلامی احکام کی اہمیت کو عقلی بنیادوں پر ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ کتاب حضرت شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ کی یاد تازہ کرتی

ہے جس نے اسرار ورموز شریعت کو واضح کر کے ایک بڑی خدمت انجام دی ہے۔حضرت تھانوی کا انداز بیان سہل اور سادہ ہے۔ انھوں نے عبادات کے علاوہ سماجی، معاشی اور دیگر امور میں اسلامی شریعت کے احکام کی معنویت اور معقولیت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔اس طرح اس کتاب کے ذریعہ عقل اور نقل کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی گئی ہے۔اسرار شریعت کی عقدہ کشائی کے ذریعہ مصنف گرامی کی اجتہادی صلاحیت خود بخود آشکارا ہو جاتی ہے، عام کتب فقہ کے طرز پر اس کتاب کے متن کو ترتیب دیا گیا ہے۔اس کتاب کے تین اجزاء ہیں، جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

جزء اول: طہارت، نماز، زکوٰۃ

جزء دوم: روزہ، حج اور نکاح

جزء سوم: تجارتی معاملات، مشروبات و ماکولات، جانور کا ذبیحہ، جرائم، سزائیں اور میراث۔

۳- اسلامی فقہ، مجیب اللہ ندوی (م ۲۰۰۶ء) جلدیں: تین، صفحات: ۱۶۰۷

اردو زبان میں یہ ایک جامع فقہی کتاب ہے، ماہنامہ الرشاد کے سوال وجواب کے علاوہ مزید اضافوں کے ساتھ فقہی مسائل کو تین جلدوں میں جمع کر دیا گیا ہے، صاحب کتاب عصر جدید کے صاحب سیف وقلم کے عالم دین تھے، آپ کی فقہی بصیرت اس کتاب کے فٹ نوٹس سے ظاہر ہوتی ہے جن میں آپ نے احناف کے علاوہ دیگر فقہاء کی آراء سے استفادہ کیا ہے اور اس کی وضاحت کر دی ہے، 'اسلامی فقہ' ماضی کا آئینہ ہونے کے ساتھ ساتھ جدید مسائل کا خوبصورت مرقع بھی ہے، حضرت ندوی نے علماء احناف کی آراء نقل کرنے کے ساتھ قرآن وسنت سے جا بجا استشہاد کیا ہے، اس کتاب کی جلد اول عقائد وعبادات کے تفصیلی مباحث پر مشتمل ہے جب کہ جلد دوم میں معاشرت ومعاملات کے ممکنہ گوشوں کا احاطہ کیا ہے، جلد سوم میں

حدود وتعزیرات اور بین الاقوامی مسائل پر اظہار خیال کیا گیا ہے، مجموعی طور پر ان تینوں جلدوں میں تقریباً دو ہزار سے زائد مسائل زیر غور آئے ہیں، کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب تک نصف درجن سے زائد بار یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

۴- اسلامی فقہ، منہاج الدین مینائی، صفحات: ۶۸۷

تین جلدوں میں محصور، 'اسلامی فقہ' عمومی مسائل کا احاطہ کرنے والی کتاب ہے۔ مؤلف نے ہر مسئلہ میں قرآن وسنت سے حوالے پیش کیے ہیں۔ اہم فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ جزوی مسائل کا بھی اس کتاب میں احاطہ کیا گیا ہے، کتاب کے خاص مباحث یہ ہیں:

عبادات کے ضمن میں طہارت، نماز، روزہ، حج اور قربانی - معاشرت کے ضمن میں نکاح، رضاعت، طلاق، عدت اور وصیت کا ذکر - معاملات کے ضمن میں تجارت، مضاربت، شرکت، قرض، کفالت، حوالہ، رہن، امانت، عاریت، اجارہ، زراعت، ملکیت، شفعہ، غصب، وکالت، وقف و وصیت پر مبسوط گفتگو کی گئی ہے۔ دیباچہ سے قبل مولانا فاروق خان کے قلم سے ایک تفصیلی پیش لفظ ہے جس میں فقہ کی تعریف اور اس کی تدوین کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ فقہی کتابوں کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات اور احادیث سے بھرپور استشہاد کیا گیا ہے۔

۵- بہشتی زیور، اشرف علی تھانوی، صفحات: ۹۳۶

فقہ کی اس کتاب کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ ہندوستان کی مسلمان خواتین کی شرعی رہنمائی کی خاطر مدون ہونے والی یہ تصنیف اب تک کی آخری کتاب ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ جہاں شریعت کے اہم مسائل سے خواتین کو روشناس کرایا گیا وہیں ان کے اندر اردو زبان کے ذریعہ اسلامی ذوق بھی پروان چڑھا۔ اس کتاب کے محتویات بنیادی اور جزوی مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں انگریزی عہد میں وقوع پذیر ہونے والے بے شمار مسائل بھی

زیر بحث آئے ہیں اور ان میں شریعت کی رہنمائی بہم پہنچائی گئی ہے۔فقہ حنفی کے مطابق کتاب تیار کی گئی ہے لیکن جدید مسائل میں مصنف کا اجتہادی ذوق بھی نظر آتا ہے اور وہ دیگر فقہاء سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔پوری کتاب بارہ اجزاء پر مشتمل ہے اور ہر جز میں متعدد فصلیں قائم کی گئی ہیں۔اس کتاب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

اسلام کے چار ارکان، نماز با جماعت، نکاح وطلاق، خلع وفسخ، مہر ونفقہ، ولایت وسرپرستی، قربانی، جانور کا ذبیحہ، امامت اور سماجی معاملات۔

اس کتاب میں عصری مسائل بھی زیر بحث لائے گئے ہیں۔

۶- تبصرۃ المتعلمین، مترجم: سید منظور محسن رضوی، صفحات: ۳۲۸

علامہ حلی کی عربی کتاب اسی عنوان سے علمی دنیا میں معروف ومتداول ہے۔علامہ حلی حکمت اور بصیرت کے گنجینوں سے مالا مال ہیں، شیعہ علماء میں آپ کو قدر ومنزلت حاصل ہے۔ اس کتاب میں فقہی مسائل کو اسی مذہب کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔انداز گفتگو سہل، آسان اور علمی ہے۔ اس کے مندرجات میں عبادات، سماجی قوانین اور معاشی اصول و مباحث شامل ہیں۔

۷- حقیقۃ الفقہ، محمد یوسف، صفحات: ۲۱۷

فقہ واصول فقہ سے تفصیلی بحث کرنے والی یہ کتاب عہد برطانیہ میں تالیف کی گئی تھی۔ تقلید، اجتہاد اور تدوین فقہ جیسے مباحث پر گفتگو کے درمیان صاحب کتاب فقہاء اربعہ کی آراء سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔تقلیدی رجحان کے دوش بدوش وہ یہ تاثر بھی دیتے ہیں کہ فقہاء اربعہ نے بعد کے ادوار میں اجتہاد کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ایک اہم بحث اس کتاب میں امام ابوحنیفہ اور حدیث سے استناد پر مبنی ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ امام اعظم

احادیث رسول ﷺ کے پارکھ تھے، اپنی فقہی بصیرت میں انھوں نے احادیث اور ان کی روح کی بھرپور رعایت کی ہے۔

اس کتاب میں جن اہم فقہی مباحث سے خوشہ چینی کی گئی ہے وہ یہ ہیں:

طہارت، عبادات و نماز، خاندانی قوانین، بین الاقوامی اور عدالتی نظام

۸ - روائع الاحکام: (شیعی فقہ) صادق بن سید محمد (مترجم)، صفحات: ۷۸۸

عبدالغنی بن ابی طالب کی فارسی کتاب "روائع الاحکام" کا یہ اردو ترجمہ ہے، خود عبدالغنی نے اس کو عبدالقاسم جعفری بن الحسن کی عربی کتاب: شرائع الاسلام سے فارسی میں منتقل کیا تھا، اس طرح یہ ترجمہ در ترجمہ کا مصداق و عملی نمونہ ہے، اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ فقہی مباحث کو شیعی نقطہ نظر سے واضح کیا گیا ہے۔ اس میں عربی کی فقہی کتابوں کو بطور حوالہ پیش کیا گیا ہے اور جگہ جگہ تشریحی نوٹس کے ذریعہ مشکل گرہوں کو کھولنے کی کوشش کی گئی ہے، دو جلدوں پر مبنی اس کتاب کی تفصیلات کا اختصار یہ ذیل میں یوں ہو سکتا ہے:

جلد اول: شکار، جانور کا ذبیحہ، حدود اور قصاص

جلد دوم: تجارتی معاملات، سرقہ، حصص، تجارت میں پارٹنر شپ، زراعت، پانی کی سپلائی، باغبانی، بینک میں رقم کو جمع کرنا، کرایہ، تحفہ، وصیت، شادی بیاہ۔

۹ - رسالہ طعام اہل کتاب، سرسید احمد خاں (م ۱۸۹۸ء)، صفحات: ۷۱

سرسید احمد خان کا یہ فقہی رسالہ ان کے تجدد پسندانہ خیالات کا آئینہ دار ہے۔ یہود و نصاریٰ کے سلسلہ میں فقہاء اہل سنت والجماعت نے اپنی تصنیفات میں جن اصولی و فروعی مباحث کا اظہار کیا ہے سید والا گہر نے نفس مسئلہ زیر بحث کے ضمن میں جابجا اسلاف سے اختلاف کیا ہے اور اپنے موقف کی تائید میں اجتہاد سے کام لیتے ہوئے جابجا ٹھوکریں کھائی

ہیں۔ معاصر علماء نے موصوف گرامی کے اس کتابچے پر ان کی انفرادیت کے سلسلہ میں سخت نکتہ چینی کی ہے۔

اس رسالہ کی تصنیف کا بنیادی مقصد عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو پاٹنا تھا، کتاب اردو ادب عالیہ میں پیش کی گئی ہے، عربی و فارسی کی آمیزش سے اردو زبان بارونق ہوگئی ہے۔ مصنف نے قرآن کریم، صحاح ستہ اور شاہ عبدالعزیز سے استفادہ کیا ہے اور جابجا حوالے پیش کیے ہیں۔ معترضین کے اشکالات کو ''الشبہ'' کے ذیلی عنوان میں ظاہر کیا ہے جن کی کل تعداد نو (۹) ہے۔ اس رسالہ میں عیسائیوں کے ہر طرح کے ذبیحہ کے جواز، ان کے ساتھ مواکلت، مجانست اور الفت ومحبت قائم کرنے کو شرعی بنیادوں پر ثابت کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کا بھرپور عالمانہ جواب ان کے ہم عصر مولوی امداد علی نے ''امداد الاحتساب علی المد آمنین فی طعام اہل کتاب'' نامی کتاب میں دیا ہے۔

۱۰- شافعی فقہ، محمد ایوب ندوی، صفحات: ۴۳۸

برصغیر کے مخصوص فقہی پس منظر میں اردو، عربی اور فارسی زبانوں میں جو سرمایہ پایا جاتا ہے وہ اس اعتبار سے یک رخا ہے کہ فقہ حنفی کے علاوہ دیگر بانیان مذاہب کی آراء کو یکجا کرنے کا برائے نام اہتمام کیا گیا ہے۔ فاضل مصنف قابل مبارک باد ہیں کہ شمالی ہندوستان کے ادب عالیہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی فقہ کا بھرپور تعارف اپنی اس کتاب میں کرانے کی سعادت حاصل کرلی۔ یہ کتاب ایک ریڈر کے طور پر تیار کی گئی ہے، اس لیے اس میں وہ کشادگی اور جامعیت نہیں آسکی ہے جس کا تقاضہ عنوان کررہا ہے۔ دو جلدوں پر مشتمل یہ کتاب جن مضامین کا احاطہ کرتی ہے وہ ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر فقہی مسائل

۱۱ – علم الفقہ، عبدالشکور

فقہ حنفی کے موافق تالیف کی جانے والی یہ کتاب ان مقبول کتابوں میں شمار کی جاتی ہے جس نے معروف فقہی مسائل کو خوبصورت اردو زبان کا جامہ پہنادیا ہے۔ اس کتاب میں خاص طور پر عبادات، سماجیات اور اقتصادیات سے متعلق عمومی اور روزمرہ کے مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ مشکل الفاظ واصطلاحات اور مباحث کو فٹ نوٹس میں حل کردیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اہم مسائل میں فقہاء اربعہ کی آراء کا اظہار بھی کردیا گیا ہے۔ اس طرح فقہ مقارن یعنی چاروں فقہاء کی آراء کا مطالعہ بھی ایک ہی جگہ ہوجاتا ہے۔ کتاب میں جن حنفی کتب فقہ کو بطور حوالہ پیش کیا گیا ہے، ان میں الدرالمختار اور فتاوی قاضی خان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۲ – عین الہدایہ، مترجم: سید امیر علی ملیح آبادی (م ۱۹۲۸ء)، صفحات: ۳۰۳۷

برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی کی الہدایہ نے احناف کی فقہی دنیا میں دھوم مچارکھی ہے۔ چنانچہ پوری دنیا کے حنفی مدارس میں فقہ کا کوئی نصاب ایسا نہیں ملتا جس میں الہدایہ کو شامل نہ کیا گیا ہو، علامہ مرغینانی اور امام اعظم دونوں کو اس کتاب کے ذریعہ علمی دوام حاصل ہوچکا ہے، سید امیر کی علمی شوکت ان کی بنیادی کتابوں کے علاوہ ترجموں میں بھی نظر آتی ہے، سید امیر علی ملیح آبادی نے اس ترجمہ میں ان احادیث کی خوبصورت توضیح کی ہے جو جابجا ہدایہ کے صفحات میں بکھری ہوئی ہیں، ان احادیث کی تخریج، اقسام اور دیگر تصنیفات کا علم ہمیں اس ترجمہ سے حاصل ہوجاتا ہے۔

ہدایہ جیسا کہ معلوم ہے، شرعی مسائل کا بھرپور تعارف کرانے والی کتاب ہے، فقہ کی حقیقی تعریف متعین کرنے میں اس کتاب کے ذریعہ آسانی ہوتی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ زندگی

کے جملہ مسائل میں شریعت کی رہنمائی کا نام علم فقہ ہے، ان مسائل کے اظہار میں صاحب ہدایہ نے حنفی علماء کی آراء کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ راجح اور مرجوح نیز مفتی بہ مسائل کی بھی نشان دہی فرمادی ہے۔ ہدایہ اولین اور ہدایہ اخیرین کو سید امیر علی نے چار مختلف جلدوں میں سمونے کی کوشش کی ہے جس کی اجمالی تصویر کا خاکہ کچھ یوں کھینچا جاسکتا ہے:

جلد اول: طہارت اور نماز

جلد دوم: فیملی لاء، تعزیری قوانین، بین الاقوامی قوانین، اوقاف

جلد سوم: تجارتی سرگرمیاں اور معاشی معاملات، عدالتی نظام (قضاء)

جلد چہارم: شفعہ، رہن، مباحات ومکروہات

۱۴۳ - غایۃ الاوطار، مترجم: خرم علی بلہوری (م ۱۸۵۶ء) صفحات: ۶۲۴

علاء الدین حصکفی مسلم دنیا کے معروف حنفی فقیہ گذرے ہیں۔ ان کی الدر المختار کو اسی طرح شہرت و دوام حاصل ہوئی جس طرح ابو الحسن مرغینانی کی الہدایہ کو علمی مقام و مرتبہ حاصل ہو چکا ہے۔ چنانچہ امام حصکفی کی درمختار تمام حنفی مدارس میں ذوق وشوق سے مطالعہ کی جانے والی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کے متعدد تراجم اور شروح مختلف اصحاب علم نے کیے ہیں۔ خرم علی بلہوری نے اس کتاب کو چار حصوں میں ترجمہ کر کے پیش کیا ہے۔ انھوں نے اس علمی ذخیرہ کو آسان فہم زبان میں اردو خواں حضرات کی خدمت میں پیش کر کے ایک علمی ضرورت کی تکمیل کی ہے۔ ان اجزاء کے محتویات ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں:

طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح وطلاق، غلام کی آزادی، جرائم، سزائیں، عدالتی نظام، اوقاف، تجارتی تعلقات، قرضوں کی ادائیگی، گواہی، تجارت میں حصہ داری، کرایہ، شفعہ، زراعت، باغبانی، وصیت اور میراث۔

۱۴ – فقہ السنۃ، محمد عاصم الحداد، صفحات: ۴۹۴

اردو زبان میں جن کتابوں نے گائڈ بک کی حیثیت میں فقہی معلومات فراہم کرنے کا کام کیا ہے ان میں فقہ السنہ کا مقام سرفہرست ہے۔ محمد عاصم نے اس فقہی مجموعہ کو احادیث کی روشنی میں تیار کیا ہے۔ اس کتاب کی دوسری خوبی یہ ہے کہ تقریباً تمام ہی فقہی مسائل (جن کا ذکر انھوں نے اپنی اس کتاب میں کیا ہے) کے تعلق سے احناف، مالکی، شافعی، حنبلی اور جمہور علماء اہل حدیث کی آراء اور ان کے اختلافات کے ذکر کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور ان کے ثبوت میں عقلی ونقلی دلائل یکجا کر دیے گئے ہیں۔ اس کتاب کی تیسری خوبی یہ ہے کہ پوری کتاب میں فٹ نوٹس کا اہتمام ہے جس نے کتاب کی افادیت دوچند کردی ہے۔ اس مجموعہ میں طہارت اور عبادات سے متعلق تفصیلی بحث موجود ہے اور ان سے متعلق تمام قضیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۵ – فقہ القرآن، عمر احمد عثمانی، صفحات: ۵۲۸

احکام القرآن کے عنوان سے اردو عربی اور فارسی زبانوں میں بے شمار کتابیں تحریر کی گئی ہیں، فقہ القرآن بھی اسی خصوصیت کو اپنے دامن میں سمیٹنے والی کتاب ہے، اس عنوان کی کتابیں بالعموم ان قرآنی آیات سے بحث کرتی ہیں جو احکام سے متعلق ہوتی ہیں۔ صاحب کتاب نے فقہی احکامات کے لیے جہاں قرآنی آیات کا انتخاب کیا ہے وہیں ان مسائل کی تنقیح کے لیے بکثرت احادیث رسول سے بھی استدلال کیا ہے۔ تیسری طرف ائمہ اربعہ کے اقوال کو نقل کرتے ہوئے ان میں سے کسی ایک رائے کو ترجیح بھی دی ہے۔ اس طرح اس کتاب کے ذریعہ صاحب کتاب کا استدلالی مذاق بھی قارئین کے سامنے کھل کر آجاتا ہے۔ پوری کتاب عام فقہی کتابوں کی روش پر تصنیف کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جن مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

احکام القرآن از ابوبکر الجصاص، جامع الاحکام از القرطبی، روح المعانی از علامہ آلوسی، ترجمان القرآن از ابوالکلام آزاد۔

یہ کتاب پہلی بار ادارہ فکر اسلامی کراچی سے تین جلدوں میں شائع ہوئی اور پہلی جلد تاج کمپنی انڈیا سے طبع ہوئی۔

۱۶ – فقہ محمدی وطریقہ احمدی (اہل حدیث فقہ) محمد شفیع، صفحات: ۶۸۰

اس کتاب کا شمار اہل حدیث مکتبہ فقہ کی اہم کتابوں میں ہوتا ہے۔ یہ کتاب اس سے قبل محمدی زیور کے نام سے شائع ہوئی تھی جس کے مؤلف کا نام محی الدین تھا۔ بعد میں یہ کتاب فقہ محمدی وطریقہ احمدی کے نام اور محمد شفیع کے حوالے سے سات اجزاء میں ۶۸۰ صفحات کے اندر شائع کی گئی۔ اس کا سابقہ عنوان اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور سے مماثل تھا، ممکن ہے نام کی تبدیلی کا مقصد اشتباہ کا ازالہ ہو۔ یہ کتاب خواتین کے روزمرہ کے احکام ومسائل کا تشفی بخش حل پیش کرتی ہے۔ کتاب کے متن کی تشریح فٹ نوٹس میں کی گئی ہے، جس سے اس کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔ کتاب کے مباحث حسب ذیل ہیں:

طہارت، اسلام کے ارکان اربعہ، جنائز، قبروں کی زیارت، اضحیہ، نکاح وطلاق، تجارتی معاملات اور کریمنل لا۔

۱۷ – فقہ عمر: مترجم: یحییٰ امام خان نوشہروی، صفحات: ۳۶۷

یہ کتاب شاہ ولی اللہ کی ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء کے دوسرے حصہ: رسالہ در مذہب فاروق اعظم کا ترجمہ ہے۔ حضرت شاہ نے اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ قرآن وسنت کے بعد حضرات خلفاء راشدین کی فقہی آراء اجماع امت کا درجہ رکھتی ہیں۔ چنانچہ اس رسالہ میں خاص طور پر حضرت عمرؓ کے اجتہادات کو جمع کردیا گیا ہے۔ امام نوشہروی کے اس ترجمہ میں جن مسائل پر

اظہار خیال کیا گیا ہے وہ یہ ہیں: طہارت،صلوٰۃ، اذان، مساجد، آداب نماز، جنائز، زکوٰۃ،صیام، حج، بیوع، نکاح، طلاق، احکام ریاست، حضرت عمر کی مجلس مشاورت، حدود، قصاص، دیات، تقسیم اموال وغنائم۔

ازالۃ الخفاء میں حضرت شاہ ولی اللہ نے فقہی اختلافات کو دور کرنے اور مختلف مذاہب کے فقہی افکار وخیالات میں تطبیق دینے کے اصول وآداب کی طرف رہنمائی کی ہے۔شاہ ولی اللہ کی تحریروں کا خوبصورت ترجمہ پیش کرنے کی خاطر آسان اسلوب اس کتاب میں اختیار کیا گیا ہے۔کتاب کو پڑھ کر اس کے ترجمہ ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا۔

۱۸- کنز الآخرۃ (منظوم فقہ) محمد عبدالحمید خان، صفحات: ۳۹۹

دکھنی زبان کی ابتدائی ساعتوں میں اسلامی عقائد سے متعلق بے شمار کتابوں کا ذکر مخطوطات کے ذخیروں میں ملتا ہے بعد میں جب اردو زبان ترقی کے منازل طے کر رہی تھی اس وقت بھی عبادات کے مختلف عنوانات کے تحت فقہاء نے منظوم کلام پیش کیا ہے مثلاً خزانہ عبادت (ازشاہ محمد قادری، کل اوراق: ۲۵۴)، چہار کرسی (از احمد خاں شیروانی)، راہ نجات از الفت جلال الدین محمد وغیرہ۔چنانچہ بطور مثال عرض کرتا ہے کہ صرف مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مخطوطات کے شعبہ میں سینکڑوں منظوم کتابیں محقق اسکالرز کی توجہ کا انتظار کر رہی ہیں۔

کنز الآخرہ معروف بہ شریعت نامہ، فقہ کی عام کتابوں کے طرز پر تحریر کی گئی ہے۔ اس کتاب کے اندر عبادات، حج، عقیقہ، میراث اور جانوروں کے شکار کے سلسلہ میں شریعت کے احکامات کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۹- المبسوط (شافعی فقہ)، احمد جنگ، صفحات: ۵۶۰

یہ کتاب صاحب کتاب کی دیگر دو کتابوں: المختصر اور المتوسط کو بنیاد بنا کر تالیف کی گئی ہے۔اس کتاب میں فقہ کے تمام مسائل سے بحث کی گئی ہے، خاص طور پر عبادات، مناجیات اور

معاشیات کے سلسلہ میں اسلامی احکام کی توضیح کی گئی ہے۔ یہ کتاب شافعی نقطۂ نظر کی ترجمان ہے۔شمالی ہندوستان میں اس مذہب کے ماننے والے اردوخواں حضرات کی قلیل تعداد کا اظہار اس ملک کی طبع زاد فقہی کتابوں کی قلت سے بھی آشکارا ہے۔ کتاب میں مذکور مسائل کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ فقہی مصطلحات کی وضاحت نے اس کی افادیت میں اضافہ کردیا ہے۔ اس کتاب میں حدیث کی عربی کتابوں کو بطور حوالہ پیش کیا گیا ہے۔

۲-فتاویٰ لٹریچر

۱- فتاویٰ عزیزیہ،شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۷۴۶) ج:۱،ص:۴۵۶

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان کے چشم وچراغ شاہ عبدالعزیز کی خدمات، احیاء دین واشاعت اسلام کے تعلق سے ہر خاص وعام کے لیے معروف ومانوس ہیں۔آپ کے فتاویٰ اصلاً فارسی زبان میں تھے، جنھیں محمد عبدالواجد غازی پوری نے سرورعزیزی کے نام سے ترجمہ کرکے کانپور سے دوجلدوں کے اندر ۷۱۸ صفحات میں ۱۹۲۹ء میں طبع کرایا۔اس کا دوسرا ترجمہ فتاویٰ عزیزیہ کے نام سے محمد نواب علی نے حیدرآباد دکن سے ۱۸۹۵ء میں طبع کرایا۔جس کے کل صفحات ۴۵۶ ہیں۔جب کہ اس کا تیسرا ترجمہ مفید المفتی والمستفتی کے عنوان سے محمد رحیم بخش نے ۱۹۰۰ میں ۳۲۰ صفحات کے اندر شائع کیا۔ان تینوں تراجم میں الگ الگ اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔راقم سطور کے سامنے محمد عبدالواجد کا ترجمہ بعنوان سرورعزیزی ہے۔

سرورعزیزی کے مضامین کو موضوعات کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ میں حوالہ جات کا اہتمام ہے اور تقریباً تمام مسائل کے ضمن میں فقہاء کے اقوال کو نقل کردیا گیا ہے۔حضرت شاہ عبدالعزیز نے قرآن وسنت کے علاوہ شرح وقایہ، بحرالرائق، الدرالمختار اور فتاویٰ عالمگیری کے حوالے پیش کیے ہیں۔حضرت محدث نے اس مجموعہ میں فقہ کے عمومی مسائل

کے علاوہ بعض انتہائی اہم مباحث سے بھی خوشہ چینی کی ہے مثلاً یہ کہ ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارہجرت ہے؟ ہندو اور مسلمان کے درمیان سود کے ساتھ تجارتی معاملات کی حقیقت، انگریزی زبان کی تعلیم کا حصول اور مسلمانوں کا سائنس کی تعلیم حاصل کرنا وغیرہ، اس زمانے کے سلگتے مسائل تھے۔ ان مسائل میں آپ نے مجتہدانہ بصیرت سے کام لیتے ہوئے ہندوستان کی ملت اسلامیہ کی رہنمائی کی۔ اس مجموعہ میں رسالہ دربیان ماخذ مذاہب اربعہ، رسالہ اصول مذہب ابی حنیفہ، رسالہ غناء، رسالہ در تکفیر خوارج وروافض، رسالہ بر مسئلہ سماع موتی وشعور موتی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۲- فتاویٰ رشیدیہ، رشید احمد بن ہدایت احمد گنگوہی (م ۱۹۰۵ء) جلد: ایک، صفحات: ۶۰۸

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لینے والے، دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے سرپرست مولانا رشید احمد صاحب کے خلفاء اور تلامذہ کا حلقہ کافی وسیع تھا، آپ فقہ وتصوف کے جامع تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، تصوف تقلید واجتہاد، نکاح وطلاق، بیوع، صید، ذبائح اور حظر واباحت وغیرہ پر رہنمائی ملتی ہے۔ اس مجموعہ میں ایک ہزار اکتیس (۱۰۳۱) فتاویٰ موجود ہیں۔ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ اپنائی گئی ہے۔ مخالف کے لیے طعن وتشنیع کا اسلوب نہیں اختیار کیا گیا ہے خاص طور پر رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ پر فتوی دیتے ہوئے شائستہ اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب دستگیر، کراچی، بدون تاریخ، ص۲۹۶، ۱۹۳)، کئی مقامات پر مفتی رشید صاحب اپنی لاعلمی کا اظہار کردیتے ہیں مثلاً ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے بارے میں اپنی عدم تحقیق کا اظہار، (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۴۹۱)

اس مجموعہ میں اس دور کے جدید مسائل کے جوابات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مفتی رشید

صاحب کو فقہی معلومات اور اجتہادی بصیرت حاصل ہے، چند مسائل یہ ہیں:

نوٹ پر زکوۃ کا حکم، ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی؟، نوٹ کی خرید وفروخت کا مسئلہ، کتب کے حق تصنیف کی بیع، منی آرڈر کی شرعی حیثیت، بینک میں حفاظت کی غرض سے رقم جمع کرنے کا حکم، ہندوستان دار الاسلام ہے یا دار الحرب، دلالی اور کمیشن کی شرعی حیثیت، وکالت کے پیشہ کی شرعی حیثیت، انگریزی زبان سیکھنے کا حکم، انگریزی دواؤں کے استعمال کا حکم۔

اس مجموعہ میں بعض تحقیقی مقالات/ جوابات بھی شامل ہیں مثلاً مسئلہ تحقیق واجتہاد، معجزہ کی حقیقت، مروجہ محافل میلاد کی حقیقت، رکعات تراویح کی تحقیق، جمعہ فی القریٰ کی تحقیق۔

۳- احسن الفتاویٰ، مفتی رشید احمد بن محمد سلیم لدھیانوی قاسمی (م ۲۰۰۲ء)، جلدیں: آٹھ، صفحات: ۴۹۲۰

اس مجموعہ میں عقائد، عبادات اور معاملات سے متعلق تفصیلی احکام بیان کیے گئے ہیں۔ تمام جلدوں میں بعض طویل مقالات بھی شامل ہیں جو مختلف مسائل کے جواب میں قلم بند کیے گئے تھے۔ دوسری اہم خصوصیت اس مجموعہ کی یہ ہے کہ اس میں انیسویں اور بیسویں صدی کے بے شمار جدید مسائل سے بحث کی گئی ہے جن کا تعلق رسوم، عادات اور کمزور روایات سے رہا ہے۔ فتاویٰ کے جوابات مدلل ہیں، عربی کتابوں سے طویل اقتباسات نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس میں حقیقت شیعہ، فتنہ انکار حدیث، مسئلہ علم غیب، مسئلہ ختم نبوت، یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ وغیرہ پر مدلل مقالات بھی مرقوم ہیں۔ نماز کے اوقات اور سمت قبلہ کی تعیین کے تعلق سے بہت مفید مقالہ دوسری جلد میں شامل ہے جس کے ذریعہ دنیا کے کسی مقام پر رہ کر ایک مسلمان قبلہ کا تعین کرسکتا ہے۔

بقیہ جلدوں کے موضوعات یہ ہیں: فرائض کے بعد اجتماعی دعا، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع یدین، مروجہ شبینہ اور تراویح کی رکعات کی تعداد، بینک اکاؤنٹس سے حکومت کا زکوۃ

وصول کرنا، اختلاف مطالع اور رویت ہلال میں ریڈیو کی خبر، حدود وتعزیرات، نکاح وطلاق، مہر وخلع کے مسائل۔ ساتویں اور آٹھویں جلدوں کے حوالے سے بعض جدید مسائل کی ایک مختصر فہرست پیش کی جاتی ہے:

موجودہ بینکوں سے حاصل شدہ سود کا حکم، انعامی بانڈز کا حکم، بیمہ وانشورنس، ظالمانہ ٹیکس، کاغذی نوٹ، پراوی ڈنٹ فنڈ، مصنوعی بال لگانا، اسمگلنگ کا حکم، ایرہوسٹس سے بات کرنا، خاندانی منصوبہ بندی، حج فلم دیکھنا، ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم، گائے بھینس کو انجکشن لگا کر دودھ نکالنا، حق تصنیف۔ خلاصہ یہ کہ احسن الفتاوی اپنی جامعیت، علمی استدلال اور جدید مسائل کے احاطہ کے اعتبار سے کافی اہم فقہی ذخیرہ ہے۔

۴- اسلامی فتاویٰ، عبدالسلام بستوی، مفتاحی، مظاہری، قاسمی (م ۱۹۷۴ء)، ایک جلد، صفحات: ۲۷۶

مکتبہ اہل حدیث کے ایک معاصر فقیہ نے مختلف اوقات میں فقہی مسائل کا جواب ارسال کیا تھا جو اخبارات و رسائل میں چھپ بھی چکے ہیں، ان کو ایک ترتیب کے ساتھ خود عبدالسلام مفتاحی نے مرتب کر دیا ہے۔ انھوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ اکثر وبیشتر کتاب الام، تفسیر ابن کثیر، اعلام الموقعین، تفسیر خازن، تفسیر فتح البیان اور احیاء العلوم کی عربی عبارتیں نقل کر کے مدلل ومفصل فتوی دینے کا اہتمام کرتے ہیں۔

مسالک کے درمیان اختلافی امور کی وضاحت کے ضمن میں مؤلف فتاوی مخالفین اہل حدیث کے لیے تند وتیز لہجہ اختیار کر لیتے ہیں۔ پہلی جلد کے مقدمہ میں فتوی دینے کے اصول وآداب، فقہ، تقلید اور اجتہاد پر مفصل بحثیں کی گئی ہیں۔ اس مجموعہ کے اکثر فتاویٰ کا تعلق عقائد، ساجی طریقوں، رسوم اور وقت کے رواج سے ہے۔ جلد دوم میں ارکان اسلام، تجارتی مسائل، نکاح وطلاق اور سماجی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب میں سوال وجواب کا اسلوب اختیار کیا گیا۔

۵- امداد الفتاوی، اشرف علی بن عبد الحق تھانوی، (م ۱۹۴۳ء)

یہ فتاوی، فتاویٰ اشرفیہ کے نام سے شائع کیے گئے تھے بعد میں خود مولانا اشرف علی نے ان کو جدید ترتیب وتبویب کے ساتھ امداد الفتاویٰ کے نام سے شائع کرنا شروع کیا، آپ اپنی زندگی میں چار جلدیں شائع کر سکے تھے بعد میں دو جلدیں مفتی محمد شفیع نے مرتب کر کے شائع کیں۔ ہندوستان کے ادارہ تالیفات اولیاء، دیوبند سے اس کی پانچ جلدیں شائع ہوئیں ہیں جن کے مجموعی صفحات کی تعداد ۱۴۷۵ ہے۔ جب کہ مکتبہ دار العلوم کراچی سے یہ چھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، جس کے مجموعی صفحات کی تعداد ۳۴۳۹ ہے۔

ان مجموعوں میں عقائد، عبادات اور معاملات پر تفصیلی رہنمائی ملتی ہے، ان میں جدید مسائل کی تعداد دیگر مجموعوں کے مقابلہ میں زیادہ ملتی ہے۔ مثلاً نئی ایجادات اور حالات حاضرہ سے متعلق مسائل کو حوادث الفتاوی اور ''ترجیح الراجح'' کی سرخیوں میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ہر فتویٰ کے آخر میں تاریخ افتاء درج کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مولانا تھانوی کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ مکمل معلومات نہ ہونے کا اعتراف کرتے ہیں، دوسرے اصحاب علم سے رجوع کرنے کا مشورہ دیتے اور بسا اوقات خود اپنے سابق قول سے رجوع کر کے نیا فتویٰ بھی ارسال کرتے ہیں۔ ایک اہم خصوصیت اس مجموعہ کی یہ ہے کہ بعض اوقات فقہ حنفی کے مقابلہ میں دیگر مسلک کے راجح ہونے کی بھی نشان دہی کی گئی ہے، مثلاً ہندوستان میں شرعی قاضی نہ ہونے کی وجہ سے نکاح وطلاق کے مسائل میں شوہروں کے مظالم اور عورتوں کے مسائل میں کثرت ہوئی یہاں تک کہ پنجاب میں مسلمان عورتیں مذہب اسلام سے برگشتہ ہوکر ارتداد پر مجبور ہونے لگیں اس موضوع پر آپ نے تاریخ ساز مقالہ الحیلۃ الناجزۃ للحیلۃ العاجزہ کے نام سے تحریر کیا اور مالکیہ کے مسلک کے موافق فتویٰ صادر کیا۔

تین جلدوں کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں:

جلد اول: طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقات، حج

جلد دوم: کریمنل لاء، اوقاف، قربانی، جانور کا ذبیحہ، بچوں کی سرپرستی، نان ونفقہ، حدود وتعزیرات، قسمیں، مکروہات ومندوبات

جلد سوم: تجارتی معاملات، کرایہ، دعویٰ، عدالتی نظام، شہادت، غصب، رہن، تحفہ، حصص، زراعت، وصیت، میراث

دیوبندی مکتبہ فکر کا یہ پہلا مدلل اور ضخیم مجموعہ ہے۔ فقہ وفتوی کے میدان میں اس مجموعہ نے عوام اور علماء کو علمی طور پر متاثر کیا ہے۔ حضرت تھانوی کا یہ مجددانہ کارنامہ ہے۔

۶- فتاویٰ عالمگیری، مترجم: سید امیر علی، (م ۱۹۲۸ء) ج: ۱۰، ص: ۵۳۲۸

عہد وسطیٰ کے ہندوستان کا سب سے جامع مجموعہ ہے، جس میں فقہ حنفی کے مطابق ہزاروں مسائل پر الگ الگ مدلل ومفصل بحث کی گئی ہے۔ اورنگ زیب عالم گیر کی براہ راست سرپرستی اور شیخ نظام برہانپوری کی نگرانی میں متعدد علماء کی منتخب کمیٹی کے ذریعہ یہ مجموعہ اپنے وجود سے لے کر آج تک اپنی جامعیت، استدلال اور وسعت کے باعث قابل استناد ہے۔ اس کے تراجم فارسی، انگریزی اور اردو میں ہو چکے ہیں۔ ایک سے زائد مترجمین نے ان زبانوں میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہیں۔

عربی دنیا میں اسے فتاویٰ ہندیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اردو زبان میں سید امیر علی نے اسے دس جلدوں میں ترجمہ کر کے ایک بڑی علمی ضرورت کی تکمیل کی ہے۔ یہ ترجمہ برطانوی عہد اور عصر جدید کی عدالتوں میں اسلامی قانون کی تشریح کے لیے فقہاء، مفتیان اور عدالتی وکلاء کے لیے ایک مستند دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اردو ترجمہ کی بھی جلدوں میں ایک مدلل اور جامع مقدمہ جو تقریباً تین سو صفحات پر محیط ہے سید امیر علی کے قلم کا شاہ کار ہے۔ جس میں تفصیل کے ساتھ فقہ کے ارتقاء اور ابتدائی مآخذ فقہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اور فتاویٰ عالمگیری کے خصائص ومحاسن

پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس مقدمہ میں فتاویٰ عالمگیری میں مذکور مآخذ کا بھی تعارف موجود ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ کے مآخذ میں تقریباً ۱۲۳ کتابیں شامل ہیں۔ ذیل میں چند کتب کا حوالہ دیا جاتا ہے:

ہدایہ، قدوری، وقایہ، عنایہ، طحاوی، الجامع الکبیر، فتح القدیر، بدائع الصنائع، درمختار، فتاویٰ قاضی خان، فتاوی تاتارخانیہ، الخلاصہ، فتاوی سراجیہ، فتاوی برہانیہ، فتاویٰ غیاثیہ، منیۃ المصلی، البحر الرائق، کنز الدقائق، وغیرہ۔

عالمگیریہ کے مباحث کا ایک نقشہ اس طرح پیش کیا جاسکتا ہے:

طہارت، نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ، غلاموں کی آزادی، جرائم وسزائیں، بین الاقوامی قوانین، اوقاف، تجارتی معاملات، دعوی، تجارت میں حصہ داری، تحفہ، کرایہ، مکروہات، غصب، شفعہ، زراعت، جانور کا ذبیحہ، شکار، رہن، وصیت، میراث۔ بعض جدید مسائل جو عالمگیری کی مختلف جلدوں میں بیان ہوئے ہیں:

مسلمان کا کافروں کے ہدیہ کو قبول کرنا، کافر ماں باپ کے حق میں صلہ رحمی کا مسئلہ، دارالاسلام میں حربی کی اقامت کا مسئلہ، شوہر کو قابو میں کرنے کے لیے تعویذ گنڈوں کا استعمال وغیرہ۔

۷- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مفتی عزیز الرحمٰن بن فضل الرحمٰن (م ۱۹۲۸ء)

جلدیں: ۱۲، صفحات: ۴۹۵۸

مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی نے چھبیس سالوں (۱۹۵۷-۱۹۸۲ء) کے دوران ان مجموعوں کو تبویب، جمع وترتیب اور حواشی وحوالہ جات کے مرحلے سے گزار کر مکمل کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے وابستہ مفتیان کے مجامیع الگ الگ ناموں سے شائع ہو چکے ہیں، لیکن یہ مجموعہ دارالعلوم کے پہلے باضابطہ مفتی عزیز الرحمٰن اور دیوبندی مکتب فکر کے فتاویٰ کے

مطبوعہ مجموعوں میں سے پہلا مطبوعہ مجموعہ ہے۔ اس وجہ سے یہ کسی شخص کی طرف منسوب نہیں ہے۔ ان بارہ مجموعوں میں آٹھ ہزار چار سو چوراسی (۸۴۸۴) فتاویٰ موجود ہیں۔

ان مجموعوں میں سوال و جواب کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے، البتہ ناموں کا اندراج اس میں نہیں ہے، حوالہ جات کے لیے قرآن مجید کے علاوہ درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیری، ہدایہ، البحر الرائق، مشکوٰۃ المصابیح اور شرح مرقاۃ المفاتیح کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔

عصر جدید کے نئے مسائل کا بھی اس میں ذکر ملتا ہے مثلاً مشترکہ کاروبار میں زکوٰۃ، کرنسی نوٹ کے ذریعہ زکوٰۃ کی ادائیگی، گھروں کی تجارت، عصر حاضر کے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ رویت ہلال کی تصدیق کا مسئلہ، تمباکو کی راکھ سے دانتوں کی صفائی کا مسئلہ، رمضان کے دوران انجکشن لگانا، چندوں یا تحفہ کی رقم کے ذریعہ حج کرنے کا مسئلہ، مروجہ جرابوں اور انگریزی جوتوں پر مسح، شراب میں انگریزی ادویہ کا مسئلہ، ٹنکچر (Tincture) کا استعمال، اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت، کوٹ پتلون پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ، ہلال احمر کو چندہ دینے کا مسئلہ، پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کے درمیان فرق۔

۸ - فتاویٰ ثنائیہ، ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، (م ۱۹۴۸ء) جلدیں: ۲، صفحات: ۱۰۹۶، فتاویٰ کی تعداد: ۱۵۳۹

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کا شمار ہندوستان کے جید علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے پندرہ سال کی عمر ہی سے اسلام کے دفاع کے لیے مناظروں اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کر دیا اور عیسائیت، آریہ سماج، سناتن دھرم وغیرہ کے لوگوں کے ان الزامات کا رد کیا جو وہ اسلام کے خلاف کیا کرتے تھے۔ مولانا نے اپنے اخبار ہفت روزہ اہل حدیث، امرتسر میں اپنے فتاویٰ شائع کرنا شروع کیا جس کا آغاز ۱۹۰۳ء سے ہوا اور اختتام ۱۹۴۷ء میں۔ مولانا کا پہلا فتویٰ ۱۹ر فروری ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔

ہندوستان و پاکستان میں فتاویٰ ثنائیہ کی طباعت ہوچکی ہے۔ یہ دو ضخیم جلدوں میں ہے جس میں بارہ ابواب پائے جاتے ہیں۔ اجمالی خاکہ یہ ہے:

عقائد و مہمات دین، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصیام، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج، کتاب الجنائز، کتاب النکاح، کتاب البیوع، کتاب الفرائض، کتاب الامارہ، کتاب المتفرقات۔

اس مجموعہ میں قرآن مجید، صحاح ستہ، فتح الباری لابن حجر، المغنی لابن قدامہ، بدایۃ المجتہد، مصنف عبدالرزاق، صحیح ابن حبان، سنن بیہقی، بدائع الصنائع، الاوطار، معجم طبرانی، سنن دارقطنی، مشکل الآثار طحاوی وغیرہ سے حوالہ جات لیے گئے ہیں۔

مولانا نے مسائل کے بیان میں مختلف علماء کی رائے بیان کی ہے اور جگہ جگہ اپنی رائے بھی ذکر کردیتے ہیں، مہر کے مسئلہ میں فقہاء حنابلہ، شافعیہ، حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال نقل کر کے قرآن سے استدلال کیا ہے اور حنفیہ و حنابلہ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ کفو کے مسئلہ میں مالکیہ کو ترجیح دی ہے، مفقود الخبر کے مسئلہ میں رد المختار کا حوالہ پیش کیا ہے۔ فتاویٰ ثنائیہ میں مذکور بعض اہم مسائل یہ ہیں:

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ، مساجد کی تعمیر پر زکوٰۃ خرچ کرنا، زیورات کی زکوٰۃ، والدین کو زکوٰۃ دینا، عورت کا ذبیحہ، کرکٹ، فٹ بال، ٹینس، ہاکی، کبڈی شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کو فقہاء اہل حدیث اپنا ترجمان تسلیم کرتے ہیں۔ یہ مجموعہ اس حلقہ میں سند کا مقام رکھتا ہے۔ مولانا جوابات مدلل اور واضح دیتے تھے اور اپنے موقف پر کبھی اصرار نہیں کرتے تھے، جابجا علماء سے غلطی کی نشان دہی کرنے کی درخواست کی ہے۔

۹ - فتاویٰ رحیمیہ، عبدالرحیم بن عبدالکریم لاجپوری (پ ۱۹۰۳ء)

مولانا عبدالرحیم کے یہ فتاویٰ سب سے پہلے گجراتی زبان میں ماہنامہ پیغام میں شائع ہو چکے ہیں۔ بعد میں نور محمد پٹیل، احمد خان اور ولی احمد کی مشترکہ کوششوں سے اردو زبان میں منتقل

کیے گئے۔فتاویٰ کا یہ مجموعہ کافی وقیع ہے جس میں زندگی کے مختلف گوشوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ مفتی عبدالرحیم نے مآخذ اصلیہ سے مسائل کی وضاحت کی ہے اور فقہاء اربعہ کی اختلافی آراء سے استفادہ کیا ہے۔ یہ فتاویٰ اردو، گجراتی اور انگریزی تینوں زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

فتاویٰ رحیمیہ میں مذکور مسائل کا خاکہ یہ ہے:

عقائد، طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح وطلاق، معاشی معاملات، میراث، قسم اور وصیت، مکروہات ومباحات اور محرمات۔

اس مجموعہ میں عصری مسائل کا بھی ذکر ہے جن کے ذریعہ مفتی عبدالرحیم کی اجتہادی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ان مسائل میں سرفہرست یہ ہیں:

ضبط تولید، عورت کا انگریزی زبان سیکھنا، نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، نرس کے ذریعہ نومولود کو غسل دینا، مقابر کو اینٹ اور سیمنٹ سے تعمیر کرنا، ٹیلیفون کے ذریعہ رویت ہلال کی تشہیر کرنا، خطبہ جمعہ کی زبان کا مسئلہ، گجراتی و انگریزی زبان میں قرآن کے ترجمہ کا مسئلہ، حق تصنیف، عرس قوالی کی شرعی حیثیت، بیمہ زندگی کی شرعی حیثیت، روزہ میں انجکشن وغیرہ۔

عبدالرحیم کا یہ مجموعۂ فتاوی دس ضخیم جلدوں میں ۱۹۶۸ - ۱۹۹۸ء کے دوران پاکستان سے شائع کیا گیا۔۱۹۶۸ء میں ہندوستان سے ۶ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔تین جلدوں کے مجموئی صفحات کی تعداد: ۱۱۱۴ ہے۔بقیہ جلدوں کے صفحات کی عدم نشان دہی کی وجہ عدم دستیابی ہے۔

ان فتاوی کی جمع وترتیب اور تبویب کا کام مولوی محمد اکرام نے انجام دیا۔ ان جلدوں میں عنوانات اور مسائل کا تکرار پایا جاتا ہے۔قرآن وسنت کے علاوہ معاصر مفتیوں کے مجموعوں سے حوالے پیش کیے گئے ہیں۔تذکیر، ترغیب اور شعروسخن کے ذریعہ اس مجموعہ کو ذریعہ دعوت و ارشاد بنانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

۱۰- فتاوی علمائے حدیث، ابوالحسنات علی محمد سعیدی (م ۱۹۸۷)، جلدیں: آٹھ

یہ مجموعہ اہل حدیث فکر کے حامل ۶۸ علماء کے فتاوی پر مشتمل ہے۔ خاص طور پر فتاوی نذیریہ، فتاویٰ عزیزیہ، فتاوی غزنویہ اور فتاویٰ نواب صدیق حسن خاں کے علاوہ منتخب نمائندہ رسائل مثلاً تنظیم اہل حدیث، اہل حدیث، سوہدرہ، اہل حدیث دہلی، گزٹ اہل حدیث اور اخبار محمدی وغیرہ کے عربی وفارسی اقتباسات سے مستفتیوں کو جوابات ارسال کیے گئے ہیں۔

مستفتیوں کے نام درج کر دیے گئے ہیں، تکرار سے اجتناب کیا گیا ہے۔ فقہی طرز پر اس کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔ آٹھ جلدوں پر مشتمل اس مجموعہ فتاوی میں عبادات پر خاص طور سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ فقہ کے دیگر مباحث برائے نام اس میں آسکے ہیں، ابتدائی چار جلدوں کے مجموئی صفحات ۹۳۹ ہیں۔

۱۱- فتاوی محمودیہ، محمود حسن بن حامد حسن، (م ۱۹۹۷ء)

مفتی محمود حسن انیسویں صدی کے کہنہ مشق فقیہ ہیں۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارن پور اور جامع العلوم کانپور کے دار الافتاء میں بحیثیت صدر شعبہ کے خدمات انجام دیں۔ یہ مجموعہ دیوبندی مکتبہ فکر کا ضخیم اور مفصل مجموعہ فتاوی ہے۔ پاکستان سے ۱۸ جلدوں میں ۸۱۲۳ صفحات کے اندر اس کی طباعت ہو چکی ہے جب کہ میرٹھ، ہندوستان سے ۱۹۸۶ء میں گیارہ جلدوں میں یہ مجموعہ شائع ہوا تھا۔ فتاویٰ کے نقل کرنے میں دلائل سے گریز کیا گیا ہے، محض صورت مسئلہ کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ ان مجموعوں میں عنوانات اور مسائل کا تکرار بہت زیادہ پایا جاتا ہے مثلاً کئی جلدوں میں باب ما یتعلق بالقرآن، باب ما یتعلق بالحدیث، باب البدعات والرسوم اور کتاب الطہارۃ وغیرہ کے یکساں عنوانات موجود ہیں۔

ان مجموعوں میں قرآن کریم، حدیث شریف کے علاوہ فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ

عالمگیری، درمختار و شامی، بدائع الصنائع، ہدایہ، البحر الرائق اور فتاوی رشیدیہ سے اکثر حوالے نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اس مجموعہ میں سوال و جواب کا انداز اختیار کیا گیا ہے، مستفتی کے ناموں کے ذکر کرنے کا اہتمام ہے۔ ان مجموعوں کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ جدید مسائل باضابطہ بیان کیے گئے ہیں مثلاً مسجد کی تعمیر میں غیر مسلم سے مالی تعاون، پراویڈنٹ فنڈ میں زکوۃ کا مسئلہ، ریڈیو ٹیلی گرام اور فون کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر کے نشر کا معاملہ۔

۱۲ - فتاوی مظاہر، معروف بہ فتاویٰ خلیلیہ، خلیل احمد بن مجید علی (م ۱۹۲۷ء)

جلد: ایک، صفحات: ۴۷۲

مولانا خلیل احمد نے مظاہر علوم سہارن پور میں تقریباً تیس (۳۰) سال تدریسی خدمات انجام دیں۔ درس و تدریس کے دوران افتاء کا مشغلہ بھی جاری رہا چنانچہ سید محمد خالد کی کوششوں سے یہ اہم مجموعہ ۱۹۸۳ء میں پاکستان میں طباعت کے مرحلہ سے گذر سکا۔ پہلی جلد کے اندر مولانا محمد شاہد سہارنپوری کا ایک وقیع مقدمہ ہے جس میں ان فتاویٰ کا تعارف شامل ہے۔

یہ مجموعہ فتاوی ایک سو ستر (۱۷۰) فتاوی پر مشتمل ہے، جو عقائد، سنت و بدعت، ارکان اربعہ، نکاح و طلاق، حدود و تعزیر، خرید و فروخت اور حظر و اباحت پر مشتمل ہے۔ ان فتاویٰ میں دوسرے مفتیوں کے بھیجے ہوئے فتاویٰ بھی شامل ہیں جن کو مزید دلائل کے بعد اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔ مسائل کے ضمن میں فقہی قواعد و جزئیات کو بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ اس کے مراجع قرآن و سنت کے علاوہ یہ ہیں:

عینی شرح بخاری، فتح الباری، مرقاۃ المفاتیح، ہدایہ، کفایہ علی الہدایہ، بدائع الصنائع، درمختار، شامی، کنز الدقائق، البحر الرائق، فتاوی عالمگیری۔

بعض جدید مسائل کی سرخیاں یہ ہیں:

خنزیر کی چربی سے بنے ہوئے صابن کا استعمال، نوٹ سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا مسئلہ، دو جڑواں بہنوں کے نکاح کا مسئلہ، بینک کے لیے مکان کرایہ پر دینے کا مسئلہ، روافض کے ذبیحہ کا حکم قربانی واجبہ کے پیسے سے کسی ملک کے مجروحین کی مدد کا مسئلہ، ہندوستان سے ہجرت کا مسئلہ، غراب کی حلت کا حکم۔

۱۳ -فتاویٰ نذیریہ، سیدنذیرحسین محدث دہلوی (م ۱۹۰۲ء) ج: ۳،ص: ۱۸۴۴

مسلک اہل حدیث کے نمائندہ مجموعوں میں ان فتاویٰ کا شمار ہوتا ہے۔ شاہ محمد اسحٰق مکی سے تلمیذی کے شرف اور نسبت نے میاں صاحب کی شہرت میں غیر معمولی اضافہ کردیا۔ میاں صاحب کے دوشاگردوں حضرت مولانا محمد شمس الحق محدث عظیم آبادی (م ۱۹۱۱ء) اور مولانا محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۹۳۲ء) کی مساعی اور حضرت مولانا محمد شرف الدین دہلوی (م ۱۹۶۱ء) کی تصحیح و تعلیق کے ذریعہ ۱۹۱۳ء میں یہ اہم علمی ذخیرہ دہلی میں طباعت کے مرحلہ سے گذر سکا اس کی دیگر طباعتیں ۱۹۷۱ء، لاہور اور ۱۹۸۸ء، دہلی میں منظر عام پر آسکیں۔

فتاویٰ نذیریہ کی اہم خصوصیت اس کی توثیقی مہم ہے چنانچہ ہر فتویٰ کے بعد مختلف مفتیوں کے دستخط کندہ ہیں مثلاً تقلید پر پینتالیس (۴۵) مفتیوں کے تصدیقی دستخط موجود ہیں (فتاویٰ نذیریہ، اہل حدیث اکادمی، لاہور، ۱۹۷۱ء، ج ۳ / ۴۸۴-۵۱۱) دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ بہت سے معاملات میں بریلوی علما، اہل حدیث اور دیوبندی فقہاء کے اشتراک سے مسائل کا تصفیہ بھی کیا گیا ہے اور اکثر پر میاں صاحب کے دستخط بھی موجود ہیں۔ چنانچہ اس طرح کے ۲۸۴ فتاویٰ موجود ہیں جن علماء کرام کے نام اور دستخط مختلف مسائل کے ضمن میں موجود ہیں۔ ان مجموعوں میں عربی وفارسی کے بکثرت استعمال سے اردو زبان ثقیل ہوگئی ہے۔

۱۴ - فتاویٰ جامعہ نظامیہ، مفتی محمد رکن الدین

تین جلدوں پر مشتمل یہ مجموعہ اردو دنیا میں قابل ذکر اضافہ ہے۔ جنوبی ہند کی معروف

دانش گاہ مدرسہ نظامیہ حیدرآباد کی علوم اسلامیہ کے میدان میں خدمات کا یہ شاہکار مجموعہ ہے۔ **مولانا محمد رکن الدین** نے اس درس گاہ میں چیف مفتی کی حیثیت سے نواب صدر یار جنگ کی ایماء اور سرپرستی میں یہ فتاویٰ جاری کیے۔ ان مجموعوں میں ارکان اربعہ، نکاح و طلاق، تجارتی معاملات، اوقاف، نذر ومنت اور جانوروں کے ذبیحہ کے سلسلہ میں فقہی احکام بیان کیے گئے ہیں۔ مولانا محمد رکن الدین نے اپنے وقت میں جاری بدعات کے خلاف جد وجہد جاری رکھی اور فتویٰ کے ذریعہ ان کو غلط ثابت کیا۔ عربی کی کتابوں سے **مدلل** حوالے پیش کیے گئے ہیں۔

۱۵ - مجموعہ فتاویٰ نواب صدیق حسن خان (م ۱۸۹۰ء) جلد: ایک، صفحات: ۱۳۴

صدیق حسن خان کی پیدائش خطہ بریلی، یوپی میں ہوئی، آپ کی علمی صلاحیتوں کا اظہار بھوپال کی سرزمین میں ہوا۔ ذاتی علمی ذوق کے نتیجہ میں نواب صاحب نے اسلامی علوم کی اشاعت میں زر کثیر صرف کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مسلک اہل حدیث کے قدیم رہنماؤں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ والی بھوپال نواب صدیق حسن خان کا یہ مجموعۂ فتاوی دو جلدوں کو محیط ہے۔ مطبع صدیقی لاہور نے ۱۸۹۳ء میں اسے شائع کیا۔ اس میں کل بیالیس (۴۲) فتاویٰ ہیں، اس مجموعہ میں مسلک اہل حدیث کو ترجیح دیا گیا ہے اور احادیث کی روشنی میں فقہی مسائل کی تنقیح کی گئی ہے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ کتب فقہ وفتاویٰ مثلاً ہدایہ، شامی اور فتح القدیر سے استشہاد کیا گیا ہے۔ (دیکھیے نواب صدیق حسن خان، مجموعہ فتاویٰ، مطبع صدیقی لاہور، ۱۸۹۳ء)

اس مجموعہ میں رفع یدین، تقلید، رد بدعات پر فتاویٰ موجود ہیں، جن میں یک گونہ شدت پائی جاتی ہے، البتہ انداز بحث علمی ہے اور دلائل سے بھرپور ہے۔

۱۶ - العطایا النبویۃ فی فتاوی الرضویہ، احمد رضا خان بریلوی (م ۱۹۲۱ء)

بریلوی مکتب فکر کی نمائندہ کتاب ہے۔ اس مجموعہ کو عرف میں فتاویٰ رضویہ کہا جاتا ہے اس کی تیس (۳۰) جلدیں رضا فاؤنڈیشن، لاہور نے فروری ۲۰۰۰ میں شائع کی ہیں۔ ۱۹۷۵ء

میں سنی دارالاشاعت لائل پور، لاہور سے یہ کتاب بارہ (۱۲) جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔ جس کے کل صفحات کی تعداد ۵۵۶۹ ہے۔

اس مجموعہ کی سب سے بڑی خوبی اس کا مدلل انداز گفتگو ہے، کسی بھی مسئلہ کی تنقیح کرتے وقت دلائل عقلیہ ونقلیہ کا انبار لگا دیتے ہیں، دوسری اہم بات یہ کہ اس میں عام فقہی کتابوں کی مانند محض ارکان اربعہ اور فیملی لاء سے متعلق احکام نہیں ہیں بلکہ فقہ کے دائرے میں سائنسی علوم اوران کے پیچیدہ مسائل کو بھی فاضل محقق لے آئے ہیں اسی طرح فلسفہ ومنطق، ہندسہ وطبیعیات کے میدان میں بھی اس ہندی نژاد فقیہ نے علمی فتوحات حاصل کی ہیں دوسری بات یہ کہ نہ صرف علماء کرام نے عام فقہی معاملات میں آپ سے رجوع کیا ہے بلکہ سائنسی علوم کے ماہرین نے ان کی علمی سبقت کا اعتراف کیا ہے، البتہ ان مباحث کو فقہ کی اقلیم میں داخل کرنے سے دیگر فقہاء نے گریز کیا ہے۔ فتاویٰ رضوی کے مندرجات کا خاکہ یہ ہے:

طہارت، ارکان اربعہ، احکام مساجد، جنائز، نکاح وطلاق، بیوع، قضاء، حدود وتعزیرات، حظر واباحت، معاشرت، مشروبات وماکولات وغیرہ۔ مگر ان موضوعات کی جزئیات کے ضمن میں سینکڑوں مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں۔ ہر جلد میں چند علمی مقالات بھی ہیں چند رسائل کے نام یہ ہیں:

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم، یہ رسالہ کرنسی نوٹ کے متعدد پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ حضرت بریلوی سے اس ضمن میں بارہ سوالات کیے گئے جن کا جواب اس میں فراہم کیا گیا ہے، دوسرا رسالہ معین مبین بہر دور شمس وسکون ہے۔ ۱۹۱۹ء میں چھ سیاروں کی گردش اور اس کے نتیجہ میں بعض حادثات کی پیشین گوئی کی گئی تھی حضرت بریلوی نے اپنی تحقیق سے اس پیشین گوئی کا بطلان ثابت کیا۔ ان مجموعوں میں تکرار کو اگر ختم کردیا جائے تو ان کی علمی شان میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔

۱۷- کفایۃ المفتی، کفایت اللہ بن عنایت اللہ (م ۱۹۵۲ء) ج: ۹، ص: ۳۴۷۰

اس مجموعہ کی ترتیب اور جمع کا کام مفتی کفایت اللہ کے بیٹے حفیظ الرحمٰن واصف نے انجام دیا اور ہندوستان و پاکستان دونوں جگہوں سے شائع ہوکر داد تحسین وصول کر چکا ہے۔ یہ فتاوی رجسٹروں، اخبار الجمعیۃ اور مفتی صاحب کی ذاتی ڈائریوں اور مختلف مطبوعہ کتابوں سے حاصل کیے گئے ہیں۔ ہر جلد کے شروع میں فتوی کی تعداد اور جہاں سے ماخوذ ہیں، ان کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ مفتی صاحب اختصار کا اہتمام کرتے تھے، آپ کے فتاوی بعض مسلم ریاستوں اور سرکاری عدالتوں میں بطور نظیر استعمال ہوتے تھے چنانچہ ہند و بیرون ہند سے آپ کے پاس سوالات آتے تھے۔ ان تمام حضرات کے ناموں کے اندراج کا اہتمام کیا جاتا تھا جس سے ان کے مقامات اور سنین کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے۔ جلد ۱، ۴ اور ۷ کے آخر میں فرہنگ اصطلاحات کے زیر عنوان فقہ کی مشکل اصطلاحات کی تشریح کی گئی ہے۔

بعض جدید مسائل پر آپ نے بے باکی سے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کی ہے، جس کی مختصر فہرست یہ ہے:

اذان، نماز اور خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے،/ پراویڈنٹ کی رقم کا استعمال جائز ہے/ پراویڈنٹ سے حاصل شدہ رقم پر زکوۃ لازم ہے/ کرنسی نوٹ سے زکوۃ دی جاسکتی ہے، جائز کمپنیوں میں حصص کی خرید فروخت صحیح ہے/ ریڈیو کے ذریعہ چاند کی خبر مصدق ہے/ کتابت و تعلیم نسواں میں کوئی قباحت نہیں ہے/ ضرورت کے وقت مریض کو انسانی خون دیا جاسکتا ہے/ شاردا ایکٹ مسلمانوں کے عائلی قوانین میں مداخلت ہے/ اگر شوہر کو عمر قید ہوجائے تو بیوی عدالت سے نکاح فسخ کراسکتی ہے/ امامت، تعلیم قرآن اور اذان پر اجرت لی جاسکتی ہے وغیرہ۔

مفتی صاحب کے بعض تحقیقی مقالات میں ان کے اجتہادات کی عکاسی ہوتی ہے چند عنوانات یہ ہیں:

معجزہ وکرامت کے درمیان فرق، ولایتی صابون کے استعمال کے بارے میں تحقیقی بحث، فدیہ صوم وصلوٰۃ اور مروجہ حیلۂ اسقاط حمل، اختلاف مطالع اور رویت ہلال کی تحقیق، ضبط تولید کی شرعی حیثیت، عورتوں کا جمعہ وعیدین میں نماز با جماعت پر بحث، ہندو کا مال مسجد میں صرف کرنے کی تحقیق، بونس پینشن اور ہنڈی کی بحث وغیرہ۔

۱۸- مجموعۃ الفتاویٰ، ابوالحسنات عبدالحیٔ بن عبدالحلیم لکھنوی، ج: ۳، ص: ۹۹۲

یہ فتاویٰ ہندوستان کے معروف دبستان علم وفضل فرنگی محل کی آئینہ دار ہیں۔ فرنگی محل کا امتیاز اس کے اجتہادی مسائل ہیں۔ مجموعۃ الفتاوی میں قرآن وسنت کے ساتھ فقہاء امت کی آراء سے مراجعت کی گئی ہے۔ فتاوی میں اختصار کے ساتھ ساتھ جامعیت پائی جاتی ہے۔ یہ مجموعہ عام فقہی کتب کی مانند تمام موضوعات کا احاطہ کرتا ہے، اس کے موضوعات کا خاکہ یہ ہے:

طہارت، نماز، تدفین وتجہیز، رویت ہلال، شادی بیاہ، رضاعت، طلاق، شوہر کی غیبوبت، سود، قرض، رشوت، ماکولات ومشروبات، تحفہ، دعوی، عدالتی نظام، اوقاف، مکان ودکان کا کرایہ، جرائم کی سزائیں اور قربانی۔

اس مجموعہ میں عام فقہی مسائل کے علاوہ جدید مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، مثلاً ٹرین میں نماز کا طریقہ، اردو اور فارسی زبان میں خطبہ جمعہ، زیورات سے منقش کپڑوں میں زکوٰۃ، بینک کی سود، کونگے کے ذریعہ ذبح کا مسئلہ، حکومت برطانیہ کی ماتحتی میں ملازمت، انگریزی زبان سیکھنا اور سکھانا، شطرنج کھیلنا، آخر میں متفرقات کے باب میں علمی واعتقادی بحثیں اور رسوم و بدعات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث کے علاوہ مصنف علام نے درالمختار، شرح وقایہ اور فتاویٰ عالمگیری سے عربی اقتباسات کو حوالہ کے طور پر پیش کیا ہے۔

اس مجموعہ میں اردو کے علاوہ عربی وفارسی میں بھی فتاویٰ ہیں۔ فی زمانہ عربی وفارسی

سے استفادہ دشوار ہوگیا ہے چنانچہ جناب **مولانا** خورشید عالم صاحب استاد حدیث دارالعلوم دیوبند کی کوششوں سے نئی تبویب وتہذیب اورترتیب سے آسان زبان میں ترجمہ کرکے ایک جلد میں شائع کیا گیا ہے۔ ابتدا میں یہ تین جلدوں میں شائع ہوا تھا، اس میں تقریباً نوسو (۹۰۰) فتاویٰ شامل ہیں۔ابتدائی تین جلدوں کی تبویب وتہذیب میں مولانا برکت اللہ کی کاوش کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔جو مطبع قیومی کانپور سے ۹۹۲ صفحات میں شائع ہوا تھا۔

۱۹- فتاویٰ فرنگی،مفتی محمد عبدالقادر(م۱۹۵۹ء)،جلد: ایک،صفحات: ۲۶۴

فرنگی محل،لکھنؤ، ہندوستان کی علمی میراث کا ایک بڑا مرکز رہا ہے۔ یہاں کے ایک بڑے مفتی محمد عبدالقادر نے تقریباً چالیس (۴۰) سالوں تک مسند افتاء سے متعلق ہوکر خدمت انجام دی۔ ان فتاویٰ میں زبان کی سلاست ہے ، اسلوب میں سادگی ہے، البتہ حوالہ جات کا باضابطہ اہتمام نہیں ہے، اجتہادی ذوق ان فتاوی کی امتیازی شان ہے چنانچہ جگہ جگہ سلف کی آراء سے اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔اس مجموعہ کے مباحث یہ ہیں:

کتاب العلم، کتاب الحظر والاباحہ، کتاب النکاح والطلاق، کتاب الطہارت، کتاب الصوم والزکوٰۃ والصیام والحج، باب الوقف، عام فقہی کتابوں سے الگ اس مجموعہ کی ترتیب کچھ الگ ہے جیسا کہ ظاہر ہورہا ہے۔اس مجموعہ کو فتاویٰ قادریہ بھی کہا جاتا ہے۔

۲۰- فتاویٰ صدارت العالیہ،محمد رحیم الدین،جلد: ایک،صفحات: ۱۶۱

عہد مغلیہ کے دورزوال میں حیدرآباد کو علمی شہرت حاصل ہوئی، آصف الدولہ کا زمانہ اسلامی علوم کی آبیاری کے لیے معروف ہے۔ یہ فتاویٰ مسلم ریاست حیدرآباد سرکار عالی کے دارالافتاء کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔سرورق پہ یہ جملہ کندہ ہے: مجموعہ مہمات مسائل واحکام فقہیہ مجریہ محکمہ شیخ الاسلام صدر الصدور دولت عالیہ آصفیہ موسوم بہ فتاویٰ صدارت العالیہ۔

اس مجموعہ میں عبادات، مناکحات اور عقد ومعاملات پر اختصار کے ساتھ مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ نکاح وطلاق پر فتاویٰ کی تعداد دیگر مسائل کے مقابلہ میں زیادہ ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ازدواجی مسائل اور اس سے ابھرنے والے مسائل ہمیشہ زندہ رہیں گے، عام طور پر حوالوں کے نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۲۱۔فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، یعنی امداد المفتیین: محمد شفیع بن محمد یٰسین (م ۱۹۷۶ء)، جلد: ایک، صفحات: ۱۰۸۶

دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کے مفتی، جامعہ دارالعلوم کراچی کے بانی، پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے بورڈ آف تعلیمات اسلامی کے رکن، معروف تفسیر ''معارف القرآن'' کے مفسر مفتی محمد شفیع کی فقہی بصیرت کا زندہ جاوید ذخیرہ امداد المفتیین ہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند میں مسلسل ستائیس (۲۷) سالوں تک درس وتدریس اور افتاء سے منسلک رہے۔

یہ مجموعہ عقائد، عبادات اور معاملات سے بحث کرتا ہے۔ اس مجموعہ کی سب سے نمایاں خوبی اس کا مجتہدانہ طرزِ تحریر اور جدید مسائل کا احاطہ ہے۔ اس مجموعہ میں ۱۹۳۰ - ۱۹۴۳ء کے دوران دارالعلوم کے دارالافتاء سے منسلک ہوکر دیے جانے والے فتاویٰ شامل ہیں۔ پہلی بار یہ مجموعہ دارالعلوم دیوبند سے شائع کیا گیا جب کہ دوسری بار جدید ترتیب کے ساتھ مفتی محمد رفیع عثمانی، مفتی محمد عاشق الٰہی اور مولانا محمد اشفاق کے باہمی تعاون سے کراچی سے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا گیا۔ اس مجموعہ میں مفتی صاحب نے بعض فتوؤں سے رجوع کیا ہے جنھیں اختیار الصواب فی مختلف الابواب کے عنوان سے اس مجموعہ کے آخر میں شائع کردیا گیا ہے۔ تمام فتاویٰ میں حوالے نقل کیے گئے ہیں۔ جدید مسائل کی ایک فہرست ملاحظہ کریں:

پراویڈنٹ فنڈ اور اس سے حاصل شدہ رقم پر زکوٰۃ، رویت ہلال کی خبر کی تصدیق کے لیے بعض شرائط، روزہ میں انجکشن، حق تصنیف، بیعانہ کی رقم ضبط کرنے کا مسئلہ، سرکاری بینکوں

سے سود لینے کا مسئلہ، دار الحرب میں غیر مسلموں سے سود لینا، مدرسین کا فارغ اوقات میں دوسری ملازمت کرنا، ووٹ کی شرعی حیثیت، ڈاکٹر اور حکیم کی فیس، وارث کو عاق کرنا، (یہ معلومات ڈاکٹر حافظ غلام یوسف کے مقالہ بعنوان: اکابر علمائے دیوبند کی منتخب کتب فتاویٰ کا ایک تجزیاتی مطالعہ سے ماخوذ ہیں، جو انھوں نے عالمی سمینار بعنوان جنوبی ایشیا میں اسلامی قانونی فکر اور ادارے منعقدہ کیم تا ۳/اگست ۲۰۰۹ء اسلام آباد، پاکستان میں پیش کیا تھا۔)

۲۲- رسائل و مسائل: سید ابو الاعلیٰ مودودی (م ۱۹۷۹ء)، ج: ۷، ص: ۲۹۲۲

رسائل و مسائل دراصل ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور، کا مستقل فتویٰ و استفتاء کا عنوان ہے جو گذشتہ صدی کی چار دہائیوں تک جاری رہا۔ ترجمان القرآن اب بھی جاری ہے اور رسائل مسائل کی کالم نگاری کا کام دیگر حضرات انجام دے رہے ہیں۔ مولانا کی زندگی میں اس کے پانچ مجموعے الگ سے شائع ہوئے، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی نے اس کے متعدد ایڈیشن شائع کیے ہیں۔ جلد ششم اور ہفتم مولانا کے قریبی دوست جسٹس ملک غلام علی کے جوابات کا مجموعہ ہیں۔ ان پانچ مجموعوں میں سید ابو الاعلیٰ مودودی نے چھ سو تیس (۶۳۰) فتاویٰ جاری کیے ہیں۔ تمام جوابات دلائل سے پر اور اردو ادب عالیہ کا شاہکار ہیں۔ ان کے مشتملات کی تفصیل یہ ہے:

فقہی مسائل کے جوابات کی تعداد ایک سو پچاس (۱۵۰)، معاشی و کاروباری مسائل کے سلسلہ میں چھپن (۵۶) جوابات، اختلافی مسائل کے ضمن میں سرسٹھ (۶۷) جوابات، اعتقادی مسائل پر بیس (۲۰) جوابات، تاریخی نوعیت کے بیس (۲۰) جوابات، تحریک اور دعوت سے متعلق انتالیس (۳۹) جوابات، تفسیر، حدیث اور شخصیات سے متعلق ایک سو ترپن (۱۵۳) جوابات اور سیاسیات سے متعلق متعدد سوالات کے جوابات۔

سید مودودی کے فقہی جوابات کی سب بڑی خوبی اس کا بے تعصب ہونا اور مسالک اربعہ کو حق سمجھتے ہوئے تمام سے استفادہ کرنا ہے۔ چنانچہ کئی مقامات پر آپ نے امام مالک اور

امام شافعی کی آراء کو ترجیح دیا ہے، دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ رسائل ومسائل میں بنیادی مآخذ پر انحصار کیا گیا ہے اور بوقت ضرورت فقہاء کی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، چنانچہ اجتہادی ذوق اور فقہی بصیرت کا سراغ نظر آتا ہے۔ تیسری خوبی یہ ہے کہ مولانا نے فقہ کو ساج سے جوڑنے کی دانستہ کوشش کی ہے اور محض جچے تلے جملوں میں جواب دینے کے بجائے قاری/مستفتی کے ذہنی خلجان کو دور کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ آپ مفتی کے بجائے مشفق معالج نظر آتے ہیں۔ چوتھی خوبی یہ ہے کہ مولانا کے طرز استدلال سے فقہی وشرعی معاملات میں امت مسلمہ کے اندر اعتماد کی فضا بحال ہوئی اور مغربی مستشرقین کے اعتراضات کا غیر مرعوبانہ موقف فراہم کیا گیا۔ جدید مسائل کی ایک جھلک ذیل کے خاکہ سے ظاہر ہوسکتی ہے:

مہر کا رسمی ہوجانا، رشوت وخیانت کو حلال کرنے کے بہانے، داڑھی کا ایک مشت ہونا، جدید آلات کے ذریعہ ضبط ولادت اور توالد وتناسل کا حیلہ، کفاءت کا مسئلہ، اعضاء جسمانی کے عطیہ کا مسئلہ، مسلک لیگ کا موقف، اضطرار کی بناپر جواز کا مسئلہ، اسلامی حدود میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا مسئلہ، اختلاط مرد وزن کا معاملہ، چنگی کی شرعی حیثیت، موزوں پر مسح، زکوٰۃ فی سبیل اللہ، اسلام اور آلات موسیقی، الکحل آمیز ادویہ کا استعمال، مضاربت کی صورت میں زکوٰۃ، پوسٹ مارٹم، بیمہ کی شرعی حیثیت، انشورنس کی حرمت سے پاک کرنے کی تدابیر اور انسانی اعضاء کی قطع وبرید وغیرہ۔

۲۳- احکام ومسائل، سید عروج احمد قادری (م ۱۹۸۶ء) ج: ۲، ص: ۵۴۴

فاضل مصنف تصوف کی دنیا کے پارکھ، صاحب طرز محقق، فقیہ اور عظیم عالم دین تھے، جماعت اسلامی ہند سے آخر دم تک وابستہ رہے۔ اس کے آرگن ماہنامہ 'زندگی' رامپور کی ادارت آخری لمحات تک کرتے رہے، اس ماہنامہ کا ایک مستقل عنوان احکام ومسائل ہے، جس میں آپ پابندی سے خطوط کے ذریعہ آنے والے سوالات کے جوابات ارسال کرتے رہے جنھیں بعد میں

ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی نے دوجلدوں میں مرتب کر کے مرکزی مکتبہ رامپور سے شائع کر کے استفادہ کی راہ ہموار کردی ہے۔

مولانا عروج احمد قادری، حنفی ہونے کے باوجود بعض مسائل میں امام ابوحنیفہ سے اختلاف کرتے ہیں اوراپنی رائے دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ زکوٰۃ کے نصاب کے سلسلہ میں آپ کی فقہی بصیرت نمایاں ہوتی ہے۔ اس مجموعہ کا خاکہ یہ ہے:

تفسیر، عقائد، سیرت، معاشیات، معاشرتی مسائل مثلاً نکاح، طلاق، رضاعت، وراثت، عقیقہ اورلباس وغیرہ پر عام فہم اور شگفتہ انداز میں آپ نے رہنمائی فرمائی ہے۔

۳-سماجی، معاشی اورتعزیراتی مسائل سے متعلق کتابیں

۱- ایک مجلس کی تین طلاق، محمد سلیمان میرٹھی، صفحات: ۱۹۲

اس کتاب کے مضامین ایک سیمینار منعقدہ نومبر ۱۹۷۳ء، احمد آباد کے مقالات کا مجموعہ ہیں۔ اس میں مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا مختار احمد، مولانا شمس پیرزادہ، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری اور سعید احمد اکبرآبادی جیسے اساتذہ علم وفن نے شرکت کی تھی۔ مذکورہ علماء نے اپنے مقالات میں مسئلہ زیربحث کے سلسلہ میں اہل حدیث مسلک کی تائید کی، یعنی یہ کہ ایک مجلس کی تین طلاق کا حکم ایک طلاق ہوگا، ان حضرات نے حنفی مسلک کی مخالفت کی جس کی رو سے ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق، تین طلاق کے حکم میں ہوتی ہے۔قرآن اوراحادیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۲- بینک انشورنس اورسرکاری قرضے: برہان الدین سنبھلی، صفحات: ۱۲۸

مولانا برہان الدین سنبھلی کے مختلف فقہی وعلمی مقالات کا مجموعہ ہے، جوکتابی شکل سے قبل مختلف اردو رسائل میں شائع ہوچکا ہے۔ ان مقالات میں بینک عصر حاضر کی ضرورت،

انشورنس فقہی نقطہ، انشورنس اسلامی معیشت میں اور فقہی جائزہ بہت اہم ہیں۔قرآن وسنت کے حوالوں سے آپ نے ان نازک مسائل پر جومحققانہ بحث کی ان کے ذریعہ آپ کی ژرف نگاہی اور مجتہدانہ شان کا علم ہوتا ہے۔آپ نے جدہ میں منعقدہ کانفرنس اور علماء ہند کے فتاویٰ کی روشنی میں مسئلہ کا حقیقی پس منظر پیش کیا ہے۔مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء لکھنؤ کی وہ تجاویز بھی اس کتاب میں شامل کردی گئی ہیں جو علماء عصر نے ۱۵، ۱۶/دسمبر ۱۹۶۵ء میں متفقہ طور پر منظور کی تھیں۔اس کتاب کے ذریعہ ضرورت، مشقت کی تشریح، تخفیف کے اسباب اور ضرورت کے جواز پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳- کمرشیل انٹرسٹ کی فقہی حیثیت، محمد جعفر شاہ پھلواروی، صفحات: ۱۳۴

عصر جدید کے مسائل میں بینک کے سود اور بینک سے قرض جیسے موضوعات بہت اہمیت اختیار کرچکے ہیں۔علماء کرام کی رائیں شروع ہی سے اس مسئلہ پر مختلف رہی ہیں۔محمد جعفر شاہ پھلواروی نے اپنی اس کتاب میں بینک کے سود کو قرآنی ربا سے بالکل الگ قرار دیا ہے اور اسے کمرشیل انٹرسٹ کی اصطلاح دی ہے جس کے جواز پر انھوں نے اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ انھوں نے دونوں سود میں فرق قائم کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ کمرشیل انٹرسٹ یعنی بینک کے سود کا علم دنیا کو دسویں صدی عیسوی کے بعد ہوا ہے۔خلاصہ یہ کہ قرآن کا سود اور بینک کا سود دو الگ الگ چیزیں ہیں اور یہ کہ بینک کا سود حرام نہیں ہے۔

۴- فقہ الزکوٰۃ: یوسف قرضاوی، مترجم شمس پیرزادہ، صفحات: ۸۴۶

عالم عرب کے معروف عالم دین، عظیم مجتہد اور داعی علامہ یوسف قرضاوی کی کتاب کو اردوئے مبین میں ہندوستان کے جید عالم دین مولانا شمس پیرزادہ نے منتقل کرکے زکوٰۃ کے سلسلہ میں بعض مسائل پر علماء کے تحفظات اور اندیشوں کو دور کردیا ہے۔علامہ یوسف قرضاوی عالم

اسلام کے دور اندیش مفکر اور عبقری عالم دین ہیں۔ انھوں نے زکوٰۃ کی مد فی سبیل اللہ میں وسعت دے کر تمام رفاہی واصلاحی کاموں کے لیے اس باب کو کشادہ کر دیا ہے۔ علامہ نے اپنی اس کتاب میں عصر جدید کے بے شمار مسائل میں زکوٰۃ کی معنویت کو ثابت کیا ہے وہ مسائل یہ ہیں:

تجارتی حصوں میں زکوٰۃ، کرنسی نوٹ کے ذریعہ زکوٰۃ، فیکٹری، شہد، دفینہ کے خزانوں میں زکوٰۃ، ریاست وحکومت کی اضافی ٹیکسوں میں زکوٰۃ اور عصر جدید میں غیر مسلموں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ۔

ان تمام مسائل میں بے باکی کے ساتھ قرآن وسنت اور فقہاء کی آراء کی روشنی میں آپ نے مجتہدانہ بحثیں کی ہیں اور عصر جدید کے ان مسائل میں رہنمائی پیش کی ہے۔

۵- اسلام کا نظام آراضی مع فتوح الہند، مفتی محمد شفیع، صفحات: ۲۸۷

مفتی محمد شفیع کی یہ کتاب مستند، معلوماتی اور ملکیت زمین کے مسئلہ پر ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ مختلف ممالک کی زمینوں کی شرعی حیثیت اور زمینوں پر اسلامی حکومت کے اختیارات کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آبپاشی کے نظام، بنجر زمینوں کی کاشت کاری اور زمین کی پیمائش اور لگان پر مفصل بحث بھی اس میں موجود ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے باب میں چھ فصلیں ہیں، ان میں زمینوں کی اقسام اور شریعت کی روشنی میں تمام حیثیتوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ عہد برطانیہ سے قبل اور بعد میں زرعی قوانین (Agrarian Law) کا ذکر اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب دوم اور سوم میں تقسیم ہند سے قبل زمینوں کی شرعی حیثیت، شاہان اسلام کے فرامین اور ان کے تعامل کی روشنی میں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ان کے جداجدا احکامات کی عمل آوری پھر انگریزی عہد میں نئے قوانین کا بیان ہے۔ اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ کچھ زمینیں وہ ہیں جو مسلمانوں کو جنگ کی وجہ سے حاصل ہوئیں جب کہ دوسری وہ ہیں جو بغیر جنگ کے ان کے قبضہ وتصرف میں آگئیں

چنانچہ دونوں زمینوں پر مالکانہ حقوق کی الگ حیثیت بیان کی گئی ہے۔ باب چہارم میں دونوں ملکوں کے اوقاف سے متعلق احکام بیان کیے گئے ہیں باب پنجم میں دونوں ملکوں کی آراضی کے عشر و خراج کی وضاحت ہے۔

اس کتاب کی تصنیف کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان و پاکستان میں مسلمانوں کے قبضوں میں جو زمینیں ہیں ان کی شرعی حیثیت کی وضاحت کردی جائے تاکہ ان پر لگان اور ٹیکس کی تعیین میں آسانی ہو سکے اور دونوں طرف سے ترک وطن کرنے والے مہاجرین اور یہاں رہنے والے باشندوں کی متروکہ زمین کی شرعی حیثیت واضح ہو سکے۔ یہ کتاب زرعی نظام پر فقہی رہنمائی کے ساتھ تاریخی دستاویز کی بھی حیثیت رکھتی ہے۔

۶- اسلام کا زرعی نظام، محمد تقی امینی (م ۱۹۸۹ء)، صفحات: ۳۰۳

مولانا محمد تقی امینی سابق ناظم دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے عصر جدید کے متعدد مسائل میں اجتہادی فکر کا مظاہرہ کیا ہے۔ مراسلات دینی و علمی (مطبوعہ ۱۹۸۶ء) آپ کی فقہی بصیرت کا واضح ثبوت ہے۔ ''اسلام کا زرعی نظام'' اپنے موضوع پر اردو زبان میں گراں قدر اضافہ ہے۔ اس کتاب میں زمینوں کی اقسام، زمینوں پر حقوق اور مالکانہ قبضہ، غلوں پر ٹیکس اور لگان کا حساب وتخمینہ وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ مصنف گرامی نے حضور اکرم ﷺ اور خلفاء اربعہ کے زمانوں میں مفتوحہ زمینوں کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ انھوں نے مزروعہ اور غیر مزروعہ اور ان کے تعلق سے شرعی احکام کی وضاحت کی ہے۔ اس طرح کاشت کار، مزدور اور کسانوں کے مابین تعلقات کی تفصیلات بھی زیر بحث آئی ہیں۔

۷- اسلامی قانون اجرت، مجیب اللہ ندوی (م ۲۰۰۶)صفحات: ۲۴۰

یہ کتاب Labour Law جیسے اہم عصری موضوع پر ایک گراں قدر علمی کام ہے۔

صنعتی ترقی کے اس دور میں لیبر لاء نے مختلف وجوہ سے اہمیت اختیار کرلی ہے۔ اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں مثلاً نوکری کی شرائط وصورت، تنخواہ کی تعیین، اس کی ادائیگی کے طریقے، مالک اور ملازم کے مابین تعلق کی نوعیت وغیرہ کو شریعت کی روشنی میں واضح کیا جائے، چنانچہ جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ کے بانی مولانا مجیب اللہ ندویؒ نے اس ضرورت کی بحسن وخوبی تکمیل کردی۔ مسائل کی تشریح کے دوران مختلف فقہاء کی آراء سے استدلال کیا گیا ہے، جس سے اس کتاب کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔

۸ - سود، سید ابوالاعلیٰ مودودی، صفحات: ۳۲۳

عصر حاضر کے جلیل القدر مفکر سید اسلام ابو الاعلیٰ مودودی کی یہ کتاب اپنے موضوع پر وقیع وبے نظیر علمی تحقیق ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ سود کے عمل اور معاشی نقصانات کی نہ صرف وضاحت کی گئی ہے بلکہ دنیا میں رائج سودی نظام کی تباہ کاری اور بینک کی انفرادی سود کے مویدین کی سخت گرفت کی گئی ہے، اس ضمن میں مولانا مناظر احسن گیلانی کی ایک تحریر کی بھی تردید کی گئی ہے جس میں انھوں نے ربوا اور بینک کے سود میں فرق قائم کرکے اس کے جائز ہونے کی وکالت کی تھی۔ مولانا نے اس کتاب میں سود کی حقیقت، بین الاقوامی اقتصادی تعلقات اور مختلف ملکوں کی سیاست پر سودی اثرات کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور یہ خلاصہ کیا کہ سود کی ہر قسم ناجائز وحرام ہے۔ اس میں تفریق کرنا کسی طور مناسب وجائز نہیں حتی کہ دارالحرب میں بھی اس کے جواز کا فتویٰ دینا شریعت کی روح کے منافی ہے۔ عصر جدید کے بینکنگ سسٹم کے سودی نظام پر قرآن و حدیث اور فقہاء کی آراء کی روشنی میں آپ نے محققانہ کلام کیا ہے۔

۹ - الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزہ، اشرف علی تھانوی (م ۱۹۴۳ء)، ص: ۲۰۲

بیسویں صدی کے مجتہدین میں حضرت تھانوی کا نام اور کام ہر خاص وعام کے لیے

معتبر و معروف ہے۔ زیر نظر کتاب میں فقہ حنفی کے دائرے میں رہتے ہوئے ایک نا قابل التفات قضیے کو آپ نے انسانی مشقت کے حل کی خاطر عملی جامہ پہنانے کی رائے پیش کی۔ اور وہ تھا تفویض طلاق اور شدید ضرورت کے وقت کسی دوسرے امام کی رائے اور مسلک کی طرف مراجعت اور عدول۔

ہندوستان میں نو آبادیاتی دور میں قضاء کا شعبہ کالعدم قرار دیے جانے کے نتیجہ میں یہ مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا کہ احناف کے یہاں یہ جو فسخ نکاح کے لیے قاضی کے فیصلہ کا ہونا ضروری ہے اور اب جب کہ قاضی موجود نہیں ہے، زوجین کی مشقت کو کس طرح حل کیا جائے، چنانچہ پنجاب اور بعض دیگر ریاستوں سے ایسی عاجز خواتین کے ارتداد کی خبریں موصول ہونے لگیں۔ ایسی ناگہانی صورت میں حضرت تھانوی نے جرأت کے ساتھ کہا کہ فقہ حنفی کی رو سے بوقت ضرورت عورت کو حق حاصل ہے کہ اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا حق نکاح کے وقت حاصل کر لے تا کہ قاضی کی غیر موجودگی کے زمانہ میں بھی وہ شوہر سے جدا ہو سکے۔ دوسری بات آپ نے اس رسالہ میں یہ فرمائی کہ جو نکاح بغیر تفویض طلاق کی شرط کے ہو جائے فقہ مالکی کی رو سے ایسی صورت میں بھی زوجین کو بغیر قاضی کے فیصلہ کے جدا ہونے کا اختیار حاصل ہے۔ تیسرے رسالہ میں مفقود الخبر شوہر کی بیوی کے طویل اور صبر آزما انتظار کا بیان ہوا ہے۔ فقہ مالکی کی رو سے فتوی دیا کہ قلیل مدت کے انتظار کے بعد بیوی دوسری شادی کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ تفریق کے اسباب کے ضمن میں مجنون، مفقود، متعنت وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے جب کہ خیار بلوغ، خیار کفاءت اور حرمت مصاہرت کے احکام بھی تفصیل سے زیر بحث لائے گئے ہیں۔ ان مسائل کی ترتیب وتبویب کا کام آپ کے شاگرد مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے انجام دیا۔ ہندوستان کے معتبر فقہاء کی تصدیقات اور دار الافتاء کی مہریں بھی ان مسائل کے ضمن میں ثبت کر دی گئی ہیں۔ نیز حجاز کے مالکی فقہاء کے خطوط اور جوابات کو بھی شامل کتاب کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب میں رسائل کے عنوانات یہ ہیں:

رسالہ اول : تفویض طلاق بوقت نکاح

رسالہ دوم : تفریق بین الزوجین/ المختارات فی مہمات التفریق والخیارات

رسالہ سوم : حکم الازدواج مع اختلاف دین الازواج

رسالہ چہارم: المرقومات للمظلومات، یعنی تمام رسائل مذکورہ کا خلاصہ

رسالہ پنجم : رفاق المجتہدین وخلاصۃ المختارات فی مہمات التفریق والخیارات، جس میں حیلہ ناجزہ پر چند شبہات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

۱۰- مسلم اوقاف کے اصول نظم ونسق، اصطفیٰ حسین

زیر بحث کتاب اوقاف کی اقسام اور ان کے انتظام وانصرام کے قوانین وآداب پر مشتمل ایک دستاویز ہے، وقف کے سلسلہ میں شیعہ اور سنی اختلافات پر بھی اس کتاب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسلم پرسنل لاء میں اوقاف کی اہمیت، حکومت کی دلچسپی، حل اور مداخلت پر بھی بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں ان تنازعات اور حکومتی فیصلوں کو بھی درج کردیا گیا ہے جو حکومت اور مسلمانوں کے درمیان جدید ہندوستان میں وقوع پذیر ہوئے تھے، یہ کتاب ان طلبہ اور وکلاء کے لیے مفید مطلب ہے جو پرسنل لاء کے مطالعہ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

۱۱- حقوق الزوجین، سید ابوالاعلیٰ مودودی، صفحات: ۱۴۶

زن وشو کے حقوق اور ذمہ داریوں پر اس کتاب میں مبسوط گفتگو کی گئی ہے۔ صاحب کتاب نے اختصار اور جامعیت کے ساتھ ان شرائط کا ذکر کیا ہے جن کی موجودگی میں قاضی زن وشو کے درمیان تفریق کرسکتا ہے اور بیوی کو حق حاصل ہے کہ شوہر کی نااہلی اور نان نفقہ کی ادائیگی میں کوتاہی کی شکایت قاضی سے کرے، علاحدگی کے دیگر اسباب میں عنّین (نامردی) اور مفقود

الخبر خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی وضاحت اس کتاب میں کی گئی ہے۔ اس کتاب کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ صاحب کتاب حنفی المسلک ہونے کے باوجود امام ابوحنیفہ کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں مثلاً مفقود الخبر شوہر، نا اہل شوہر اور نان ونفقہ کی ادائیگی کی صلاحیت سے محروم شوہر کے سلسلہ میں دیگر فقہاء خاص طور پر امام مالک کی آراء سے صاحب کتاب کو اتفاق ہے۔

قرآن وحدیث کی کتابوں کے علاوہ الدر المختار، احکام القرآن اور فتاویٰ عالمگیری سے اس کتاب میں استفادہ کیا گیا ہے، کتاب میں موجود فٹ نوٹس میں فقہاء اربعہ کی رایوں کا ذکر کر دیا گیا ہے اس طرح یہ کتاب سید ابو الاعلیٰ مودودی کی کتابوں میں ایک اہم علمی اضافہ ہے۔

۱۲ - کتاب الشفعہ، مترجم: جسٹس سید محمود، صفحات: ۱۲۰

اوقاف کے متعلق مباحث تین کتابوں: مجمع البحرین، فتاویٰ قاضی خان اور عینی کی شرح کنز میں مذکور ہیں۔ ان مباحث کو جسٹس سید محمود نے اردو کا جامہ پہنا کر ایک علمی خدمت انجام دی ہے، کیوں کہ اردو کا یہ ترجمہ ہندوستانی عدلیہ کے ان وکلاء کے لیے بے حد قیمتی ریفرنس ثابت ہوا ہے جو عربی زبان سے نابلند تھے۔ اس کتاب میں عمدہ ترتیب کے ساتھ شفعہ کے متعلق تمام ضروری مباحث کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔ شفعہ کے متعلق فقہی احکام کا ذکر گھروں، دکانوں، کرایہ کی پراپرٹی اور زمینوں کے ضمن میں بیان ہوا ہے، ان مسائل کی تفصیلات فقہ حنفی کے موافق کی گئی ہیں۔

۱۳ - اسلامی قانون نکاح وطلاق ووراثت: فضل الرحمٰن، صفحات: ۳۲۰

اس کتاب میں فقہ حنفی کے مطابق مختلف کتابوں کی مدد سے خاندانی قوانین کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ خاندانی نظام میں نکاح وطلاق اور نفقہ وسکنیٰ کی جو اہمیت ہے اس کتاب کے مندرجات سے واضح ہوتی ہے، اس کتاب کے مباحث کو عربی زبان کی فقہی مآخذ سے اخذ کیا گیا ہے جن میں

ہدایہ، بدایہ، درمختار اور عالمگیری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کتاب میں حنفی نقطۂ نظر کی وضاحت ملتی ہے۔

۱۴ – جامع الاحکام فی فقہ الاسلام، مترجم: سید ابوالحسن، صفحات: ۸۶۸

عہد برطانیہ کی عدالتوں میں مسلم قانون کی توضیح و تفہیم کے لیے سید امیر علی کی انگریزی کتاب: Personal Law of the Muhammadans کا خوبصورت اردو ترجمہ سید ابوالحسن نے کیا اور ہندوستان کے قدیم مطبع نول کشور سے ۱۸۸۷ء میں دو جلدوں میں شائع کروایا۔ مسلم پرسنل لاء سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ، وکلاء اور جج کی آسانی کی خاطر اس کتاب کی تالیف عمل میں لائی گئی تھی۔ اس کتاب کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں پرسنل لاء سے متعلق احکام کو شیعہ اور سنی الگ الگ نقطۂ نظر سے بیان کر دیا گیا ہے۔

۱۵ – مجلّہ فقہ اسلامی، مرتب: مجاہد الاسلام قاسمی

۱۹۸۹ء سے تاحال، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی جانب سے متواتر بیس عالمی سمیناروں کے مقالات کے مطبوعہ مجموعوں کا نام مجلّہ فقہ اسلامی ہے۔ ان مجامع میں سماجی ومعاشی معاملات ومسائل کے تعلق سے ہزاروں علمی مباحث ہمارے سامنے آجاتے ہیں، ان مجموعوں کی تفصیل ایک الگ باب میں تفصیلی طور پر بیان کردی گئی ہے، البتہ یہاں اس کے چند خصائص کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سب سے اہم بات یہ کہ ان مجموعوں میں تقلید واجتہاد کی خوبصورت آمیزش نظر آتی ہے، دوم یہ کہ علماء کی اجتماعی مسائل کے ذریعہ اجتماعی اجتہاد کا روشن باب دنیا کے سامنے نکھار کر پیش کیا گیا ہے۔ سوم یہ کہ چاروں فقہاء سے تعلق رکھنے والے پیروؤں کا یہ معتدل پلیٹ فارم مسالک کے درمیان پائی جانے والی تختی کو تطبیقی عمل کے ذریعہ نرم کرنے کا کام کر رہا ہے۔

دوم تا ششم جلدوں میں جو سماجی و معاشی مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

اعضاء کی پیوندکاری، کرنسی نوٹوں کا تبادلہ، حقوق کا تبادلہ، بزنس میں نفع، موجودہ بینکنگ سسٹم، بینک کی سود کا استعمال، انشورنس، زکوٰۃ فی سبیل اللہ کی مد کا اعلان، موجودہ دور میں ہندوستان کے اندر عشری اور خراجی زمینوں کی تقسیم وغیرہ۔

ان مجامع میں سینکڑوں کتابوں کو بطور مصدر استعمال کیا گیا ہے، چند کے نام یہ ہیں:

السیر الکبیر، الهدایه والنهایه، بدایة المجتهد، احکام القرآن، فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ امدادیہ، فتاویٰ رحیمیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند اور فقہ الزکوٰۃ از علامہ یوسف القرضاوی۔

۴- جرم و سزا اور عدالتی نظام

۱۶- اسلام میں جرم و سزا، مترجم: معروف شیرازی، صفحات: ۴۰۰

زیر بحث کتاب عبدالعزیز امیر کی عربی تالیف: التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں انفرادی اور اجتماعی طور پر سرزد ہونے والے جرائم کا ذکر ہے اسی طرح حکومتی کارندوں کے ذریعہ انجام دیے جانے والے جرائم کا بھی احاطہ کیا گیا ہے اور ان تمام جرائم کی سزاؤں کا تفصیلی ذکر ہے۔

اس کتاب میں فٹ نوٹس کے ذریعہ متن کی مشکل عبارتوں اور فقہی اصطلاحات کی تفصیل و تشریح بیان کی گئی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک جامع دستاویز ہے جس میں اسلامی شریعت اور سزاؤں کے نفاذ کی حکمت اور اس کے عملی نفاذ پر علمی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۷- اسلامی قانون فوجداری، مترجم: عبدالسلام ندوی، صفحات: ۴۵۳

عدالتی نظام کے لیے فوجداری قانون (Criminal law) کی واقفیت ضروری

ہے۔ چنانچہ ایک مفتی اور قاضی کے لیے ضروری ہے کہ حدود وقصاص اور تعزیرات کے اصول و ضوابط اور قواعد وآداب سے بخوبی واقف ہو۔ فقہ کی تمام بنیادی کتابوں میں اس مسئلہ پر تفصیل سے کلام کیا گیا ہے۔ زیر بحث کتاب اصلاً فارسی میں ہے، جس کا نام کتاب الاختیار ہے اس کے مؤلف کا نام اور زمانہ تالیف کا سراغ نہیں لگ سکا لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ سلطنت دہلی کے کسی زمانہ میں اس کی تالیف عمل میں آئی ہوگی، کتاب کی اہمیت اور موضوع کی ضرورت کے تحت دارالمصنفین اعظم گڑھ کے خصوصی اہتمام سے اسے ترجمہ کر کے اردو زبان میں شائع کیا گیا، اس کتاب کو عہد برطانیہ کی عدالتوں میں اہمیت حاصل تھی۔ سلامت علی خان نے اس فارسی کتاب کو اردو زبان کا جامہ پہنایا۔ یہ کتاب اسلام کے فوجداری نظام پر وقیع سرمایہ ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے جن کتابوں سے اقتباسات نقل کیے ہیں یا حوالہ پیش کیا ہے ان میں قدوری، ہدایہ، شرح وقایہ، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ حمادیہ، فصول عمادیہ، فتاویٰ سراجیہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

۱۸- اسلامی عدالت: مجاہد الاسلام قاسمی، صفحات: ۴۷۹

عصر جدید کے مجتہد فقیہ قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نے اسلام کے عدالتی نظام کی فکری و عملی کاوشوں کو اردو زبان میں تحریر فرما کر علوم فقہ میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ قضا، افتاء اور عدالتی و افتائی نظام سے متعلق دیگر امور پر اس کتاب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کا مقدمہ بہت قیمتی ہے، جن میں فقہاء اربعہ کی اس ضمن میں کاوشوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ زمانہ رسالت مآب ﷺ سے زوال بنی امیہ تک عدالتی نظام کے محاسن اور کاوشوں پر عالمانہ کلام ہے۔ اس کے علاوہ مختلف عہد کے علماء کی کاوشوں اور ان کی آراء کو اس میں جمع کر دیا گیا ہے جن کا تعلق موضوع زیر بحث سے کسی نہ کسی پہلو سے اہم ہے، اس کتاب کے اندر عدالتی نظام سے متعلق درپیش مسائل مثلاً قاضی کی لیاقت، قاضی کے انتخاب کا عمل، اس کی معزولی اور قضایا کو حل کرنے کا طریقہ وغیرہ کو

آسان اسلوب میں بیان کردیا گیا ہے۔عصر حاضر میں ایک مفتی اور قاضی کے لیے اس میں رہنما اصول ہیں۔دوسری طرف عصر جدید کی اسلامی عدالتیں بھی اس میں اپنے لیے بیش بہا خزانہ اور علمی وعملی رہنمائی حاصل کرسکتی ہیں۔اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں نمبر وار ۷۳۹ دفعات کی روشنی میں قضا اور تفویض قضا، اجلاس، سماعت مقدمہ، تحکیم وثالثی اور دار القضاء کا عملی نظام بیان کردیا گیا ہے۔نمونہ کے طور پر عملی مشقیں بھی اس میں دے دی گئی ہیں۔

۱۹- القضاء فی الاسلام، عبدالسلام ندوی

اردو زبان میں نظام قضا کی اہمیت اور تاریخی پس منظر پر یہ ایک قیمتی کاوش ہے۔اس علمی کوشش کے ذریعہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں عدالتی نظام کے خد وخال کی تاریخ ہمارے سامنے آجاتی ہے۔اس کتاب میں قاضی کے انتخاب کے لیے ضروری اوصاف اور اس کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔مصنف کتاب نے موضوع زیر بحث کے بعض اہم نکات پر بحث کی ہے جو ہر زمانہ میں قضا وافتاء سے وابستہ افراد کے لیے رہنمائی کرتی رہیں گی مثلاً مقدمات کی پیشی کا طریقہ، اس پر مباحثہ، سوال وجواب، دعوی وجواب دعوی، شہادت، قبول اور رد اور مقدمات کے فیصلہ کے سلسلہ میں ضروری آداب اور فیصلہ کا اعلان ونفاذ۔

۲۰- ہندوستان اور مسئلہ امارت، عبدالصمد رحمانی، صفحات: ۱۴۰

ہندوستان میں عہد مغلیہ کے زوال اور اس کے مکمل خاتمہ کے بعد جہاں فارسی وارد و زبان کو منسوخ کردیا گیا وہیں مسلمانوں کو نوکریوں سے بے دخل کرنے کا سلسلہ شروع کردیا گیا، نظام قضا پر بھی پابندی لگا دی گئی، چنانچہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد اور مولانا ابو الکلام آزاد نیز دیگر اکابرین ملت کی کاوشوں سے خطہ بہار کے پھلواری شریف پٹنہ میں امارت شرعیہ کی داغ بیل ڈال دی گئی تاکہ مسلم تہذیب اور حقوق کی حفاظت کی جا سکے، جس کے ثمرات آج بھی واضح طور پر

محسوس کیے جاسکتے ہیں، اس زمانہ میں مولانا عبدالصمد رحمانی نے اس مسئلہ کو علمی انداز میں پیش کیا اور اس کی ضرورت کو اجاگر کیا۔

اس کتاب میں قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ امارت کی وضاحت، دارالاسلام و دارالحرب کے قضیہ کی تشریح اور اس ضمن میں فقہاء کرام کی تصریحات اور علماء امت کے مختلف فتاویٰ کو یکجا کردیا گیا ہے۔ اس کتاب میں امیر کی حیثیت، والی وولایت کی شرعی حیثیت پر عالمانہ بحث ہے۔

سید سلیمان ندوی کا وقیع مقدمہ اور خطبہ صدارت اجلاس ہفتم جمعیۃ علماء ہند کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا ہے۔ سید ندوی نے اس زمانہ میں امارت شرعیہ کے قیام اور اس کی ضرورت پر مبسوط انداز میں روشنی ڈالی تھی۔ اس کتاب کے ذریعہ یہ غلط فہمی دور کی گئی کہ امارت کبریٰ کے لیے فوجی و مادی طاقت ضروری ہے، اس کتاب سے یہ بات کھل کر علماء وعوام کے سامنے آگئی کہ امامت کبریٰ کے لیے مادی وسائل اور فوجی وسیاسی قوت ہونا لازمی شرط نہیں ہے۔ ان قوتوں کے نہ ہونے کے باوجود امامت کبریٰ کے قیام کی کوشش جاری رہے گی اور امت مسلمہ کو مل کر اسے قائم کرنا چاہیے۔

۵- جدید مسائل اور معاصر فقہاء کرام

۲۱- آلات جدیدہ کے شرعی احکام، محمد شفیع، صفحات: ۲۰۷

مفتی محمد شفیع، شاگرد رشید مولانا اشرف علی تھانوی کا جدید ہندوستان کے علماء کے درمیان ایک نمایاں نام ہے۔ آپ کے فقہی اجتہادات نے برصغیر کی علمی وشرعی رہنمائی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کتاب میں لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال، فوٹوگرافی، گراموفون، فوٹو فلم، ریڈیو کے ذریعہ تلاوت کلام پاک وغیرہ جیسے سلگتے مسائل پر متوازن رائے کا اظہار کرکے علماء کی بے چینی کو دور کیا گیا، مصنف علام نے اپنی بحث میں قرآن وسنت کے علاوہ الدر المختار، طحاوی،

بحر الرائق، المبسوط اور عمدۃ القاری سے اقتباسات نقل کیے اور بحث کو ایک سنجیدہ رخ عطا کیا ہے۔ ان تحریروں کی برکت کا نتیجہ ہے کہ آج برصغیر کا فقہی پس منظر کافی سنجیدہ، غور وفکر کا عادی اور تشدد و گروہ بندی کے بالمقابل فقہ مقارن کا حامی اور تطبیق کا قائل نظر آنے لگا ہے۔

۲۲- فقہ اسلامی اور دور جدید کے مسائل، مجیب اللہ ندوی، صفحات: ۲۰۷

مصادر فقہیہ اور ان کے تدریجی ارتقاء پر زیر بحث کتاب ایک تحقیقی دستاویز ہے۔ **مولانا** مجیب اللہ ندوی نے اس کتاب میں **عصر جدید** کے مسائل کے حل کے لیے رہنما **اصولوں** پر تفصیل سے **کلام** کیا ہے اور واضح کیا کہ ہر دور میں مسائل ابھرتے ہیں اور فقہاء امت نے اجتہاد کی بنیاد پر **ملت** کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے، فاضل محقق نے قیاس اور اجماع پر بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے اور تاریخی طور پر **ثابت** کیا ہے کہ فقہاء امت کا جدید مسائل کے حل کے **تعلق** سے سرگرم تعامل ہمیشہ قائم ودائم رہا ہے۔

۲۳- اجتہادی مسائل، محمد جعفر شاہ پھلواروی ندوی، صفحات: ۳۶۰

عصر جدید کے ہندوستان میں آزادی سے قبل **مولانا** محمد جعفر شاہ پھلواروی کی زندگی کا بیشتر حصہ ہندوستان میں گزرا، ملک کی تقسیم کے بعد آپ کی علمی **خدمات** سے ملک ہندوستان محروم ہوگیا۔ زیر نظر کتاب بھی **لاہور** سے ۱۹۵۹ء میں طبع ہوئی ہے۔ **آپ** کے اجتہادات میں قرآن وسنت کی کلیدی رہنمائی نظر آتی ہے۔

اس **کتاب** کے ذریعہ **آپ** نے ثابت کیا ہے کہ ہر دور میں الجھے اور سلگتے مسائل میں فقہ اسلامی نے بڑھ کر مسائل کا تجزیہ کیا اور شریعت کی رہنمائی میں جینے اور سبق لینے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ فاضل محقق کی علمی دریافت یہ ہے کہ اجتہاد کا دروازہ کسی دور میں بند نہیں ہوا ہے، اجتہاد ہمیشہ **ملت** کے علماء وفقہاء کے درمیان مانوس رہا ہے اور اس پر **عمل** جاری وساری رہا ہے۔ اس

کتاب میں جن مسائل پر اظہار خیال کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

رویت ہلال، وراثت کی تقسیم، زنا کی سزا، ملکیت زمین اور تجہیز وتکفین وغیرہ۔ ان مسائل کے تعلق سے ذہنوں میں جو الجھنیں ہیں یا ان پر جو اعتراضات وارد کیے گئے ہیں ان کا شافی جواب فراہم کیا گیا ہے۔ مصنف گرامی نے اسلام اور موسیقی پر ایک کتابچہ تصنیف کیا ہے جو الگ سے شائع ہو چکی ہے۔ موسیقی کے مؤیدین اور مخالفین کی آراء کو اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔

۲۴- اسلام میں حلال وحرام، علامہ یوسف قرضاوی، مترجم: مختار احمد ندوی، صفحات: ۴۳۲

عالم اسلام کے معروف ومعتبر محقق علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی عربی تصنیف الحلال والحرام اپنے موضوع پر ایک جامع تصنیف ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ حلال وحرام کی ایک طویل فہرست پر بحث کی گئی ہے اور ہر بحث میں قرآن وسنت سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حلال وحرام کی تعیین کرتے وقت فقہاء کی آراء بھی بیان کر دی گئی ہیں البتہ کسی مخصوص مکتب فکر کی نمائندگی نہیں کی گئی ہے۔ سماجی ومعاشی میدانوں میں بے شمار نئے مسائل پر محققانہ بحث اس کتاب کا امتیازی وصف ہے۔ جن پہلوؤں کو اس کتاب میں جگہ دی گئی ہے ان میں پرندوں/ جانوروں کا شکار، ذریعہ معاش کی تفصیلات، تزئین وآرائش، رہائشی گھروں کی تعمیر وتزئین، فیملی پلاننگ کے رائج طریقے، زیر کفالت افراد اور سرپرست کے درمیان تعلقات۔

۲۵، ۲۶- ۱-جدید فقہی مسائل، ۲-قاموس الفقہ، خالد سیف اللہ رحمانی، صفحات بالترتیب: ۷۰۹/ ۵۲۵

معاصر ہندوستان میں ابھرنے والی سماجی ومعاشی مسائل کی ایک طویل فہرست ہے۔ مختلف فقہاء کرام نے ان مسائل کا کبھی یکجا طور پر اور کبھی الگ الگ جائزہ لیا اور حل پیش کرنے کی

کوششیں کی ہیں۔ان فقہاء میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے فقہی بصیرت اور تحقیقی ملکہ سے نوازا ہے۔چنانچہ آپ نے غیر معمولی محنت، زبان وبیان کی قدرت ومہارت اور نصوص شرعیہ پر کامل دست گاہ کے نتیجہ میں حنفی فقہ کے مطابق ایک انسائیکلوپیڈیا تصنیف کرکے شاہ کار کارنامہ انجام دیا ہے۔ان معاصر مسائل کو مصنف گرامی نے قرآن وحدیث اور فقہی کتب کی مدد سے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔''جدید فقہی مسائل'' کی دو جلدوں میں جو مسائل زیر بحث آئے ہیں، ان میں نمائندہ یہ ہیں:

یورپی طرز کے بیت الخلاء، کاغذ کے ذریعہ طہارت، پٹرول سے کپڑوں کی دھلائی، مصنوعی دانت اور بال، ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ ولادت، کوئلہ کے ذریعہ تیمم، ٹرین میں قبلہ کی طرف رخ کرنا، نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، گلوکوز کا انجکشن، روزہ کے دوران بدن میں خون پہنچانا، اعضاء کی پیوند کاری، پوسٹ مارٹم، بینک کی ملازمت، پراویڈنٹ فنڈ کی سود، انشورنس اور بینک کی رقموں پر زکوٰۃ۔

''قاموس الفقہ'' نامی کتاب میں مصنف علام نے فقہ اسلامی اور فقہاء اربعہ کی خدمات وافکار پر عالمانہ گفتگو کے ساتھ یورپی اسکالرز کے ان اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے جو وہ وقتاً فوقتاً اس تعلق سے کرتے رہتے ہیں۔اس کتاب میں عصر جدید کے جن دیگر مسائل کو اجتہاد وقیاس کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی ہے ان میں نمائندہ یہ ہیں:

اقلیتوں کے حقوق، بین الاقوامی قوانین اور قوانین جنگ، فیملی پلاننگ اور اسلام وغیرہ۔

۲۷- رویت ہلال کا مسئلہ عصر حاضر کے وسائل اور ترقیات کی روشنی میں، برہان الدین سنبھلی، صفحات: ۱۲۴

رویت ہلال کا مسئلہ پوری اسلامی دنیا میں ایک معرکہ آراء بحث ہے، خاص طور پر برصغیر پاک وہند میں اکثر یہ مسئلہ اختلافی ونزاعی ہوجایا کرتا ہے۔علماء وقت نے اس مسئلہ پر اپنی

بصیرت کے مطابق روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع، مولانا محمد میاں اور دیگر حضرات نے مطالع کے اختلاف اور رویت ہلال پر گراں قدر تصنیفات تیار کردی ہیں۔

زیر بحث تصنیف عصر جدید کے ایک بالغ نظر محقق عالم دین مولانا برہان الدین کے قلم کا شاہ کار ہے جس کی توصیف مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مولانا سید ابوالحسن ندوی اور دیگر حضرات نے کی ہے۔ اس کتاب میں مصنف گرامی نے چاند کی رویت کی خبر بذریعہ ریڈیو، ٹی-وی اور وائرلیس پر کلام کیا ہے اور اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ انھوں نے اختلاف کی اصل جڑ پر گفتگو کی ہے اور مطالع کے اختلاف پر گفتگو کو مرتکز کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ شمس وقمر کے طلوع وغروب کے نتیجہ میں مختلف مقامات پر اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ان اسباب کا واضح اثر رویت ہلال کے موقع پر نمایاں ہوکر ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بڑے ملک کے بڑے رقبے پر ایک ہی وقت میں چاند کے نکلنے اور ڈوبنے کا امکان نظری نہیں ہے۔ مولانا نے اس کتاب میں مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء لکھنؤ کی وہ تجویز بھی شامل کی جو اس موضوع پر اجلاس منعقدہ ۳-۴ رمئی ۱۹۶۷ء کو قرارداد کی شکل میں منظور کی گئی تھی۔

۶ – فقہ اسلامی کا آغاز اور مصادر فقہ

۲۸ – احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت، محمد تقی امینی، صفحات: ۳۲۸

یہ کتاب جیسا کہ عنوان سے واضح ہے، ہر زمانہ اور مقام کے لیے شرعی اصولوں کی معنویت اور ان کے عملی نفاذ سے بحث کرتی ہے۔ مصنف نے اس کتاب کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ اسلامی احکام کا نفاذ جدید سے جدید دور میں ممکن ہے اور یہی اس کا امتیازی وصف ہے۔ بے شمار مسائل کے حوالے سے مصنف گرامی نے عصر رسالت مآب ﷺ اور ابتدائی قضاۃ اور مفتیان کے فیصلوں اور فتاویٰ کی روشنی میں اس قضیے کو حل کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل میں اسلامی شریعت اور قانون نے رہنمائی کی ہے۔ یہ کتاب علماء، فضلاء

اور اسلامی شریعت کا مطالعہ کرنے والے طلبہ کے لیے مفید مطلب ہے۔ مولانا ندوی کی اس تحریر کے ذریعہ عصر جدید کے مسائل میں شریعت کی رہنمائی اور بالادستی کو بآسانی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

۲۹- اجتہاد کا تاریخی پس منظر، محمد تقی امینی، صفحات: ۲۱۶

اجتہاد کے موضوع پر جامع کتاب ہے، اس کتاب میں اجتہاد کی شرعی حیثیت، اجتہاد کے ذریعہ مسائل کا تصفیہ، تاریخی طور پر مختلف زمانوں میں اس کے آغاز اور تعامل، اجتہاد کی شرائط، اصول اور آداب پر فاضلانہ بحث کی گئی ہے، ان بحثوں میں مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اجتہاد ہر دور میں فقہاء کے درمیان عمل میں رہا ہے اور کوئی ایسا دور تاریخ میں نہیں گذرا ہے جب اس کے فسخ ہونے، کالعدم ہونے یا مکمل طور پر خارج از بحث ہونے کا سراغ لگتا ہو۔

۳۰- اجتہاد اور تبدیلی احکام، مجیب اللہ ندوی، صفحات: ۲۱۵

اس کتاب میں اجتہاد کی شرعی حیثیت اور اس کی اہمیت وضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔ جدید سماجی ومعاشی حالات ومسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے مجتہد کی ضرورت اور اجتہاد کے اوصاف وشرائط بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان حالات کی نشان دہی کی گئی ہے جن میں اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کتاب میں حضرت عمر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے ان اجتہادات کو بیان کیا گیا ہے جن کے ذریعہ امت کے پیچیدہ مسائل میں شرعی رہنمائی، ملت اسلامیہ کے مسائل کا تصفیہ اور ان کی برکات کے طفیل ذہنی سکون نصیب ہوا ہے۔

جیسا کہ گذر چکا اس موضوع پر مولانا تقی امینی کی احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت ایک اہم دستاویز ہے، برصغیر کے دونوں بزرگوں نے اسلامی شریعت میں اجتہاد کی معنویت وضرورت کو بإحسن طریق واضح کر کے اردو زبان میں گراں قدر راضا نے کیے ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اساتذۂ فن، قضاۃ ومفتیان اور اسلامی قانون سے دلچسپی رکھنے والے وکلاء کے لیے

یکساں طور پر مفید ہیں۔

۳۱- اصول الفقہ، محمد عبید اللہ اسعدی، صفحات: ۲۸۰

احناف کے درمیان اصول فقہ کی تفصیلات کی مکمل توضیح اس کتاب میں جمع کردی گئی ہیں۔ اصول فقہ کی ابتدا اور اس میں اضافوں کا تاریخی پس منظر واضح کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں شریعت کے دو اصول: احکام تکلیفیہ اور احکام وضعیہ یعنی شرعی و الہامی ہدایات اور انسانی وضع کردہ اختیاری احکام کی تفصیل آگئی ہے۔ اس کتاب کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ مختلف فقہی اصطلاحات کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کی گئی ہے جن سے ایک مسلمان کو ہمہ وقت سابقہ پیش آتا رہتا ہے ان اصطلاحات میں فرض، واجب، سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ، مستحب، مکروہ وغیرہ خاص طور پر اہم ہیں۔ اسی طرح فقہاء کے ذیلی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے استحسان اور استصلاح کی قدرے تفصیل سے تعریف بیان کردی گئی ہے۔

۳۲- اصول فقہ اسلامی، عبدالرحیم، مترجم: مسعود علی، صفحات ۴۸۳

اس کتاب کے ذریعہ عہد برطانیہ کے ہندوستان میں انگریزی طبقہ (وکلاء، اساتذہ قانون، طلبہ) کو فقہ اسلامی کے آغاز و ارتقاء کے سلسلہ میں قیمتی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ سر عبدالرحیم نے کلکتہ یونیورسٹی میں ۱۹۰۷ء میں جو لکچرز انگریزی زبان میں دیے تھے بعد میں انھیں اردو کا قالب پہنانے کی توفیق مولانا مسعود علی کو ارزاں ہوئی۔ یہ ترجمہ پہلی بار کراچی سے ۱۹۶۷ء میں شائع کیا گیا۔

اس کتاب میں فقہ اسلامی کے تاریخی ادوار، اصول فقہ، مآخذ فقہ، عدالتی نظام، خاندانی قوانین، کریمنل لاء، بین الاقوامی قوانین پر سیر حاصل مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مسلم پرسنل لاء سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے اس کتاب میں کافی علمی مواد ہے۔

۳۳- اصول شرائع اسلام، مترجمین: مولانا مسعود علی اور حافظ محمد، صفحات: ۵۱۸

ڈنشا فاریڈونجی (Dinsha Faridonji) کی Anglo Muhammadan Law کا یہ اردو خلاصہ اور ترجمانی ہے۔ عہد برطانیہ کے ہندوستان کی عدالتوں میں کام کرنے والے جج، وکلاء اور قانون کے طلبہ کی آسانی کی خاطر اس کتاب کو انگریزی زبان میں تحریر کیا گیا تھا۔ بعد میں مسلم قانون دانوں، مفتیان اور قضاۃ کی سہولت و استفادہ کی خاطر ۱۹۷۹ء میں کراچی سے اردو زبان میں اسے طبع کرالیا گیا۔ اس کتاب میں مسلم پرسنل لاء سے متعلق قوانین کی وضاحت کی گئی ہے۔ چنانچہ نکاح وطلاق، نفقہ وسکنیٰ، وراثت، اوقاف، گارجین شپ وغیرہ پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ سر ڈنشا فاریڈونجی نے کافی عرق ریزی سے ان مسائل میں حنفی، شافعی اور شیعی نقطہ نظر کی الگ الگ وضاحت کردی ہے، ان امور کو نو (۹) ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ مدعی اور مدعیٰ علیہ کے معروضات، دعوی اور قضایا کے ساتھ ان کے ناموں کی صراحت بھی کردی گئی ہے جس سے علاقہ اور وقت کی صراحت بھی ہوجاتی ہے اور زمانی ومکانی احوال کی تفہیم میں مدد بھی ملتی ہے۔

۳۴- اصول شرع محمدی، مترجم: سید امیر علی

نوآبادیاتی دور کے عدالتی نظام سے جڑے ہوئے وکلا، جج اور طلبہ کو اسلامی قانون کی تفصیلات سے آگاہ کرنے کا کام مختلف حضرات نے انجام دیا ہے۔ انگریزی زبان سے واقف اور اردو و عربی سے نابلد اساتذہ وطلبہ کے لیے اس طرح کی علمی کاوشیں بے حد ضروری اور مفید ثابت ہوئیں۔ یہ کتاب سید علی رضا کی انگریزی تحریر The Principles of Muhammadan Law for Students کا خوبصورت اردو ترجمہ ہے۔ جو ۱۹۲۳ء میں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کی کوششوں سے منظر عام پر آسکا۔

اسلامی قانون کی وضاحت کے ضمن میں ایک معرکۃ آرا بحث شیعہ وسنی کے اختلافی مباحث ہیں۔ چنانچہ صاحب کتاب نے بڑی وضاحت کے ساتھ ملت اسلامیہ کے ان دو گروہوں کی شریعتوں کی وضاحت کی ہے۔مزید برآں بے شمار سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل زیر بحث آگئے ہیں۔مثلاً تجارتی سرگرمیاں، زن وشو کے تعلقات، حقوق وفرائض، نفقہ وسکنیٰ اور وراثت کے مسائل پر تفصیلی نگاہ ڈالی گئی ہے۔عدالتی نظام کی ضرورت کی خاطر چونکہ یہ کتاب تحریر کی گئی ہے لہذا عہد برطانیہ کی عدالتوں میں ارسال کردہ بے شمار قضیوں، مدعی اور مدعا علیہ کے ناموں کی صراحت بھی اس کتاب میں مل جاتی ہے۔

۳۵- تاریخ فقہ اسلامی، مترجم: عبدالسلام ندوی، صفحات: ۴۸۰

محمد الخضری کی تاریخ التشریع الاسلامی، اپنی جامعیت اور تحقیقی طرز تحریر کی وجہ سے اسلامی دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔دارالمصنفین اعظم گڑھ نے اس کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا عبدالسلام ندوی کی نگرانی میں اس کے ترجمہ اور طباعت کا اہتمام کیا۔

اس کتاب کے ذریعہ فقہ اسلامی کی نشو ونما اور ترقی کے مختلف ادوار کا علم ہوجاتا ہے، اسی طرح فقہاء اربعہ اور ان کی فقہی کاوشوں نیز ان مذاہب کی امہات کتب بھی زیر بحث لائی گئی ہیں، آخری دو ابواب میں تقلید اور اجتہاد سے متعلق علمی بحثوں کے ذریعہ مصنف گرامی کی تبحر علمی کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔

۳۶- فقہ اسلامی کی نظریہ سازی، مترجم: عتیق احمد بستوی، صفحات: ۲۵۶

ڈاکٹر جمال الدین عطیہ نے قطر یونیورسٹی کے طلبہ وطالبات کے سامنے ۱۹۷۷ء میں عربی زبان میں جو محاضرات (لکچرز) پیش کیے تھے ان کا ترجمہ فقہ اسلامی کی نظریہ سازی کے عنوان سے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے شائع کرکے علوم فقہ اسلامی میں ایک جدید طرز فکر کو متعارف

کرایا ہے۔ اس کتاب میں فقہ اسلامی کو ایک نظریہ اور فکر وفن کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ علم فقہ اور اصول فقہ کی تاریخی روداد بیان کرتے ہوئے فقہاء اربعہ کے رجحانات، مختلف امور میں ان کی آراء، اختلاف امور کے اسباب ومحرکات کو بیان کیا گیا ہے اور ان موضوعات پر دستیاب کتب کے ذخائر کی طرف بھی فاضل محقق نے رہنمائی کی ہے اسی طرح ایک فہرست ان کتابوں کی دی گئی ہے جن کے ذریعہ اصول فقہ اور وضع قوانین کے سلسلہ میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

۷ ۳- اسلامی شریعت کا عمومی نظریہ، مترجم: عتیق احمد بستوی، صفحات: ۳۵۰

ڈاکٹر جمال الدین عطیہ کے ان محاضرات (لکچرز) کا عربی مجموعہ ہے جو انھوں نے کلیۃ الشریعہ قطر یونیورسٹی کے طلبہ وطالبات کے سامنے پیش کیا تھا۔ اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا کی خصوصی عنایت سے یہ کتاب ہندوستانی طلبہ واساتذہ کے لیے اردو زبان میں ارزاں ہوسکی، عمومی نظریہ سے مراد وہ عام تصور ہے جو ایک نظام قانون کی حیثیت سے اسلامی شریعت کے بنیادی خطوط کی وضاحت کرتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ عمومی نظریہ اصول فقہ کو شامل ہے۔ ڈاکٹر عطیہ نے ذیل کے عناوین کو اس کتاب کا حصہ بنایا ہے:

شریعت کی خصوصیات وامتیازات، دوسرے علوم سے شریعت کا ربط وتعلق، شریعت کے مقاصد، شریعت کے کلی مقاصد، حکم شرعی کا محل، حکم شرعی کے اقسام اور اس کے بنیادی مجموعے، حکم شرعی کے مصادر وماخذ، حکم شرعی تک رسائی کا طریقہ، حکم شرعی کا شخصی دائرہ، حکم شرعی کی تطبیق، حکم شرعی کا مکانی دائرہ اور حکم شرعی کا زمانی دائرہ۔

اس کتاب میں معاصر عرب دنیا کی تحقیقات سے استفادہ کیا گیا ہے مثلاً القواعد الفقہیہ از عبدالبر ڈاکٹر محمد ذکی، الحکم الشرعی والقاعدۃ القانونیہ از عبدالبر ڈاکٹر محمد ذکی، کشف الاسرار از ڈاکٹر عبدالفتاح عبداللہ، القانون السعودی از ڈاکٹر محمد حسن، نظریۃ المصلحۃ فی الفقہ الاسلامی از حسان ڈاکٹر حسین حامد۔ احکام الذمیین والمستامنین فی دارالاسلام از ڈاکٹر عبدالکریم زیدان۔

۷ - سوانحی کتب فقہ

۳۸- آثار امام شافعی، مترجم: سید رئیس احمد جعفری، ندوی، صفحات: ۷۵۴

محمد ابو زہرہ عرب دنیا میں فقہ اور فقہیات کی اعلیٰ و تحقیقی مذاق کے لیے معروف ہیں، آپ نے متعدد کتابوں کے ذریعہ تاریخ فقہ اور افکار و آراء فقہاء پر قابل قدر اضافے کیے ہیں۔ پیش نظر کتاب اسی عنوان کے تحت آپ کی وقیع علمی خدمت ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ حضرت امام شافعی کی زندگی اور ان کی فقہی خدمات کو تفصیل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ ضرورت تھی کہ برصغیر میں امام اعظم کے علاوہ دیگر فقہاء کے اصول فقہ اور امتیازات پر بھی معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ سید رئیس احمد جعفری کے اس ترجمہ کے ذریعہ اس کمی کا ازالہ ہوگیا، اس کتاب میں الرسالہ اور کتاب الام کا الگ سے تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے کیوں کہ یہ دونوں کتابیں مذہب شافعی کی اساس و بنیاد ہیں۔

۳۹- امام ابوحنیفہ عہد و حیات، فقہ و آراء، مترجم: سید رئیس احمد جعفری، ص: ۷۱۱

ڈاکٹر ابو زہرہ کی عربی کتاب کا یہ ترجمہ اپنے موضوع پر معلوماتی اور جامع ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ امام اعظم کی زندگی، ان کی فقہی خدمات، اصول، استدلالی منہج اور تدوین فقہ کے سلسلہ میں معتبر معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مصنف گرامی نے فقہاء اربعہ کے اصول فقہ کا اس کتاب میں تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔ انھوں نے کئی مقامات پر امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا ہے اور دیگر فقہاء کے اصول کو قابل ترجیح پایا ہے۔

۴۰- حدائق الحنفیہ، فقیر محمد جہلمی، صفحات: ۴۹۴

فقہاء احناف کے اس سوانحی گلدستہ کا آغاز دوسری صدی ہجری سے ہوتا ہے جس میں چودہویں صدی ہجری تک تقریباً پانچ سو (۵۰۰) سے زائد فقہاء کرام کی زندگیوں کے بارے

میں معتبر اور تفصیلی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کتاب میں ہر صدی کے فقہاء احناف کو ایک جگہ حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کیا گیا ہے۔ اپنے موضوع پر یہ کتاب نادرونایاب ہے۔

۴۱ - حیات امام احمد بن حنبل، سید رئیس احمد جعفری ندوی، صفحات: ۵۰۸

یہ کتاب امام احمد بن حنبل کی حیات وخدمات پر جامع علمی مرقع ہے۔ شیخ محمد ابو زہرہ کی عربی کتاب ابن حنبل- حیاتہ وعصرہ آراءہ وفقہہ، کا ترجمہ ہندوستان کے معتبر عالم دین رئیس احمد جعفری نے کیا، جن کے اردو ترجموں کی سلاست وروانی ان کے ترجمہ پن کی نفی کرتی ہے۔

اس کتاب کے ذریعہ امام احمد بن حنبل کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرلیا گیا ہے، ان کے اصول فقہ کی بحث کو بیان کرنے کے ساتھ امام شافعی اور احمد بن حنبل کے اصول فقہ کا تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح اس کی جامعیت نکھر کر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

مترجم گرامی نے مصنف کتاب سے بعض جگہوں پر اختلاف کیا ہے مثلاً امام احمد بن حنبل کا یہ کہنا کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں معتزلہ کا موقف درست تھا، اس سے مترجم کو سخت اختلاف ہے اور وجہ اختلاف کو انھوں نے بیان کیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ مصنف سے جن جگہوں پر تکرار کا صدور ہوا تھا مترجم نے ان مکررات کو حذف کر کے کتاب کی افادیت میں اضافہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

۴۲ - حیات امام اعظم، عزیز الرحمٰن، صفحات: ۴۰۸

امام ابوحنیفہ کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر یہ کتاب گراں قدر علمی اضافہ ہے۔ فقہ حنفی کے امتیازی پہلوؤں، فقہ حنفی کی تدوین کی تاریخ اور طریقہ ومنہاج، نیز تقلید واجتہاد کے تعلق سے فقہاء کی آراء کو اس کتاب میں یکجا کردیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ امام اعظم نے اپنی فقہی خدمات کے دوران جن جن مسائل میں رجوع کیا اور اپنا نیا موقف

ظاہر کیا ان سبھی امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے آخری حصہ میں امام اعظم کی علمی خدمات اور ان کی عملی زندگی کے اہم گوشوں کا خلاصہ کیا گیا ہے۔ اس طرح گونا گوں پہلوؤں کی حامل یہ کتاب طلبہ واساتذہ کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہے۔

۴۳-سیرت ائمہ اربعہ، رئیس احمد جعفری ندوی، صفحات: ۶۲۰

سید رئیس احمد جعفری کی یہ کتاب فقہاء اربعہ کی حیات وخدمات پر ایک تحقیقی جائزہ ہے۔ یکجا طور پر چاروں مذاہب کے بانیان کی سوانح عمریاں، اساتذہ وشاگردان، اصول و امتیازات، تقابلی مطالعہ اور قانون سازی کا منفرد طریقہ اور اس کی تاریخ نیز ان حضرات کی فقہی تالیفات کے مطالعات کو ایک کتاب میں خوبصورتی کے ساتھ سمونے کی علمی کاوش پر مولانا ندوی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس سے قبل انھوں نے ڈاکٹر محمد ابوزہرہ کی عربی کتابوں کے اردو ترجمے کیے تھے، جو انھوں نے فقہاء اربعہ پر الگ الگ جامع کتابوں کی شکل میں تصنیف کیے تھے، غالبًا زیر بحث کتاب کی تصنیف میں ان ترجموں نے مہمیز کا کام کیا ہوگا۔ مولانا جعفری نے ترجمہ کے دوران بھی مصنف سے جگہ جگہ اختلاف کیا تھا، کتاب زیر بحث میں ان کے فکری خیالات کی ترجمانی ہوگئی ہے۔

۴۴- سیرت النعمان، شبلی نعمانی، صفحات: ۲۲۴

امام اعظم کی حیات وخدمات پر جو تحقیقی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، ان میں علامہ شبلی نعمانی کی یہ کتاب صف اول میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں، پہلے حصے میں امام ابوحنیفہ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے جب کہ دوسرا حصہ فقہی مصادر و مآخذ پر امام صاحب کے گراں قدر خیالات اور مسائل کے تصفیہ کے سلسلہ میں ان کے مناہج و طریقہ کار پر مبنی ہے۔ علامہ شبلی نے حضرت امام ابوحنیفہ کی حدیث پر عالمانہ ومحققانہ نظر نیز

احادیث سے بھرپور استفادہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے قیاس کی قانون سازی میں اہمیت وضرورت اور امام صاحب کی اس میدان میں اسبقیت کو اجاگر کیا ہے۔ دوسرا علمی موضوع فقہ حنفی کا رومن قانون سے جذب وانجذاب کی معرکہ آراء بحث ہے۔ حضرت الاستاذ علامہ شبلی نے مستشرقین اور ان سے مرعوب مسلمانوں کے اس شبہ کا ازالہ علمی طور پر کیا اور ثابت کیا کہ فقہ حنفی کی تدوین خالص اسلامی بنیادوں اور افکار پر ہوئی ہے، رومن قانون کو خواہ مخواہ اس کی اصل واساس قرار دینا علمی دیانت اور تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ علامہ شبلی، امام اعظم کی جلالت شان اور ان کی خدمات کے اعتراف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں، کیوں کہ ان کے بقول امام اعظم اس کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ اس اثر پذیری کا مظاہرہ مصنف گرامی نے 'نعمانی' کے لقب کو اختیار کرکے کیا ہے۔

۴۵- مفید المفتی، عبدالاول جونپوری، صفحات: ۱۲۰

اردو زبان میں فقہاء کرام کے سوانحی خاکوں میں مفید المفتی کا اپنا ایک منفرد مقام ہے۔ فقہ اسلامی کی نشو ونما اور اس کے تاریخی ارتقاء پر روشنی ڈالتے ہوئے خاص طور پر حنفی مذہب کی تاریخی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا بیش تر حصہ مختلف ادوار میں فقہاء احناف کی حیات وخدمات پر مبنی ہے۔ اس ضمن میں فقہ حنفی پر تصنیف شدہ کتابوں کا ایک خاکہ بھی ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ کتاب کے ابتدائی حصہ میں ماٰخذ ومصادر فقہ اسلامی، اصول فقہ، مصطلحات فقہ کا تعارف اور حنفی مسلک کے امتیازات کے بیان کے ضمن میں فتویٰ نویسی کے فن اور ہنر پر مبسوط گفتگو کی گئی ہے۔

فقہاء کے سوانحی خاکوں میں تاریخی تدریج کا خیال رکھا گیا ہے اور کتاب کے درو بست میں الف بائی انداز و اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے۔ زیر نظر کتاب اپنی اندرونی علمی شہادت کی بنیاد پر اسکالرز کے لیے ایک جامع تاریخی مرقع ہے۔

باب ششم
فصل اول

پاکستان کی جامعات اور علمی مراکز میں علوم فقہ کی تدریس و تحقیق

اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنے زمانہ قیام سے آج تک فقہ اسلامی کی تدوین جدید و ترسیل بلیغ میں منہمک و سرگرم ہے۔ مدارس اسلامیہ کا مستحکم جال ملک کے طول و عرض میں علوم اسلامیہ کے فروغ اور جدید تقاضوں کا معتدل جواب فراہم کرنے میں مصروف کار ہے۔ دوسری طرف ملک کی تمام یونیورسٹیز میں فقہ اسلامی کو ایک لازمی فن کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے، جس کا اندازہ بہاول پور یونیورسٹی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بین الاقوامی یونیورسٹی وغیرہ کے نصابات کو دیکھ کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ پاکستان میں فقہ اسلامی فقہ الواقعہ سے ہم آہنگ نظر آتا ہے جس کی بنیادی وجہ غالباً حصول پاکستان کے بنیادی مقصد یعنی قیام حکومت اسلامیہ کے لیے علمی و سائنسی تربیت اور نتیجہ خیز عملی و تطبیقی مواد فراہم کرنا ہے۔

زیر ترتیب مقالہ در اصل ذاتی مشاہدہ و ملاقات، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی لائبریری سے اخذ و استفادہ، شریعہ اکیڈمی اور بین الاقوامی یونیورسٹی کی مطبوعات کے مطالعہ پر مبنی ہے۔ خاص طور پر بین الاقوامی یونیورسٹی میں یکم تا ۳ اگست ۲۰۰۹ء کو منعقدہ عالمی کانفرنس بعنوان جنوبی ایشیا میں اسلامی قانونی فکر اور ادارے میں شرکت نے مجبور کیا کہ پاکستان کے فقہی کردار اور پس منظر کو تحریری شکل دی جائے۔ چنانچہ اس کانفرنس کے بعض مقالات سے اس مقالہ کی تیاری میں مدد لی گئی ہے۔ خاص طور پر ڈاکٹر اکرام الحق یٰسین صاحب کا مقالہ بعنوان: فقہ و فتاوی

کی ترویج و ارتقاء میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا کردار- ایک تجزیاتی مطالعہ، ڈاکٹر عبدالرزاق گھانگھرو صاحب کا مقالہ بعنوان: فقہائے سندھ کے فقہی مخطوطات کا تعارف ومطالعہ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب کا مقالہ بعنوان: بلوچستان کی کتب فقہ-ایک مطالعہ اور محترمہ مسز شگفتہ عمر صاحبہ کا مقالہ بعنوان: برصغیر میں مسلم عائلی قوانین کے ارتقاء، نفاذ اور اثرات کا جائزہ۔ کے خصوصی شکریے کے ساتھ اس باب کو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ زیرنظر مقالہ چار ذیلی عنوانات پر محیط ہے۔ ۱-فقہ اسلامی کی ترویج وارتقاء میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا کردار، ۲-فقہاء سندھ کی فقہی خدمات، ۳-بلوچستان کی فقہی تالیفات، ۴-پرائیویٹ اور حکومتی اداروں کی فقہی خدمات۔

۱ - بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد:

اس یونیورسٹی کی خشت اول کا خمیر عناصر فقہیہ سے عبارت ہے۔ اس کے قیام کا تاسیسی پس منظر عالم اسلام کو سیاسی وفکری مغلوبیت سے نکال کر قیادت کے منصب جلیل تک فائز کرنا ہے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کی محرومی سے امت مسلمہ کو نکالنے میں جہاں برصغیر کے جلیل القدر علماء ودانش وران نے جدوجہد کی وہیں پاکستان میں حصول آزادی کے بعد ملت اسلامیہ کی خدمت کا وہی دور در اصل گزرتا ہوا ۱۹۸۵ء میں باضابطہ طور پر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی شکل میں نمودار ہوا۔ ۱۹۹۲ء کے تعارف نامہ میں یونیورسٹی کے قیام کا پس منظر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

چونکہ نفاذ شریعت کے لیے ایسے رجال کار کی ضرورت تھی جو بیک وقت گہرے علمی تخصص اور نفاذ شریعت کے لیے مطلوبہ علمی قابلیت کے حامل ہوں تو اس پس منظر میں پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں اسلامی یونیورسٹی کا قیام پندرہویں صدی ہجری کی ابتدا میں پاکستان کی طرف سے امت اسلامیہ کے لیے ایک تحفہ تھا۔

اس یونیورسٹی کی امتیازی خصوصیات ان الفاظ میں بیان کی گئی ہیں:

اس یونیورسٹی کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی بنیاد ایک عملی ضرورت پر رکھی گئی اور اس کا قیام محض علمی امتیاز کے شوق کا نتیجہ نہیں۔ اس کی تاسیس عالم اسلامی میں بالعموم اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بالخصوص بیدار ہونے والے اس شعور کی مرہون منت ہے کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں شریعت نافذ کی جائے۔ چوں کہ نفاذ شریعت کے جذبے کو عملی شکل دینے کے لیے باصلاحیت رجال کار کی موجودگی ناگزیر تھی اس لیے یونیورسٹی کی ابتدا ایسے کلیات سے کی گئی جن کی نفاذ شریعت کے عمل کے لیے ضرورت تھی۔ ان میں ایک تو کلیہ الشریعہ تھا جس کی ذمہ داری ایسے جج تیار کرنا تھی، جو نفاذ شریعت کی اہلیت رکھتے ہوں، نیز ایسے فقہی ماہرین کی تیاری بھی اسی کے فرائض میں شامل تھی جو شریعت کے بنیادی مآخذ سے احکام کے استنباط کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ یونیورسٹی کی دوسری فیکلٹی اس کا کلیۂ اصول الدین تھا جس کی ذمہ داری ایسے داعی تیار کرنا تھی جو معاشرے کی اسلامی تربیت کر کے اسے مروّجہ قوانین کی جگہ زندگی کے ہر شعبے میں شرعی قوانین اپنانے کے لیے تیار کر سکیں۔ اس کا تیسرا شعبہ اسکول آف اسلامک اکنامکس تھا جس کے ذمے ایسے ماہرین معاشیات کی تیاری تھی جو ملکی معیشت کو اسلامی رخ پر ڈھال سکیں۔[۲]

یوں ۱۹۷۹ء میں ۹ طلبہ پر مشتمل ایک فیکلٹی سے شروع ہونے والی یہ یونیورسٹی آج اپنے اندر ۹ کلیات، ۳۳ ذیلی اداروں، ۲/اکیڈمیوں، ۵ مراکز خدمات و تربیت اور ۹ مکتبات کو سمیٹے ہوئے ہے۔ جہاں چالیس تعلیمی شعبے کام کر رہے ہیں اور ان میں تقریباً دس ہزار طلبہ اور سات سو طالبات زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ آج اس میں لسانیات، آئی ٹی، انجینیرنگ، اپلائیڈ سائنسز، سوشل سائنسز وغیرہ سب کچھ ہی پڑھایا جاتا ہے مگر شاید ہی اس کی کوئی فیکلٹی یا کوئی ذیلی ادارہ ایسا ہو جو فقہ یا اس سے متعلقہ علوم کی تحقیق، اشاعت، تدریس یا ترویج میں کوئی کردار ادا نہ کر رہا ہو۔ اس طرح یونیورسٹی کے یوم تاسیس سے لے کر آج تک مختلف شعبہ ہائے زندگی میں فقہی بصیرت رکھنے والے رجال کار کی تیاری اور دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اسلامی قانونی

فکر کی ترویج، تفہیم اور اشاعت کا جونصب العین اسے دیا گیا تھا اس نے بطور ایک مادر علمی اسے نبا ہنے کی کوشش کی۔ گویا نفاذ شریعت کا جذبہ لے کر پیدا ہونے والی یہ یونیورسٹی اب سائنس و ٹیکنالوجی سمیت تمام شعبہ ہائے زندگی میں شرعی رہ نمائی کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنا کر عملاً یہ ثابت کر رہی ہے کہ فقہ اسلامی ہر شعبہ میں ہونے والی برق رفتار ترقی اور نت نئی ایجادات کے تقاضوں کے عین مطابق تمام مسائل کا شرعی حل پیش کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔

بین الاقوامی یونیورسٹی کے فقہی نصاب تعلیم، تربیت فقہاء اور تحقیق کے حوالے سے بعض امتیازات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

کلیۃ الشریعۃ والقانون (Faculty of Sharia and Law) میں سب سے زیادہ فقہی مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ اس کلیہ میں ایل ایل بی شریعہ، ایل ایل ایم شریعہ، ایل ایل بی آنرز، ایک سالہ قاضی کورس اور پی ایچ ڈی شریعہ کے کورسز نافذ العمل ہیں۔ ان ڈگریوں کو پھر مختلف شاخوں میں پھیلایا دیا گیا ہے مثلاً ایم ایس ہیومن رائٹس، ایل ایل ایم انٹرنیشنل لاء، ایم ایس اسلامک کمرشیل لاء۔ ان تمام پروگراموں کے نصاب کی تیاری میں قدیم اسلامی فکری ورثے اور جدید فقہی تحقیقات سے بھرپور فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

کلیہ کے تعلیمی اہداف میں خاص طور پر جو باتیں درج کی گئی ہیں وہ اس طرح ہیں:

فقہ و قانون کا تقابلی مطالعہ پیش کرنا، کلیہ کے فضلاء نفاذ شریعت کے عمل میں فکری بنیاد فراہم کرسکیں، فضلاء اعلیٰ علمی کوائف کے حامل ہوں جو عدالتی مناصب کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں اور ملکی اداروں کی معاونت کرسکیں، فضلاء وضعی قوانین (انسانی ساختہ قانون) کی جگہ نفاذ شریعت کے عمل اور اس قانون کے نقائص کو دور کرنے میں فعال کردار ادا کرسکیں، علمی اور عملی لحاظ سے نئے قانونی نظام کی آبیاری کریں اور مضبوط شرعی بنیادوں پر استوار کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ اس یونیورسٹی کی ڈگری کے حاملین کو بار ایسوسی ایشن کی طرف سے وکالت کا اجازت نامہ جاری کیا

جاتا ہے[۳۳]۔

اس یونیورسٹی میں تدریس فقہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ دورِ حاضر میں میسر نظام تعلیم کے اندر رہتے ہوئے ایسا نصاب تعلیم اور اسلوب تدریس متعارف کروایا گیا جو علمی معیار میں مدارس دینیہ سے کسی درجہ کم نہیں بلکہ جدت اور حرکیت کے لحاظ سے یہ نصاب جامعات دینیہ کے نصاب سے بھی ممتاز ہے۔ نیز اصول فقہ کی تدریس، مختلف فقہی مذاہب کا تقابلی مطالعہ اور دیگر نظامہائے قانون کی تدریس بھی اس کے نصاب کے اہم مضامین میں شامل ہیں۔ قوانین کو اسلامیانے کے عمل میں جو مسائل پیدا ہو سکتے تھے، اس نصاب کی تدریس میں ان کے مطالعے کو خاص اہمیت دی گئی۔

نصاب کے مضامین:

عبادات، خاندانی معاملات، فقہی نظریات (ملکیت، نظریہ عقد، حقوق، فرائض، عقود معاوضہ وغیرہ)، کمپنی اور مشترکہ کاروبار، بینک سے متعلق معاملات، فقہ الضمان، فوجداری معاملات کے فقہی احکام (تصور جرم و سزا، حدود و قصاص، دیت)، عدالتی ضوابط اور شرعی قانون اثبات، فقہ بین الاقوامی تعلقات، اصول فقہ (ادلہ شرعیہ، حکم شرعی، تعبیر و تشریح کے اصول وغیرہ) قواعد فقہیہ، اسلامی تاریخ قانون سازی، شرعی قوانین کی ضابطہ بندی، احادیث احکام اور علوم دیت[۳۴]۔

اس کورس میں ہر موضوع کے تحت مراجع کے نام سے ۱۴۴ کتب مطالعہ کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے جس سے اہل ذوق کی پیاس تحقیق کو سیرابی حاصل ہوتی ہے، نیز تقریباً دو سو کے قریب قدیم و جدید فقہی کتب کے عناوین اور اس قدر فقہاء کرام کے اسماء گرامی سے روشنی حاصل ہوتی ہے۔

یہ عمومی کورس شعبہ شریعہ و قانون کے تمام طلبہ و طالبات کے لیے ہے۔ قانونی نوعیت

کے مضامین الگ ہیں اور وہ بھی تمام طلبہ وطالبات کو پڑھائے جاتے ہیں۔ جو خصوصی مضامین طلبہ وطالبات کو پڑھائے جاتے ہیں ان میں کاروباری معاہدات و وثائق، وقف و املاک کے معاہدات، حکومت و سیاست سے متعلقہ فقہی احکام، ضرر وضرورت کے احکام، معاصر فقہی مسائل، فقہی اصطلاحات، فقہی نصوص کا درسی مطالعہ جس میں تمام مشہور فقہی مکاتب فکر کی کتب شامل ہیں، اصول فقہ کا درسی مطالعہ قرآن مجید کا فقہی مطالعہ اور احادیث نبویہ کا فقہی مطالعہ شامل ہے۔ ان تمام مضامین میں ابن رشد کی بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد کا نام سرفہرست ہے۔

اصول فقہ میں تاریخ ومناہج اصول فقہ، اصول فقہ کا درسی مطالعہ، اصولی نظریات میں مقاصد شریعت، اجتہاد، تقلید، تعارض، ترجیح، فتوی وغیرہ اور فقہی مضامین میں اسلام کا معاشی نظام، اسلام کا دستوری نظام، اسلام کا عدالتی نظام، جدید کمپنی لا، فقہی نقطۂ نظر، عالم اسلامی میں خاندانی مسائل، جرم وتعزیر کے احکام، شرعی احکام کی قانونی ضابطہ بندی، علوم شرعیہ میں تحقیق کے مناہج واسالیب ۵۔

ڈپلومہ ان قضا:

اس کورس میں لاء کالجز اور دینی مدارس کے فضلاء داخلہ لیتے ہیں۔ لاء کالجز کے نصاب میں اصول فقہ، کتاب وسنت کا براہ راست فقہی مطالعہ اور دیگر فقہی موضوعات کے متخصصانہ مطالعے پر زور دیا جاتا تھا۔ جب کہ دینی مدارس کے فضلا کے نصاب میں اصول فقہ اور اصول قانون کے تقابلی مطالعہ کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ دونوں گروپ اصول فقہ وقانون کے ایڈوانس کورسز کرنے کے پابند ہوتے تھے، چنانچہ حدود آرڈیننس، قصاص، دیت، تعزیر، قانون ٹارٹ، قانون شہادت اور پروسیجرل لا کا مطالعہ بھی اس کورس کا حصہ ہے۔ ان طلبہ کو جدید قانونی دستاویزات اور کتاب وسنت سے استنباط کردہ قوانین کا مطالعہ کروا کر عدالتی طریقہ کار کی تربیت بھی دی جاتی ہے اس مرحلے میں عدالتوں کے مطالعاتی دورے بھی اس کورس

کا حصہ ہوتے تھے۔قاضی کورس ملک کی سیاسی پالیسیوں کی تبدیلی کی وجہ سے زیادہ عرصہ جاری نہ رہ سکا۔

اسکول آف اکنامکس میں فقہی مضامین:

اسکول آف اکنامکس کے تحت بی ایس سی آنرز پروگرام میں مندرجہ ذیل مضامین شامل ہیں۔ان کو کریڈٹ آورز میں تقسیم کردیا گیا ہے،فقہ کورسز کے ۱۵ کریڈٹ آورز، اسلامک اکنامکس کے ۶ کریڈٹ آورز، اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس: تھیوری اینڈ پریکٹس کے ۳ کریڈٹ آورز وغیرہ۔ اختیاری مضامین میں اکنامکس آف مسلم کنٹریز، اکنامک سسٹم آف اسلام، ریڈنگ ان اسلامک اکنامکس، مقاصد الشریعہ، اسلام کے معاشی قواعد کلیہ، الضمان فی الفقہ الاسلامی، بحوث فقہیہ فی الاقتصاد والتجارہ وغیرہ۔نیز بی ایس سی اور ایم ایس سی میں یہ کورسز شامل درس ہیں: فقہ الزکاۃ والضرائب (Zakah & Public Finance)،فقہ المشارکہ والسوق، فقہ المعاملات المالیہ المقارن ،نصوص من الفقہ المالی المقارن (Clasmics in Islamic Economics, Islamic Banking theory and Practice Monetary and Fiscal in Islam)[۶]۔

تدریس فقہ کا ایک اہم امتیاز ذریعہ تعلیم کے لیے عربی اور انگریزی میں فضلاء مدارس اور عصری جامعات کے طلبہ کو انگریزی اور عربی کی استعداد ولیاقت فراہم کرنا ہے تا کہ مدارس کے طلبہ انگریزی زبان میں لکچرز سمجھ سکیں، انگریزی کتب سے اخذ مطالب میں سہولت حاصل کرسکیں، اسی طرح عصری جامعات کے طلبہ عربی اساتذہ کے لکچرز اور عربی کتب سے کما حقہ استفادہ کرسکیں، دونوں زبانوں کی الگ الگ استعداد پیدا کرنے کا انتظام کورس میں شامل طلبہ کے لیے کیا گیا ہے۔اس حقیقت کا اظہار کلیہ شریعہ کی نصابی گائیڈ میں اس طرح کہا گیا ہے:

ایسے گریجویٹس تیار کرنا جو فقہ اسلامی اور رائج الوقت قانون میں بیک وقت دسترس

رکھتے ہوں۔ ان فضلاء کو دوران درس ان دونوں میدان ہائے تخصص کے اصل مآخذ سے استفادے کے قابل بنایا جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے فقہ اسلامی کی تدریس عربی زبان میں اور رائج الوقت قوانین کی تدریس انگریزی میں کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

تدریس فقہ کا ایک امتیاز تدریس فقہ بذریعہ خط و کتابت بھی ہے۔ یہ پروگرام عام پڑھے لکھے شہریوں میں فقہی آگہی پیدا کرنے کے لیے یونیورسٹی کی جانب سے ترتیب دیا گیا ہے۔ سوال و جواب کی شکل میں یہ ایک سالہ کورس ہے جو ۱۹۹۴ء میں شروع ہوا، اب تک اس سے آٹھ ہزار ایک سو چورانوے (۸۱۹۴) شرکاء مکمل کر کے سرٹیفکیٹس حاصل کر چکے ہیں۔ سوالنامے میں یہ موضوعات شامل ہوتے ہیں:

اسلامی قانون کے مآخذ، اجتہاد، قانون سازی کا تصور و طریقہ کار، دینی مسائل میں اختلافات و اسباب، قانون نکاح و طلاق، وراثت و وصیت، عورت کی استثنائی حیثیت اور اس کی وجوہ، تصور ملکیت و مال، تصور معاہدہ، شراکتی کاروبار، مزارعت، مساقات، محاصل، مصارف، تصور معاہدہ، عدل و قضا اور نظام احتساب، نظام عدل و قضا میں شہادت کا تصور، تصور جرم و سزا، فوجداری قانون، اسلام کا قانون بین الممالک، ربا کی حرمت اور بلاسودی کاروبار[۸]۔

ایک رپورٹ کے مطابق یہ مراسلاتی کورس علمی دنیا بالخصوص یورپی یونیورسٹیز کے ڈپلومہ کورسز سے زیادہ جامع و مفید ثابت ہو رہا ہے جس کی تقلید بین الاقوامی یونیورسٹی کے اسلوب پیشکش کو اختیار کر کے امت کی نشاۃ ثانیہ کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے ڈپلومہ جات مثلاً ٹیکسیشن لاء (DTL)، لیبر لاء (DLL)، انٹیلیکچول پراپرٹی لاء (DIRL) اور لندن کالج لاء کے ڈپلومہ جات مثلاً ایویڈینس لاء، کمرشیل لاء وغیرہ کے مقابلہ میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا یہ مراسلاتی کورس کہیں جامع ہے لہٰذا اس کورس کا نام ڈپلومہ ان اسلامک لاء، یا ڈپلومہ ان اسلامک جیورس پروڈینس رکھا جائے[۹]۔

شریعہ اکیڈمی کے نام سے رجال کار کی تربیت کے لیے ایک مستقل ادارہ کام کر رہا ہے، اس میں چار قسم کے تربیتی کورسز ہوتے ہیں۔

۱۔ پاکستان کے عدالتی اور قانونی افسران کا کورس:

اس کورس کا دورانیہ سولہ ہفتہ ہے۔ اس میں آزاد کشمیر سمیت سول جج سے سیشن جج تک کے جوڈیشیل آفیسر شامل ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ پولیس ڈپارٹمنٹ کے شعبہ قانون سے وابستہ افسران، تینوں مسلح افواج کے شعبہ قانون سے وابستہ افسران، پبلک پراسیکیوٹرز اور ڈسٹرکٹ اٹارنی کی سطح تک کے قانون دان افسران شامل ہوتے ہیں۔ ان کے متعلقہ محکموں کی طرف سے ان کورسز کے لیے باضابطہ نامزدگیاں ہوتی ہیں۔ دوران کورس متعدد مطالعاتی دوروں کا اہتمام ہوتا ہے جن میں ملک کے عدالتی اور قانونی نظام کو سمجھنے اور قوانین کو اسلامیانے کے عمل سے واقفیت حاصل کرنے اور دیگر عدالتی و قانونی امور سے بہتر آگاہی کے لیے وفاقی دارالحکومت میں عدالت عظمیٰ، وفاقی شرعی عدالت، اسلامی نظریاتی کونسل، وزارت قانون، دفتر وفاقی محتسب اور حتی الامکان صوبائی دارالحکومت کی عدالت ہائے عالیہ کے دورے کروائے جاتے ہیں جہاں باقاعدہ بریفنگ کے ذریعہ شرکاءکورس کو ان قومی اداروں کے طریقہ کار سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ اس دورے کے آخر میں شرکاءکورس عمرے کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین کا سفر کرتے ہیں اور واپسی پر انھیں سرٹیفیکٹس تفویض کیے جاتے ہیں اس نوعیت کے اب تک پچاس کورس منعقد ہو چکے ہیں۔

۲۔ دوسرا کورس اسلامی قانون برائے وکلاء کے نام سے پندرہ دنوں کے دورانیے پر مشتمل ہے۔ یہ کورس اکیڈمی، پاکستان کے بڑے شہروں اسلام آباد، کراچی، لاہور، پشاور، ملتان، بہاولپور میں اب تک تیس کی تعداد میں کرا چکی ہے۔ اخبار میں داخلوں کا اشتہار دیا جاتا ہے جس میں شمولیت کے لیے لائسنس یافتہ وکلاءکرام درخواستیں دیتے ہیں۔ ان پندرہ دنوں کے دوران

ان شرکاء کورس کو اصول فقہ، جدید فقہی قانونی مسائل اور بعض جدید قانونی مسائل سے متعارف کروایا جاتا ہے۔

۳-تیسرا کورس پھر ملکی عدالتی افسران کے لیے مخصوص ہے۔شریعہ اکیڈمی کئی ممالک سے آنے والے مہمان جج کے لیے متعدد کورسز منعقد کر چکی ہے۔

اکیڈمی کے تمام چھوٹے بڑے کورسز میں اصل بنیاد تو مختلف شعبہ ہائے قانون میں اسلامی اور انگریزی قانون کے درمیان موازنہ اور فقہی مباحث کے بطور قانون نفاذ کی تاریخ اور احکامات ہی زیر بحث آتے ہیں ۲۰۰۹ء کے کورس برائے جج صاحبان کا خاکہ ذیل کے گیارہ موضوعات پر مشتمل ہے:

اسلام کا اصول قانون (اصول فقہ)، اسلامی عدالتی ضوابط (ادب القاضی)، اسلام کا عائلی قانون، اسلام کا فوجداری قانون (جرم و سزا کا تصور، سزاؤں کی قسمیں، حدود، قصاص، دیت، تعزیر وغیرہ) اسلام کا قانون تجارت و معیشت، اسلام کا قانون بین الممالک، اسلام کا عدالتی نظام: تاریخی پس منظر اور طریقہ کار، قانون اسلامی کا علمی ورثہ، جدید قانونی مسائل (ای کامرس، انٹیلیکچول پراپرٹی رائٹس، سائبر کرائم) اسلام کے انتظامی قوانین وغیرہ۔1

دعوہ اکیڈمی کے تربیتی کورسز کے ذریعہ نومسلموں، ائمہ وخطباء مساجد کے لیے باضابطہ کورسز تیار کیے گئے ہیں۔جن میں فقہ العبادۃ، تاریخ فقہ، اصول فقہ، قواعد فقہ، عائلی فقہی مسائل، جدید معاشی مسائل کے تحت نصاب تیار کیا گیا ہے۔

تدریس اور تربیت کے بعد فقہ اسلامی کے فروغ و ترویج کا میدان بین الاقوامی یونیورسٹی کے مختلف اداروں کی مطبوعہ تحقیقی سرگرمیاں ہیں جو ادارہ تحقیقات اسلامی، شریعہ اکیڈمی، دعوۃ اکیڈمی، ادارہ اسلامی معاشیات اور فضلاء یونیورسٹی کے تحقیقی تھیسس پر مشتمل انتہائی اہم ذخیرہ ہے۔فکر ونظر، الدراسات الاسلامیہ اور اسلامک اسٹڈیز کے ناموں سے تینوں زبانوں میں فقہ

وعلوم فقہ سے متعلق مقالات استناد کا درجہ رکھتے ہیں۔ یونیورسٹی کے تمام تحقیقی مقالات مرکزی لائبریری کے تھیسس سیکشن میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔بعض عناوین سے ان کی نقاہت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

کریمنل پروسیجرل لاء، معاشی اداروں اور بنکوں کے جاری نظام کو شریعت اسلامیہ کے مطابق بنانے کے امکانات اور تجاویز، شخصی دفاع کے بارے میں فقہی اور قانونی ضوابط کا تقابلی مطالعہ اور کمپنی لاء کا فقہی جائزہ۔(یہ موضوعات ایم ایس سی، ایل ایل ایم اور پی ایچ ڈی کورسز سے وابستہ طلبہ کے ہیں)۔

گذشتہ بحث کے نتیجہ میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا علمی مرتبہ اور مقام نکھر کر سامنے آجاتا ہے، بجاطور پر یہ یونیورسٹی فخر پاکستان اور ملت اسلامیہ کی نشاط ثانیہ کے لیے خضر طریق فراہم کرسکتی ہے۔ اسلامی دنیا بالخصوص جامعہ ازہر اور سعودی عرب کی جامعات کی فقہی خدمات اس کے سامنے ماند پڑ رہی ہیں۔مغربی ممالک بالخصوص لندن کی استشراقی اکیڈمیاں اور ادارے بھی فقہ اسلامی کی وہ خدمت انجام دینے سے قاصر رہے جو زمانہ حال میں اس یونیورسٹی کے ذریعہ انجام پذیر ہورہی ہیں۔ ہندوستان کی یونیورسٹیز بالخصوص مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور جامعہ ہمدرد دہلی پورے طور پر حکومتی نصاب درس کی تدریس وتحقیق کی درسگاہیں ہیں۔ دوسری طرف دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، جامعہ اشرفیہ مبارکپور، امارت شرعیہ پٹنہ، فقہ اکیڈمی انڈیا اور ندوۃ العلماء لکھنؤ وغیرہ میں فقہ، اصول فقہ اور افتاء کی جو تدریس وتربیت دی جارہی ہے اس کا معیار بھی بوجوہ اصلاح کا طالب ہے۔بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ امہات کتب کو حواشی اور نوٹ بکس کی مدد کے بجائے خود اس کی مادری زبان میں برتا جاتا ہے دوسری طرف عصری جامعات کے انگریزی اسکالرز کو عربی کی ٹریننگ کے ذریعہ اس لائق بنایا جاتا ہے کہ وہ عربی اساتذہ کے لکچرز کو ہضم کرنے

کی استعداد فراہم کرلیں اور مددگار کتب کا مقارنہ خود کرسکیں دوسری طرف فضلاء مدارس کو اتنی انگریزی زبان کی استعداد بہم پہنچائی جاتی ہے کہ وہ اول الذکر کی مانند عصر حاضر میں ملک وملت کے لیے سودمند ثابت ہوسکیں۔

۲- فقہاء سندھ کی فقہی خدمات: تاریخی پس منظر

خطہ سندھ کو برصغیر کے تمام شہروں پر ایک فضیلت حاصل ہے اور وہ ہے مہبط وحی سے اس کا پہلے تجارتی ومعاشی ربط واتصال اور بعد میں سیاسی و مذہبی تعلقات۔ فتح سندھ کے بعد دیبل کو تعمیر مسجد کی فضیلت حاصل ہے جسے محمد بن قاسم نے تعمیر کروایا، جس کا ذکر قدیم ماخذ میں ملتا ہے[۱]۔

عرب وسندھ کے درمیان باہمی میل جول کے نتیجے میں جو کلچر پروان چڑھا اس میں اسلامی علوم کے فروغ کو خاص مقام حاصل ہے۔ ہر چھوٹے بڑے شہر میں مساجد، مدارس، خانقاہیں اور ان میں درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تزکیہ وتربیت کے نتیجے میں محدثین، مفسرین اور فقہاء کی ایک قابل ذکر تعداد نے کتاب وسنت کے مطابق اسلام کی ضیا پاشیوں کی وساطت سے اس خطے کو بقعہ نور بنادیا[۲]۔

سندھ میں عربوں کے بعد سومرا خاندان (اصل باشندے) ۱۳۰۰ء میں برسر اقتدار آئے اس دور میں فقہی انحطاط رہا۔ تاہم مولانا برہان الدین بکھری (م ۶۰۹ھ/ ۱۲۱۲ء)، امام صدر الدین بکھری (م ۶۶۹ھ/ ۱۲۷۱ء)، اور مولانا ظہیر الدین بکھری علم فقہ واصول فقہ میں مجتہدانہ شان رکھتے تھے[۳]۔

۱۳۵۱ء میں سندھ میں سمہ دور حکومت کا آغاز ہوا۔ یہ علمی وادبی لحاظ سے درخشاں دور کہلاتا ہے اس دور میں مخدوم محمود فخر پوتہ کاہانی (م ۹۵۷ھ/ ۱۵۵۰ء)، قاضی ابراہیم دیبلی، مخدوم محمد سیوستانی، قاضی شرف الدین سیوہانی (م ۹۹۸ھ/ ۱۵۸۸ء) مخدوم رکن الدین

(م ۹۴۹ھ/ ۱۵۴۲ء)، مخدوم میران بن یعقوب شہاب الدین سہروردی (م ۸۹۴ھ/ ۱۴۸۸ء)، اور مخدوم عباس ہنگورو (م ۹۹۸ھ/ ۱۵۸۹ء) علم وفقہ کے بڑے امام تسلیم کیے جاتے تھے ۱۴۔

سمہ دور کے آخر میں ارغون اور ترخان دور اندرونی خلفشار اور اضطراب کا شکار رہے چنانچہ فقہا نقل مکانی کر کے گجرات، دہلی، شام اور حجاز مقدس منتقل ہونے پر مجبور ہو گئے ۱۵۔

ان علماء وفقہاء میں دربیلہ کے قاضی عبداللہ دربیلوی (م ۹۸۴ھ/ ۱۵۶۶ء)، شیخ مبارک پاتائی (م ۹۷۸ھ/ ۱۵۷۰ء)، مخدوم عثمان بوبکانی (م ۹۸۳ھ/ ۱۵۷۵ء)، شیخ فرید بکھری اور شیخ ابراہیم ٹھٹھوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۱۶۔

اس دور کے مخدوم عبدالوہاب پورانی (۹۹۰ھ/ ۱۵۸۲ء) کی فتاوی پورانیہ کو سندھ میں آج بھی حوالہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ مخدوم محمد جعفر بوبکانی (سندھی) نے قاضی جگن کی خزانۃ الروایات (جو محققین کے نزدیک غیر معتبر وغیر مستند ہے) کے مفتیٰ بہ اور قوی روایات کا اضافہ نیز غیر مستند کی نشاندہی کر کے المتانۃ فی حرمۃ الخزانہ کے نام سے فقہ کی بڑی خدمت انجام دی ۱۷۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ نے فتاوی عالمگیری کی تدوین میں سندھ کے جن علماء کو مخصوص کمیٹی میں شامل کیا ان میں قدیم علمی مرکز ٹھٹھہ کے نظام الدین نور محمد بن شکر اللہ ٹھٹھوی اور شیخ ابو الخیر ٹھٹھوی (م ۹۴۸ھ/ ۱۵۴۱ء) خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۱۸۔

سندھ میں کلہوڑا دور حکومت علمی، ادبی اور تحقیقی کاموں کے لیے یاد کیا جاتا ہے۔ اس دور میں سندھی زبان میں تصانیف کو ترتیب دینے کی تحریک ہوئی، دوسری طرح معاشرتی وتعلیمی ضروریات کے پیش نظر بھی کئی فقہی تصانیف منظر عام پر آئیں۔ یہاں یہ ذکر بھی بے جا نہ ہوگا کہ زمانہ حال میں علامہ غلام مصطفیٰ (جنھیں استاد العلماء کہا جاتا ہے) سے سندھ کے علماء نے درس فقہ وفتاویٰ حاصل کیا آپ نے درس نظامی کی معروف کتاب قدروی پر علمی وتحقیقی حواشی لکھ کر قدیم

علماء سندھ کی یادتازہ کردی، دوسری طرف اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان کے چیرمین کی حیثیت سے ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ نے فقہی بصیرت کا لوہا منوالیا۔ کلھوڑا دور میں جن ارباب فقہ نے داد تحقیق دی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، مخدوم محمد معین ٹھٹھوی، مخدوم قائم ٹھٹھوی اور مخدوم قاضی قاسم نائی۔19

فقہاء سندھ کی اس مختصر داستان سرائی کے بعد ذیل میں ایک ٹیبل پیش کیا جارہا ہے جس کے ذریعہ سندھ و اطراف کے عربی، فارسی، سندھی اور فارسی زبانوں کے بعض فقہی مخطوطات کی نشاندہی ہوتی ہے اس ٹیبل کے ذریعہ زبان، مصنف، ورق و سائز، مسلک و مشرف اور حوالے والا ئبریریوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

(۱) غایۃ التحقیق ونہایۃ التدقیق فی مسائل اہل الحرمین/عربی/شیخ رحمت اللہ دربیلوی (م ۱۵۸۵ء) مصنف/مختلف فقہی آراء/فقہ مقارن/الکبیر اکیڈمی کوڑی کبیر ضلع نوشہرو فیروز اور مکتبہ المحمودیہ، مدینہ منورہ/۱۱۸۱ھ سال کتابت۔

(۲) الحجۃ القویۃ فی جواب الرسالہ الحلفیہ/عربی/مخدوم محمد جعفر بوبکانی، مصنف/محاوراتی الفاظ کی ادائیگی کی بنیاد پر طلاق واقع ہوجائے گی/۱۶×۲۳ سائز/۴۷ اوراق۔ خطی نسخہ پنجاب یونیورسٹی میں موجود ہے۔

(۳) بیاض عیسی جنداللہ پاٹائی/عربی/مخدوم عیسیٰ جنداللہ پاٹائی (م ۱۶۲۱ء مصنف/جلد اول ۶۳۴ صفحات، جلد دوم ۳۹۱ صفحات/ ۱۶×۲۷ سائز/ سندھ یونیورسٹی، مرکزی لائبریری علامہ آئی آئی قاضی۔

(۴) القول الحسن فی جواز الاقتداء بالامام الشافعی فی النوافل والسنن/عربی/ علامہ حمید دربیلوی/ (م ۱۶۰۰ء) مصنف/ ۱۱ صفحات/ ۱۰۱۱ھ سن کتابت/ کتب خانہ درگاہ پیر کوٹھہ اور مکتبہ الملک عبدالعزیز مدینہ منورہ/

(۵) مظہر السراجی/عربی/محمد بن عبداللہ الرشید سجاوندی(م ۱۳۴۸ء)/مصنف/ علم میراث سراجی کی شرح/ ۱۴×۱۹ سائز، ۱۰۳ صفحات/سینٹرل لائبریری بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

(۶) قرۃ الانظار شرح تنویر الابصار/عربی/ ابوطیب، (م ۱۶۹۷ء) شارح، جلد اول ۶۷۴ صفحات جلد دوم، ۷۴۰ صفحات/ پشاور یونیورسٹی اور کتب خانہ محمودیہ، مدینہ منورہ۔

(۷) البشارۃ فی اثبات عدم الاشارۃ فی التشہد/عربی/ قاضی قاسانی، مصنف/ پہلے سندھی عالم جنھوں نے تشہد میں انگلی کے ذریعہ اشارہ نہ کرنے کا فتوی صادر کیا/ ۹ صفحات، ۲۴×۱۵ سائز/ ۱۲۰۹ھ کا مرقوم/ بیت الحکمہ ہمدرد یونیورسٹی کراچی۔ (لطف اللہ نسفی اور صاحب مالابد منہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اشارہ کرنے کو منع اور حرام قرار دیا ہے)۔ قاضی قاسانی کے رد میں کئی رسائل لکھے گئے۔ مثلاً: (۱) البشارۃ لاہل الاشارۃ /عربی/مخدوم محمد حیات (۲) رسالہ رد الاشارۃ فی التشہد/عربی/مخدوم عبداللطیف دربیلوی۔

(۸) فاکہۃ البستان/عربی/مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی/ تاریخ تصنیف ۱۷۱۳ء/ ۷/ ۱۰ سائز/ مصنف نے اس کی شرح سندھی میں راحۃ المؤمنین کے نام سے کی/ اگر ھی یاسین، پیر جھنڈو، سندھالوجی جامشورو، سینٹرل لائبریری جامشورو، قاسمیہ لائبریری کنڈیارو/ دریائے سند سے منسلک ندیوں اور جھیلوں پر پرندوں اور مچھلی کے شکار سے وابستہ لوگوں کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کی روشنی میں کتاب تصنیف کی گئی۔

(۹) حیاۃ الصائمین/ فارسی/مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی/سن تصنیف ۱۷۲۰ء/ ۴۹۰ صفحات/ درگاہ خنیاوری شریف، الکبیر اکیڈمی کوٹری کبیر، قاسمیہ لائبریری کنڈیارو اور مدرسہ مجددیہ ملیر۔

(۱۰) فیض الغنی فی تقدیر صاع النبی ﷺ/ فارسی/ مکہ اور مدینہ جا کر وہاں کے بازاروں میں نبوی صاع کی تحقیق کی اور واپس آ کر ٹھٹھہ اور سندھ کے پیانوں کی تصحیح فرمائی/ ۹ صفحات ۵ / ۱۸ سائز/ پیر جھنڈو/ سندھالوجی جامشورو، کتب خانہ معروفیہ مٹیاری اور مدرسہ نعیمیہ ملیر۔

(۱۱) بیان پیر محمد/ بارھویں صدی ہجری/ عربی/ ۴۷۴ صفحات/ محمد پریل بیدار ساکن نزد روہڑی/ بیوع، جنازہ، اقالہ، قضاء، شہادۃ، صلح، مزارعہ وغیرہ پر مبسوط بحث ہے۔

(۱۲) بیان عبدالولی متعلوی (م ۱۸۹۴ء)/ سندھی/ ۲۳۲ صفحات/ نماز پر مبسوط بحث۔

(۱۳) فتاوی مہیریہ/ سندھی/ مولانا علی محمد مہیری (م ۱۹۴۷ء) ابواب کی ترتیب پر جلد اول ۲۱۷ اور جلد دوم ۴۱۲ صفحات پر اور سوال و جواب کی شکل میں جلد اول ۱۳۸ اور جلد دوم ۲۳۱ صفحات پر مشتمل۔

اس تفصیل کے ذریعہ سندھ کی فقہی خدمات کا ایک سرسری جائزہ سامنے آ جاتا ہے۔ ناقص مخطوطات اور غیر اہم مخطوطات کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اسلام کی آمد سے لے کر عصر جدید تک سندھ کے فقہی علوم و کوائف کا اندازہ کرنے میں یہ معلومات ابتدائی خاکہ کا کام دے سکتی ہیں[۲۰]۔

۳- بلوچستان کا فقہی کردار: ایک مطالعہ

بلوچستان پاکستان کا قدیم ترین علاقہ ہے جہاں سے تہذیب کی کونپلیں پھوٹیں۔ چنانچہ وادی ژوب، وادی شال، وادی نال اور کولواہ کے علاقے بلوچستان کے چھوٹے دریاؤں کے حصے ہیں جہاں سے تہذیب نے اگلا قدم اٹھایا اور وادی سندھ کی جلوہ نمائی ہوئی۔ دوسری طرف پاکستان کی اکثر و بیشتر آبادی بلوچستان ہی سے سندھ، پنجاب اور سرحد کی طرف پھیلی جن میں بلوچ، پشتون اور جاٹ خاص طور پر مشہور ہیں۔

بلوچستان کو باب الاسلام ہونے کا فخر حاصل ہے۔مکران کو ۲۳ھ/ ۶۴۳ء میں حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت تسخیر ایران کے فوراً بعد ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں نصیب ہوگئی۔ ۴۴ھ/ ۶۶۴ء تک مسلمانوں نے خضدار کو اپنا صدر مقام بنالیا تھا۔اس کے بعد کی تمام بری و بحری مہمات بلوچستان ہی کے بری و بحری راستوں سے ہوکر گزریں حتیٰ کہ محمد بن قاسم کی مہم (۷۱۱ء) بھی یہیں سے گزری ا؎۔

بلوچستان کے اکثر نشانات علم و فضل گوشہ خمول میں جا چکے ہیں۔البتہ اس کثیر اللسان خطہ کی مختلف زبانیں نذرانہ عقیدت و محبت بنیں۔علمی سرمائے کے باقی ماندہ نقوش ہدیہ ناظرین ہیں۔خالص فقہی کتب کے بجائے اصلاحی و تعمیری کتب کا سراغ لگتا ہے جس میں مصنفین کی فقہی آراء کا بکثرت ذکر ہے۔مثلاً:

۱-تحفۃ العجائب۔ اس کتاب کے موضوعات طہارت، نماز، زکوٰۃ، حج کے مسائل ۲۷۵؍ اشعار میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ملا ملک داد ابن آدین غرشین کی تصنیف کردہ ہے۔آپ عربی، فاسی، پشتو، بلوچی اور براہوئی کے جید عالم اور شاعر تھے۔قندھار کے باشندہ تھے لیکن قلات میں سکونت پذیر ہوئے۔ اس کتاب کی زبان براہوئی ہے۔سوا دوسو برس قدیم زبان کے نمونے اس کتاب میں موجود ہیں۔عربی و فارسی کے اکثر الفاظ کا استعمال اس میں ملتا ہے۔ملک داد نے براہوئی معاشرے کو اپنے نظریات کے مطابق پرکھا اور اس زبان کے ذریعہ شریعت اسلامیہ کی وضاحت فرمائی۔ اس کتاب کے اثرات میں سے اہم ترین یہ ہے کہ ۱۷۷۶ء میں میر نصیر خان اعظم نے براہوئیوں کی جہالت کے خاتمہ کے لیے وفود بھیجے اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی کوششیں کیں۔دوسری طرف اسلامی نشاۃ ثانیہ کی جو کوششیں ہوئیں خاص طور پر مولانا محمد فاضل (م ۱۸۹۶ء) کی تحریک میں ملا ملک غرشین کے اثرات نمایاں طور پر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔آپ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۱ء تک ریاست قلات کے قاضی رہے اور ۱۹۴۴ء میں

وفات پائی ۲۲۔

تسویع الشبلا از مائی تاج بانو، دو جلدیں، مطبوعہ ۱۹۳۴ و ۱۹۳۵ء/ منظوم/ ۶۴ صفحات/ براہوئی زبان/ خواتین کی اصلاح کے لیے یہ کتاب تحریر کی گئی۔

☆ ترغیب الجماعت/ علامہ محمد عمر دین پوری/ مطبع عباس پریس فریئر روڈ، کراچی، ۱۹۱۵ء، صفحات ۱۶۸۔

☆ ترغیب الحجاج از مولانا حضور بخش جتوئی۔ آپ نے بلوچی زبان میں پہلا ترجمہ قرآن تحریر کیا جو ۱۹۰۸ء میں مکمل ہوا اور ۱۲۲۴ صفحات میں ۱۹۱۱ء میں اسٹیم پریس لاہور سے شائع ہوا۔ اور قدوری، شمائل ترمذی اور خلاصہ کیدانی کا بلوچی زبان میں ترجمہ کیا ۲۳۔

☆ ملا ارانا (گھر کا مولوی) از غلام محمد عمر دین پوری/ ۱۳۰ صفحات/ طبع اول ۱۹۲۹ء/ گھر کے روزمرہ مسائل کا اس کتاب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

☆ ثبوت الحجاب بالدلائل والانتقاب از علامہ محمد عمر دین پوری/ حجازی پریس لاہور، ۱۹۳۵ء/ ۱۱۲ صفحات، براہوئی زبان میں پردہ سے متعلق پہلی پیش کش، منہ کے وجوب پردے پر قرآن وحدیث سے دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔

☆ عین البشارۃ فی اثبات الاشارہ/ فارسی/ مولانا محمد افضل نوشکوی/ ۱۶ صفحات/ مطبوعہ۔ انگشت شہادت کو التحیات کے وقت اٹھانا احادیث کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔

☆ دین کی باتیں، اردو/ مولانا عبدالشکور طوروی (م ۱۹۸۰ء) چار جلدیں/ مطبوعہ۔

☆ الرحمۃ الباقیۃ شرح احکام الشریعہ، پشتو/ مولانا رحمت اللہ مندوخیلی (م ۱۹۸۵ء) شرعی عائلی قوانین، نکاح، طلاق، ارتداد، بغاوت، وقف، حلال وحرام، میراث چھ سو دفعات کے اندر فتاوے کی اہم کتاب۔

☆ طلب مذہب، ملا عبدالسلام اشیزئی اچکزئی (م ۱۹۷۶ء) مثنوی کے انداز پر ڈھائی ہزار اشعار/ براہوئی زبان/ مطبوعہ/ اسلامی عبادات اور جہاد/ دو دیگر منظور کتب موسن چمن اور زروانہ برصغیر کے سیاسی تناظر میں آپ نے تصنیف کیں۔

☆ معین القضاۃ والمفتین، عربی/ علامہ شمس الحق افغانی (م ۱۹۸۳ء) مطبوعہ/ پشتو اور فارسی کے بلند پایہ اور صاحب طرز شاعر، شاگرد مولانا سید انور شاہ کشمیری، بے شمار مدارس کے مہتمم اور صدر، پاکستان کی اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن، قلات میں وزیر تعلیم، سلسلہ عالیہ نادریہ میں اپنے والد مولانا علامہ حیدر سے بیعت ہوئے اس کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ اور چشتیہ صابریہ سے بھی بیعت تھے۔

یہ کتاب دوران وزارت قضاء اور افتاء تیار کی گئی، دیوانی اور فوجداری کے متعلقہ فقہی احکام اور قوانین مع حوالہ کتب، جدید طرز پر دفعات کی شکل میں مدون ایک دستاویزی کتاب ہے۔ یہ کتاب افغانستان، ترکی، عراق، مصر، لبنان اور شام میں معروف ہے۔ جمعیۃ علماء ہند نے قرارداد کے ذریعہ مبارکباد پیش کی۔

☆ شرعی ضابطہ دیوانی، اردو، علامہ شمس الحق افغانی/ مطبوعہ، ۲۴۸ صفحات، یہ کتاب معین القضاۃ کے موضوعات کے علاوہ دیگر موضوعات کا اضافہ کرتی ہے۔ مصنف کی اردو زبان میں یہ پہلی کامیاب کوشش ہے۔ دونوں کتب علماء، فضلاء، مصنفین اور قانون داں طبقہ کے لیے مفید مطلب ہے۔

☆ نخبۃ البیان فی تفسیر القرآن، المعروف بتفسیر کڈی آغا صاحب از سید نخبۃ اللہ بن سید عبدالمتکبر، عربی/ مطبوعہ/ ۱۰۰۸ صفحات تفسیر کے درمیان فقہی آراء کی کثرت ہے۔

☆ المسلمات، محمد اکرام ابن الحارج صالح تراسانی/ مطبوعہ مطبع ناشر، سن اشاعت ندارد/ ۱۵۰ صفحات/ دو حصے، اول برائے حقوق وفرائض زوجین، دوم برائے نماز، وضو اور

طلاق، یہ کتاب حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب بہشتی زیور کے منتخب حصوں کا ترجمہ ہے جس کا ذکر مصنف نے کیا ہے۔

☆ نماز نا کتاب، براہوئی زبان، مولانا عبدالقادر محمد حسنی، مکتبہ اشاعت الاسلام بھریا روڈ، نوشہرو فیروز، سندھ، ۲۰۰۱ء، صفحات ۱۰۰، براہوئی میں نماز و خطبات جمعہ سے متعلق پہلی کتاب۔

☆ تعلیم النساء/ براہوئی زبان/ محمد عمر فیروز آبادی/ مکتبہ فاروقیہ خضدار، ۲۰۰۲ء/ ۳۰۴ صفحات، عورتوں کے مسائل پر مفصل کتاب۔

☆ روضۃ الفقہ، روضۃ الاحکام، بلوچستان یونیورسٹی کے جدید نصاب کے لیے دو کتابیں اردو زبان میں تیار کی گئیں جو ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئیں۔ اس کے مصنف ڈاکٹر محمد عبدالعلی، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ بلوچستان، کوئٹہ یونیورسٹی سے وابستہ ہیں۔ متذکرہ دوسری کتاب میں تجارت کے اسلامی اصول قواعد بیان کیے گئے ہیں۔

☆ ثمینۃ الفتاوی از مولانا محمد یعقوب شرودی (م ۲۰۰۷ء)، اردو، چار جلدیں۔

☆ تفسیر کشف القرآن، براہوئی زبان/ مولانا محمد یعقوب شرودی/ افتاء و قضاء سے مصنف کی وابستگی کی وجہ سے اس تفسیر میں فقہی مباحث کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

اس تفصیل کے ذریعہ بلوچستان کی فقہی خدمات کا عکس پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس تفصیل سے مختلف زبانوں میں موضوعات کا تنوع بھی واضح ہوجاتا ہے [۲۴]۔

۴- پرائیویٹ اور حکومتی اداروں میں فقہی سرگرمیاں:

جنوبی ایشیاء کے اس خطے میں اسلامی مدارس کی علمی فضا، نصاب درس، معاون کتب اور ان تمام میں فقہ و متعلقات فقہ کے مطالعہ و تجزیہ میں ایک قدر مشترک ہے یعنی مسلکی تعصب و تمسک، چنانچہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور سیمیناروں کے مذاکروں میں حنفیت،

بریلویت، اہل حدیثیت نیز دیگر مسالک و مذاہب کی بازگشت یکساں طور پر سنائی دیتی ہے البتہ گذشتہ کچھ سالوں سے اتحاد و اتفاق اور تطبیقیت کا رجحان پروان چڑھ رہا ہے۔

اس مقام پر چند ذاتی / پرائیویٹ اور حکومتی اداروں کا تذکرہ مقصود ہے جن کی کاوشوں کے نتیجے میں جہاں ایک طرف مسلم عائلی قوانین اور قضا و افتاء کا ارتقا ہوا وہیں فوجداری قوانین پر نقد و تبصرہ کی آزاد فضا نے پختگی اور کہنہ مشقی کی روایت کو پروان چڑھایا ہے۔

برصغیر میں مسلمانوں کے دور حکومت میں اسلام کے فوجداری، دیوانی اور عائلی قوانین، ملکی قوانین کی حیثیت سے نافذ العمل تھے اور غیر مسلموں کو اپنے شخصی قوانین پر عمل کی آزادی تھی۔ انیسویں صدی کے اوائل میں برطانوی آبادکاری کے ابتدائی دور میں بمبئی ریگولیشن ایکٹ ۱۸۲۹ء سے قانون سازی کا عمل شروع ہوا اور ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کے فیصلہ کن زوال کے بعد برطانوی حکومت کا متبادل نظام قضا بتدریج مروجہ اور مذہبی قوانین کی منسوخی کا ذریعہ بنا۔ ۱۸۶۰ء میں قانون شہادت اور کنٹریکٹ ایکٹ، ۱۸۹۹ء میں ضابطہ فوجداری اور ۱۹۰۸ء میں ضابطہ دیوانی کے نفاذ سے تمام فوجداری اور دیوانی معاملات میں شرعی احکامات منسوخ ہوگئے، البتہ مسلمانوں اور دیگر اقوام کو اپنی تہذیب کے مطابق اپنے شخصی قوانین پر عمل درآمد کی اجازت دی گئی۔ ۱۹۳۷ء کے شریعت اپیلی کیشن ایکٹ کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے عائلی و خاندانی معاملات مثلاً نکاح، طلاق، نان نفقہ، وراثت، حسب و نسب، ہبہ اور اوقاف وغیرہ کو اپنے قانون کے تحت طے کرنے کا اختیار حاصل ہوگیا۔

آزادی کے بعد ہندوستان اور پاکستان میں عائلی قوانین دو مختلف رویوں سے دوچار ہوئے۔ ہندوستان میں اس کے مسائل پر الگ سے گفتگو ہوسکتی ہے۔ البتہ صرف چند حوالے پیش خدمت ہیں جن کے ذریعہ مسلم عائلی قوانین کو صدمہ پہنچا اور یہ سنگین نتائج پیش آنے کے خطرات ہنوز ہیں ان میں سے چند یہ ہیں: دستور ہند کے چوتھے حصے ریاست کی پالیسی کے رہنما اصول'

کے زیر عنوان دفعہ ۴۴ میں درج ہے کہ ریاست ہندوستان کے پورے علاقے کے شہریوں کے لیے یکساں سول کوڈ بنانے کی کوشش کرے گی ۲۵؎۔

۱۹۵۰ء میں جب ہندو پرسنل لاء میں ترمیم کی جارہی تھی تو مرکزی وزیر قانون نے ایک پریس کانفرنس میں کہا: ہندو قوانین میں جو اصلاحات کی جارہی ہیں وہ مستقبل قریب میں ہندوستان کی تمام آبادی پر نافذ کی جائیں گی ۲۶؎۔

مارچ ۱۹۷۳ء میں بنگلور میں یکساں سول کوڈ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے لاء کمیشن کے چیرمین مسٹر گجندر گڈکر نے کہا: مسلمانوں کو یکساں سول کوڈ کو قبول کرنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کرلینا چاہیے اگر انھوں نے خوش دلی کے ساتھ اسے قبول نہیں کیا تو قوت کے ذریعہ یہ قانون نافذ کیا جائے گا ۲۷؎۔

مسلم پرسنل لاء (شریعت) اپلی کیشن ایکٹ ۱۹۳۷ کو مرحلہ وار تبدیلیوں کے ساتھ پاکستان میں نافذ کیا گیا جس کے تحت مسلمانوں کے باہمی معاملات میں مسلم پرسنل لاء کا اطلاق ممکن بنایا گیا۔ شریعت ایکٹ کے مختلف صوبوں اور پھر ملکی سطح پر نفاذ کے لیے مرحلہ وار کئی ایکٹ نافذ ہوئے جن میں مغربی پنجاب مسلم پرسنل لاء (شریعت) اطلاق ایکٹ ۱۹۴۸ء، پنجاب پرسنل لاء (شریعت) اطلاق ترمیمی ایکٹ ۱۹۵۱ء، مسلم پرسنل لاء (شریعت) اطلاق ایکٹ ۱۹۳۷ء ترمیمی ایکٹ ۱۹۵۰ء برائے سندھ، مغربی پاکستان (پنجاب/ سندھ/ NWFP / بلوچستان، مسلم پرسنل لاء (شریعت) اطلاق ایکٹ ۱۹۶۲ء، پنجاب مسلم پرسنل لاء (شریعت) اطلاق (Removal of doubts) آرڈیننس ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۵ء شامل ہیں ۲۸؎۔

مارچ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد متفق علیہ قانونی اور دستوری دستاویز کے طور پر منظور کی۔ جس کی رو سے پاکستان پر اللہ کی حاکمیت کے اصول کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات اور

مقتضیات کے مطابق ڈھالنے میں مدد دینے کو حکومتی ذمہ داری قرار دیا گیا ۲۹؎۔

جنوری ۱۹۵۰ء میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے متفقہ طور پر ۲۲ آئینی نکات منظور کیے جو ایک متفقہ اسلامی دستور کی اساس بنے۔ ۲۲/مارچ ۱۹۵۶ کو پاکستان کا پہلا دستور نافذ ہوا جس میں پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ اس دستور میں یہ دفعہ شامل تھی کہ ملک میں کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو قرآن اور سنت کے منافی ہو۔

مذکورہ بالا قرارداد معمولی تبدیلیوں کے ساتھ پہلے عبوری اور ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین میں تمہیدی بیان کے طور پر موجود رہی۔ ۱۹۸۵ء میں آئین کی بحالی کے آرڈر کے ذریعہ قرارداد مقاصد آرٹیکل 2A کے اضافے کے ساتھ آئین کا مستقل حصہ بنا دیا گیا۔ انہی دونوں دساتیر کی روشنی میں بعد ازاں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلامی نظریاتی کونسل اور فیڈرل شریعت کورٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ۳۰؎۔

ادارہ تحقیقات اسلامی اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلامی قانون کی ضابطہ بندی میں قابل قدر خدمات انجام دیں البتہ دستور کی رو سے یہ ادارے محقق قانون سازی کی سفارش کر سکتے تھے اور قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کی ذمہ داری قانون ساز ادارے کی تھی۔ عدلیہ کو کسی قانون کے اسلامی تعلیمات سے مطابقت یا عدم مطابقت کے جائزے اور متبادل فیصلے کے اختیار سے متعلق سپریم کورٹ میں شریعت اپیلیٹ بنچ (سپریم کورٹ کے ۳ جج اور دو علماء جج پر مشتمل بنچ) قائم کیا گیا اور چاروں صوبوں (پنجاب، بلوچستان، سندھ، سرحد) کی ہائی کورٹس میں شریعت بنچ کے متبادل کے طور پر وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی جس کا مقصد ملک میں قوانین کی اسلامائزیشن کے عمل کو تیز کرنا تھا ۳۱؎۔ بعد ازاں فیڈرل شریعت کوٹ کو کسی قانون کے خلاف اسلام ہونے کے فیصلے کے حوالے سے از خود عمل درآمد کا اختیار دیا گیا۔ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بنچ نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے بہت سے

عائلی معاملات میں ترامیم کیں اور متبادل پیش کیے ۲۳؎۔

پاکستان میں غیر سرکاری اور عوامی اداروں نے بھی ہمیشہ شریعت اسلامی اور اس کی روح کے نفاذ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے خاص طور پر حلقہ خواتین نے اپنے حقوق کے تحفظ کے سلسلہ میں بیدارمغزی کا ثبوت فراہم کیا ہے چنانچہ آل پاکستان ویمن ایسوی ایشن کے تحت احتجاجی مظاہروں کے نتیجے میں ۱۹۵۵ء میں ازدواجی و عائلی کمیشن قائم کیا گیا۔ اور کمیشن کی سفارشات کے نتیجے میں ۱۹۶۱ء میں مسلم فیملی لاز آرڈیننس قائم کیا گیا۔ جس کا مقصد طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحانات اور غیر ضروری تعدد ازدواج پر پابندی عائد کرنا تھا۔ اس قانون کے تحت یتیم پوتے کی وراثت، شادی کے اندراج، ایک سے زائد شادیوں اور ان کی اجازت، طلاق طلاق کے علاوہ تنسیخ نکاح، نان نفقہ اور مہر سے متعلق ضابطہ بندی کی گئی نیز ثالثی کونسل کا ادارہ تشکیل دیا گیا۔ آرڈیننس کے نفاذ کو ممکن العمل بنانے کے لیے مغربی پاکستان مسلم فیملی لا قواعد ۱۹۶۱ء اور عائلی عدالتوں کے قواعد ۱۹۶۴ء وضع کیے گئے جن میں ۲۰۰۵ء میں ترامیم لائی گئیں جو خواتین کو سہولت فراہم کرنے سے متعلق تھیں۔

ملکی سطح پر جو غیر سرکاری ادارے نفاذ شریعت اور اسلام سے متصادم آرڈیننس کے خلاف سرگرم عمل ہیں ان میں ویمن ایڈ ٹرسٹ پاکستان کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس ٹرسٹ نے حد زنا آرڈیننس ۱۹۷۹ - اعتراضات کی حقیقت نامی کتاب تالیف کر کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، ارکان پارلیمنٹ، جج، وکلاء اور غیر سرکاری تنظیموں کو ایک مثبت سوچ عطا کی۔ مزید برآں حدود و قوانین پر تحقیق کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس ۱۹۷۹ - ایک تجزیہ، کے عنوان سے بھی رپورٹ شائع کی۔ اس ٹرسٹ کی جانب سے تیسرا علمی شاہکار 'وراثت کی تقسیم کیا اور کیوں' نامی کتاب ہے۔ دراصل ملک میں خواتین کے ساتھ زیادتی کے واقعات اور اس حوالہ سے عدالتوں میں جاری مقدمات کی تفصیلات

اخبارات میں تواتر کے ساتھ شائع بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ عورتوں کو ان کے حقوق سے باخبر کرانا اس فورم کے اہم اہداف میں سے ایک ہے۔ شاہینہ خان، جنرل سکریٹری ویمن ایڈٹرسٹ پاکستان تحریر کرتی ہیں:

ویمن ایڈٹرسٹ ۱۹۹۴ سے خواتین کے حقوق اور مسائل کے ادراک اور ان کے حل کے ذریعے معاشرے کو بہتر بنانے کی جدوجہد میں مصروف عمل ہے۔ ہمیں امید ہے کہ خاندان کے ادارے کو مستحکم بنانے، باہم تنازعات کے خاتمہ، زیادتی کی صورت میں خواتین کی قانونی امداد اور ان کی تعلیم، دست کاری وفنی مراکز کے قیام اور بے سہارا خواتین اور نوعمر قیدیوں کی بحالی کے لیے کی جانے والی بہت سی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علمی دائرے میں کی جانے والی ویمن ایڈٹرسٹ کی یہ کوشش بھی اس پورے عمل کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کرے گی ۳۳؎۔

اس ٹرسٹ کا ہیڈ آفس اسلام آباد میں ہے۔ اس کی برانچز کراچی، لاہور، ملتان، حیدرآباد، کوئٹہ اور پشاور میں ہیں۔ اس ٹرسٹ نے بے شمار معصوموں کے مقدمات کی پیروی کی ہے، عورتوں پر مظالم کے خلاف سینہ سپر ہوا ہے اور پاکستان میں جملہ حدود وتعزیرات سے متعلق امور کا ناقدانہ تجزیہ اور تجاویز بھی پیش کی ہیں۔

پاکستان کے عدالتی نظام کا مطالعہ کرنے والوں کی سہولت کے لیے ایک مختصر انڈکس پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی، پاکستان میں قوانین کو اسلامیانے کے عمل، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔

۲۔ جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی، عدالتی فیصلے، ادارہ اسلامیات، لاہور، کراچی

۳۔ عبدالقادر، اسلام کا فوجداری قانون، مترجمہ از ساجد الرحمٰن صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز، مئی ۱۹۹۱ء

۴- مقالہ بعنوان ارتکاب زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء۔نفاذ کے ۲۵ سال ایک مطالعہ از شہزاد اقبال شام، پیش کردہ انٹرنیشنل سیمینار بعنوان: اسلام کا فوجداری قانون: بنیادی تصورات، منعقدہ ۵-۶ جولائی ۲۰۰۵ء، شریعہ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔

۵- Need Assessment of Women in Jails in NWFP by Women Aid Trust in Collaboration with Ministry of Women Development, 2004.

۶- سالانہ رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل ۲۰۰۱-۲۰۰۰، ادارہ تحقیقات اسلامی پریس، اسلام آباد، اکتوبر ۲۰۰۲ء

۷- جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، قانونی لغت، پی-ایل، ڈی، پبلشرز، ۲۰۰۲ء

۸- قانون فوجداری ترمیمی آرڈیننس ۱۹۷۲ء، PLD ،Central Statues 1972

۹- تنسیخ سزائے تازیانہ ایکٹ ۱۹۹۶ء، PLD 1996 Federal Statutes, 1338

۱۰- مختلف ناموں سے منسوب استغاثوں کی تفصیلات، جیسے عبدالرزاق بنام سرکار، PLD 1981 ،2003 Pcr. LJ 1256، حضور بخش بنام وفاق پاکستان، FSC 145، رشیدہ پٹیل بنام وفاق پاکستان، PLD 1989 FSC 95، PLD، وغیرہ۔

حواشی ومراجع:

۱۔ دلیل الجامعۃ الاسلامیہ العالمیہ اسلام آباد، اشاعت جنوری ۱۹۹۲ء، ص ۷ ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء

۲۔ دلیل الجامعۃ الاسلامیہ العالمیہ، حوالہ سابق، ص ۹-۱۰

۳۔ نحو مستقبل الامۃ الاسلامیہ العالمیہ (۱۹۸۵ء) کلیۃ الشریعۃ والقانون، (یہ تعارف نامہ ۱۹۷۹ سے ۱۹۸۶ء کے پروگراموں پر مشتمل ہے)

۴۔ المناہج الدراسیہ (البکالوریوس الماجستیر) کلیہ الشریعہ والقانون، الجامعہ الاسلامیہ العالمیۃ، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء، ص ۱۲-۱۳

۵۔ حوالہ سابق، القسم الثانی، برامج الماجستیر، ص ۲۱۹-۲۸۱

۶۔ یونیورسٹی پراسپیکٹس، ۲۰۰۴-۲۰۰۵ء، ص ۱۰۰-۱۲۲

۷۔ نحو مستقبل الامۃ، الجامعۃ الاسلامیہ العالمیہ (۱۹۸۵ء) المعہد العالمی للاقتصاد الاسلامی، الاعضاء الباحثون

۸۔ شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد فہرست مطبوعات برائے سال ۲۰۰۷ء

۹۔ ملفات شعبہ مطالعہ قانون اسلامی، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔ واضح رہے کہ یہ خط ان سینکڑوں خطوط میں سے محض ایک نمونہ ہے۔

۱۰۔ ڈاکٹر اکرام الحق یٰسین، فقہ اسلامی کی ترویج وارتقاء میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا کردار۔ ایک تجزیاتی مطالعہ، پیش کردہ انٹرنیشنل سیمینار، بعنوان: جنوبی ایشیا میں اسلامی قانونی فکر اور ادارے، منعقدہ یکم تا ۳ / اگست ۲۰۰۹ء، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص ۱۵۸

۱۱۔ گستاؤلی بان: تمدن عرب، مترجم سید علی بلگرامی، مقبول اکیڈمی، لاہور، ص ۲۱۷، نیز دیکھیے، علی کوفی: چچنامہ، مترجم مخدوم امیر احمد، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد سندھ، ۱۹۵۴ء، ص ۱۸۰، بحوالہ فقہاء سندھ کے فقہی مخطوطات کا تعارف ومطالعہ از ڈاکٹر عبدالرزاق گھانگھرو، پیش کردہ جنوبی ایشیا میں اسلامی قانونی فکر اور ادارے، حوالہ سابق، ص ۲۰۵

۱۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک وہند میں علم فقہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۳ء، ص ص ۱۹-۲۰، علم حدیث میں پاک وہند کا حصہ، مترجم شاہد حسین رزاقی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۲۴۱، مولانا دین محمد وفائی، تذکرہ مشاہیر سندھ جلد دوم-سوم، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد، سندھ ۲۰۰۵ء، ص ۴۴۵ وغیرہ)

۱۳۔ سید عبدالقادر، حدیقۃ الاولیاء، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۵۷ء، ص ص ۲۵، ۳۵-۳۶، تذکرہ مشاہیر سند، جلد اول، حوالہ سابق، ص ۴۰-۴۴

۱۴۔ دیکھیے سید علی محمد شاہ، مصلح المفتاح، سندھ یونیورسٹی پریس حیدرآباد، ۱۹۷۰ء، ص ۲/ ۳، تذکرہ مشاہیر سندھ، حوالہ سابق، جلد اول، ص ص ۲۳۱، ۲۳۲، جلد سوم، ص ۴۴۵، سنائی، عبدالغفور بن حیدر، تاریخ مشائخ سیوستان، مرتب حسام الدین راشدی، جریدہ مہران، ۱۹۷۴ء، ۳، ۴، ص ۱۲، میر محمد معصوم بکھری، تاریخ معصومی، مترجم اختر رضوی، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد سندھ، ۱۹۵۹ء، ص ۳۰۲، ۲۴۰، حبیب اللہ صدیقی، تاریخ باب الاسلام، سندھ، حبیب صدیقی اکیڈمی، جامشورو سندھ، ۱۹۹۶ء، ص ۱۴۰-۱۴۸، بحوالہ فقہاء سندھ کے فقہی مخطوطات، حوالہ سابق، ص ۲۰۶

۱۵۔ دیکھیے سید مطیع اللہ راشد برہانپوری، برہان پور کے سندھی اولیاء، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ، ۱۹۸۸، مقدمہ از سید حسام حسام الدین راشدی ص ج

۱۶۔ دیکھیے میر علی شیر قانع، تحفۃ الکرام، مترجم اختر رضوی، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد سندھ، ۱۹۵۹ء، ص ۳۶۰، برہان پور کے سندھی اولیا، حوالہ سابق، ص ۲۰۴-۲۰۵، ۲۱۶، تحفۃ الکرام، حوالہ سابق، ص ۵۶۱، ۵۳۹-۳۶۵، تاریخ معصومی، حوالہ سابق، ص ۲۷۵، ۲۰۰، ۳۵۹-۳۶۵، مولائی شیدائی، تمدن سندھ، سندھ یونیورسٹی پریس، حیدرآباد سندھ، ۱۹۵۹ء، ص ۴۱۶ بحوالہ فقہاء سندھ کے فقہی مخطوطات کا تعارف و مطالعہ، حوالہ سابق، ص ۲۰۷

۱۷۔ سید طاہر محمد ٹھٹھوی، تاریخ طاہری، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۴ء، ص ۱۱۶، نیز دیکھیے اسحٰق بھٹی، برصغیر ہند و پاک میں علم فقہ، حوالہ سابق، ص ۲۲۵

۱۸۔ مجیب اللہ ندوی، عالمگیری اور اس کے مصنفین، تاج کمپنی، نئی دہلی ۱۹۸۸ء، نیز دیکھیے سید حسام الدین راشدی، گاھیوں مشتجی سند، جون، مترجم غلام محمد لاکھو، سندھ ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ،

۱۹۹۲ء، ص ۴۲، بحوالہ فقہاء سندھ کے فقہی مخطوطات، ص ۶۰۸

۱۹۔ میمن محمد صدیق، سندھ جی ادبی تاریخ، جلد اول، آر-ایچ- احمد اینڈ برادرز حیدرآباد سندھ، ۱۹۷۶ء، ص ۱۱، نیز دیکھیے ڈاکٹر عبدالرزاق کھاکھرو کا مقالہ، حوالہ سابق، ص ۶۰۷-۶۰۸

۲۰۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: فقہائے سندھ کے فقہی مخطوطات کا تعارف و مطالعہ، حوالہ سابق، ص ۶۰۵ تا ۶۴۲

۲۱۔ البغدادی، احمد بن یحیٰی بن جابر، فتوح البلدان، ترجمہ سید ابوالخیر مودودی، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۶۲ء، ص ۶۱۲، محمد علی بن حامد کوفی، چچ نامہ، مترجم، اختر رضوی، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد، ۱۹۶۳ء، ص ۹۸، دکتور احسان حقی، پاکستان ماضیہا وحاضرہا، دارالنفائس، بیروت، ۱۹۷۳ء، ص ۴۱، ۴۲، بحوالہ بلوچستان کی کتب فقہ، از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پیش کردہ مقالہ، عالمی سیمینار، حوالہ سابق، ص ۸۷۰

۲۲۔ بلوچستان کی کتب فقہ- ایک جائزہ، حوالہ سابق، ص ۸۷۱

۲۳۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، براہوئی زبان و ادب کی تاریخ کی مختصر تاریخ، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ص ۱۳۶-۱۳۷، نیز دیکھیے ڈاکٹر انعام الحق کوثر، سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی اکیسویں صدی میں، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۳۸، ۳۹

۲۴۔ بلوچستان کی ان متنوع فقہی خدمات کے لیے مزید دیکھیں:

پروفیسر انور رومان، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، لاہور، ۱۹۷۱ء، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، مجموعہ مقالات، پاکستان کی علاقائی زبانوں کا اسلامی ادب، لاہور، ۲۰۰۲ء، ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، براہوئی زبان وادب کی مختصر تاریخ، لاہور، ۱۹۸۲ء

۲۵۔ عمر حیات خان غوری، مسلم پرسنل لاء پر اعتراضات کی حقیقت، اشاعت طبع سوم، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۶ء، ص ۸۳، بحوالہ بھارت کا آئین، (یکم جولائی ۱۹۸۲ء تک ترمیم شدہ) ترقی اردو بورڈ نئی دہلی، ۱۹۸۲ء، ص ۵۸

۲۶۔ سید حامد علی، محمڈن لاء اور اس میں تبدیلی، ص ۱۹، ۲۰، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، اشاعت سوم، ۱۹۹۱ء

۲۷۔ مولانا اسیر ادروی، مسلم پرسنل لاء کیا ہے، دارالعلوم نمبر، خصوصی اشاعت، مارچ- اپریل، ۱۹۸۲ء

۲۸۔ ایم محمود، The code of Muslim Family Laws، القانون پبلشرز، لاہور، ساتواں ایڈیشن، ۲۰۰۷ء ص xi,xii

۲۹۔ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، اشاعت دوم، جلد اول، ص ۱۵

۳۰۔ مجموعہ قوانین اسلام، حوالہ سابق، جلد اول، ص ۱۸، جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ، The Objective Resolution and its Impact on the Administration of Justice in Pakistan، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص ص ۲-۴

۳۱۔ جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ، Islamization of Law in Pakistan، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص ص ۴-۵

۳۲۔ Islamization of Law in Pakistan، حوالہ سابق، ص ۵-۶

۳۳۔ جرم زنا (نفاذ حدود)، آرڈی ننس، ۱۹۷۹ء ایک تجزیہ، ویمن ایڈ ٹرسٹ، پاکستان، اگست ۲۰۰۶ء، ص ۱۰

فصل دوم

اسلامی قانونی فکر کے ارتقا اور اسلامی علوم کی نشو نما میں برصغیر کے صاحبان علم کا کردار

ادارۂ تحقیقات اسلامی ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام ''جنوبی ایشیا میں اسلامی قانونی فکر اور ادارے'' کے موضوع پر تین روزہ سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار میں پاکستان اور بیرونی ممالک سے آئے ہوئے چالیس سے زائد ماہرین فقہ و قانون نے شرکت کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ سے پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی، صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز اور ڈاکٹر ضیاء الدین ملک فلاحی نے شرکت کی تھی۔ افادہ عام کی خاطر اس مطبوعہ رپورٹ کو اس کتاب کا حصہ بنایا جارہا ہے۔

افتتاحی اجلاس میں اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر پروفیسر فتح محمد ملک مہمان خصوصی تھے جب کہ صدارت یونیورسٹی کے سابق صدر ڈاکٹر محمود احمد غازی نے کی۔ افتتاحی اجلاس میں ڈاکٹر محمد قاسم زمان، پروفیسر پرنسٹن یونیورسٹی، امریکہ نے ''جدید جنوبی ایشیا میں اجتہاد کے تصورات'' پر کلیدی خطبہ دیا۔ دوسرے اجلاس میں ڈاکٹر محمود احمد غازی نے ''برصغیر میں مطالعہ فقہ: ماضی، حال اور مستقبل'' کے موضوع پر توسیعی خطبہ پیش کیا۔

افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر فتح محمد ملک نے سیمینار کو وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس وقت ملک میں فکری انتشار کے خاتمہ اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح کی کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے۔ امید

ہے کہ یہ فقہی سیمینار ایک مشعلِ راہ کا کام دے گا اور اس طرح کی مزید علمی مجالس منعقد ہوں گی۔

پرنسٹن یونیورسٹی امریکہ میں تاریخ کے پروفیسر ڈاکٹر محمد قاسم زمان نے اپنے کلیدی خطبے میں جنوبی ایشیا میں تصور اجتہاد کے ارتقا کا جائزہ پیش کیا۔ ڈاکٹر زمان نے اپنے خطبے کا آغاز بیسویں صدی کی ابتداء میں مصری عالم رشید رضا کے دورۂ دارالعلوم دیوبند اور اس کے دوران مولانا انور شاہ کشمیری کے ساتھ اجتہاد و تقلید کے موضوع پر بحث کے تذکرے سے کیا۔ انھوں نے مولانا اشرف علی تھانویؒ کی اجتہادی کوششوں کا بھی ذکر کیا اور اس سلسلے میں قانون فسخ نکاح Dissolution of Marriage Act پر گفتگو کی۔ انھوں نے علامہ محمد اقبال کے خطبۂ اجتہاد کی روشنی میں ان کے افکار کا تعارف بھی کرایا اور مولانا انور شاہ کشمیری سے ان کے علمی روابط کا ذکر کیا۔ اس ضمن میں جنوبی ایشیا کے علماء کے تصور اجتہاد اور مشرق وسطی و شمالی افریقہ کے علماء کے رویوں میں پائے جانے والے فرق کا ذکر بھی ہوا اور اس کی وجوہات پر روشنی ڈالی گئی۔ انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کی طرف سے کبھی اجتہاد کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم انفرادی و اجتماعی اجتہاد کی مثالیں ہمیشہ قائم کرتے رہے ہیں۔ سامراجی دور کے خاتمہ کے بعد ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی اجتہادی کاوشوں کو سراہا جنھوں نے اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی بنیاد رکھی۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے ''برصغیر میں مطالعۂ فقہ: ماضی، حال اور مستقبل'' کے موضوع پر اپنے توسیعی خطاب میں کہا کہ برصغیر میں فقہ کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ اس خطہ میں مسلمانوں کا وجود، اس لیے کہ فقہ اور فقہاء مسلمانوں کی زندگی میں لازم وملزوم رہے ہیں۔ کبھی کسی دور میں بھی فقہ سے انقطاع نہیں رہا۔ فقہی سرگرمیوں میں کمی وبیشی حالات اور ضروریات کی مناسبت سے ہوتی رہی۔ انھوں نے کہا کہ سندھ سے کچھ لوگ قیدی بنا کر شام لے جائے گئے تھے۔ ان کی اولاد میں سے ایک صاحب عبدالرحمٰن اوزاعی تھے جو دوسری صدی ہجری میں شام

کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ کہلائے۔ اسی طرح محدث ابو داؤد موجودہ بلوچستان کے ایک علاقے مکران سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ عہد سلطنت میں یہاں فقہ حنفی، فقہ شافعی اور فقہ مالکی کے پیروکار پائے جاتے تھے۔ کیونکہ یہاں زیادہ تعداد فقہ حنفی کے پیروکاروں کی رہی ہے لیکن آغاز میں فقہی تنوع کا رجحان رہا ہے انھوں نے کہا کہ عہد سلطنت اور عہد مغلیہ میں حکمران ریاست کی سطح پر فقہی سرگرمیوں میں دلچسپی لیتے تھے اور عملاً انھیں معاشرے میں نافذ کرنے اور عدالتوں میں فقہ اسلامی سے مدد لینے کو پیش نظر رکھتے تھے۔ اس طرح فقہ اسلامی عملاً زندہ مسائل سے براہ راست تعلق رکھتی تھی۔ انگریزی دور میں قانون اسلامی کی جگہ انگریزی قانون نے لے لی تو اس وقت بجائے اس کے کہ فقہی تدریسی سرگرمیوں میں تبدیلیاں لائی جاتیں، قدیم فقہی کتابوں ہی کی تدریس مسلسل جاری رہی۔ انھوں نے کہا کہ انگریزی استعماریت کے دوران بر صغیر کے مدارس مثلاً دارالعلوم دیوبند وغیرہ کی بنیادی ترجیح عام مسلمانوں کو اسلامی احکام و آداب سے مربوط رکھنا اور غیر اسلامی تسلط سے دور رکھنا تھا۔ یعنی اسلام کا تحفظ ان کے پیش نظر تھا۔ یہ اس وقت کی ضرورت تھی۔ لیکن اب ایسا خدشہ نہیں بلکہ اب ضرورت کا دائرہ بدل گیا ہے۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ فقہ و قانون اسلامی کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق مرتب کیا جائے۔
اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ یہاں فقہ حنفی نافذ ہو اور کسی دوسری جگہ فقہ جعفری ہو، مراکش میں فقہ مالکی ہو اور کہیں اور فقہ شافعی یا حنبلی ہو۔ بلکہ اب ضرورت یہ ہے کہ ایک عالمگیر فقہ (الفقہ العولمی Cosmopolitan Fiqh) ہو جو پوری امت کو سامنے رکھ کر مرتب کی جائے کیوں کہ اب پوری دنیا مربوط ہو کر ایک عالمی گاؤں میں تبدیل ہو چکی ہے۔ گلوبلائزیشن کے زیر اثر جو Cosmopolitan فقہ تشکیل پا رہی ہے وہ نہ کلیتاً حنفی ہے نہ شافعی، نہ حنبلی نہ مالکی، نہ ظاہری۔

ڈاکٹر غازی نے مزید کہا کہ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک طرف فقہ اسلامی کی مہارت ہو اور دوسری طرف جدید مسائل اور جدید قانون اور دیگر علوم سے واقفیت ہو تاکہ فقہ

اسلامی کی آج کے دور کے علمی مسائل پر تطبیق کی جا سکے۔ انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کی فقہی اور تعلیمی تاریخ پر بھی جامع کتب مدون کرنے کی ضرورت ہے۔

سیمینار کی معمول کی آٹھ نشستوں میں شرکا نے اپنے اپنے مقالات پیش کیے۔ ہر نشست میں سوال و جواب اور تبادلۂ خیالات کے لیے بھی وقت دیا گیا۔

ڈاکٹر محفوظ احمد نے ''عہد سلاطین دہلی میں نظام قضاء'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ مقالہ نگار نے عہد سلطنت میں قائم مرکزی، صوبائی اور ضلعی عدالتوں نیز قاضیوں کے تقرر اور ان کے فرائض و اختیارات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

ڈاکٹر سفیر اختر نے اپنے مقالہ ''برصغیر کے عہد سلطنت میں نظام احتساب'' میں کہا کہ سلاطین دہلی کے دور میں احتساب کا ایک متوازن نظام قائم تھا۔ اس احتساب کا دائرہ انفرادی و اجتماعی تمام معاشرتی امور پر محیط تھا۔ انھوں نے کہا کہ اس دور میں مولانا ضیاء الدین سنامی نے احتساب پر مامور عملے کی تعلیم و تربیت کے لیے ''نصاب الاحتساب'' کے نام سے ایک کتاب تیار کی جسے برصغیر سے باہر ترکی وغیرہ میں بھی قبولیت حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر منیر احمد نے اپنے مقالہ ''مغل دور میں نظام قضاء'' پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ اس دور میں عدلیہ اتنی آزاد اور خود مختار تھی کہ اکبر کے نہ چاہنے کے باوجود قاضی القضاۃ عبد النبی نے ایک گستاخ رسول کو قتل کی سزا دی۔ اسی طرح جہانگیر کے دور کی زنجیر عدل آج تک ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نشست کے ایک مقرر ڈاکٹر عصمت اللہ نے اپنے مقالے میں علوم قضاء پر برصغیر میں تحریر کردہ ذخیرے کا علمی ورثہ کے طور پر تعارف کرایا۔

ساجدہ حسین نے برصغیر میں اصول فقہ کی ترویج و اشاعت میں قاضی محب اللہ بہاری کی علمی و فقہی کاوشوں کا جائزہ پیش کیا۔ مولانا عبد العزیز نہڑیو نے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی فقہی خدمات کا جائزہ لیا اور ان کی سو سے زائد تصنیفات کے بارے میں حاضرین کو آگاہ کیا۔ مولانا

محمد اسحاق بھٹی نے اپنے مقالہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کی فقہی کاوشوں کا جائزہ لیا اور ان کے اسلوب فتویٰ نویسی پر روشنی ڈالی۔

ڈاکٹر اکرام الحق یٰسین نے اپنے مقالے ''فقہ اسلامی کی ترویج اور ارتقا میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا کردار'' میں اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کی خدمات کا تفصیل سے ذکر کیا۔ محمد مشتاق نے پاکستان میں رائج فوجداری قوانین کے حوالے سے اپنے خطاب میں بعض غیر اسلامی شقوں پر روشنی ڈالی اور احکام اسلامی کی روشنی میں ان پر نظر ثانی کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ شگفتہ عمر نے برصغیر میں مسلم عائلی قوانین کے ارتقا، نفاذ اور اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ عائلی قوانین میں پائی جانے والی کمزوریوں کو اسلامی قوانین و احکام کی روشنی میں دور کیا جائے۔

سیمینار کے دوسرے دن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی نے سلاطین دہلی کے زمانہ میں مرتب ہونے والے مشہور فتاویٰ تاتارخانیہ کا مطالعہ پیش کیا۔ یہ فتاویٰ فیروز شاہی دور میں امیر تاتارخان کے ایماء پر علامہ علاء الدین اندریتی نے مرتب کیے۔ فاضل مقالہ نگار نے فتاویٰ کے مختلف مخطوطات کے متعلق معلومات فراہم کیں اور فتاویٰ کے موضوعات اور فقہی منہج کا تجزیہ پیش کیا۔ انھوں نے بتایا کہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں بہت سے مسائل میں جو رہنمائی ملتی ہے اس کی معنویت و اہمیت آج تک برقرار ہے۔

ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ کے ڈاکٹر مفتی محمد شمیم اختر قاسمی کا مقالہ بعنوان ''فتاویٰ عالمگیری: تعارفی مطالعہ'' پیش کیا گیا۔ مفتی شمیم اختر نے فتاویٰ کی تدوین کے طریق کار اور بادشاہ اورنگ زیب کی اس تدوین میں ذاتی دلچسپی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ یہ عظیم علمی کام چار لوگوں کے سپرد کیا گیا جن کے معاونین کی تعداد تقریباً ۴۰ سے ۴۲ افراد پر مشتمل تھی۔ انھوں نے

مصادر فتاویٰ کا ذکر کیا اور اس کی ترتیب ابواب پر روشنی ڈالی۔ بعض مسائل پر فتاویٰ سے نمونے پیش کیے گئے اور اس دستاویز کی دوسری خصوصیات کا ذکر کیا گیا۔

گوجرانوالہ میں قائم شریعہ اکیڈمی کے سربراہ مولانا ابوعمار زاہد الراشدی کے مقالے میں جنوبی ایشیا میں ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء کے دوران فقہی رجحانات اور اجتہاد کے ارتقائی عمل کا جائزہ لیا گیا۔ انھوں نے احناف کے دونوں گروہوں دیوبندی و بریلوی مکاتب فکر اور مولانا نذیر حسین کی کاوشوں سے وجود میں آنے والے اہل حدیث مکتب فکر کے فقہی طریق ہائے کار پر روشنی ڈالی اور ان گروہوں کے باہم اختلافات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تعصبات کا ناقدانہ جائزہ لیا۔ انھوں نے برصغیر کے علماء کے ہاں تصور اجتہاد کی مختلف جہتوں کا بھی تذکرہ کیا اور چند نمایاں مثالیں بیان کی جن میں پاکستان کی دستور ساز آسمبلی میں منظور کی گئی قرارداد مقاصد ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر استعماری دور اور اس کے علاوہ مغربی طاقتیں مسلمانوں کو اپنی علمی و دینی روایت سے توڑ نہ سکیں تو اس کی وجہ وہ تحفظاتی جنگ تھی جو اکابر علماء نے ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک لڑی۔

محمد زاہد، نائب رئیس جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد نے پاکستان میں فقہ اور افتاء کے رجحانات کا جائزہ لیا اور چند تجاویز پیش کیں۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ افتاء کا ادارہ ہمیشہ سے نجی رہا ہے، اس کا انحصار عامۃ الناس کے اعتماد پر رہا ہے اور اس خصوصیت کا قائم رہنا ضروری ہے۔ انھوں نے زور دیا کہ فقہی مباحث کا عملی صورت حال سے تعلق ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہنا ضروری ہے ورنہ فقہ ایک زندہ اور جیتے جاگتے علم کی حیثیت کھو بیٹھے گی۔

اردو دائرہ معاف اسلامیہ، پنجاب کے مدیر محمد ارشد نے 'جدوجہد آزادی اور فتاویٰ' کے عنوان سے انیسویں صدی کے فتاویٰ کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کیا۔ انھوں نے کہا کہ برصغیر پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے مسلط ہونے کے بعد انیسویں صدی کے دوران برصغیر کی قانونی حیثیت اور

مسلمانوں کے غیر مسلم حکمرانوں سے تعلقات کے متعلق کثیر تعداد میں فتاویٰ قابل ذکر ہیں۔ انیسویں صدی کے دوران منظر عام پر آنے والے دونوں انواع کے فتاویٰ نے انگریزی حکومت کے ساتھ مسلمانان برصغیر کے تعلقات کو گہرے طور پر متاثر کیا۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے شعبہ سیرت کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر نے ''اہل حدیث مکتب فکر کا فتاویٰ کے متعلق رجحان: ایک تاریخی جائزہ'' کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا۔ انھوں نے مقالے کی ابتداء فتوے کے مفہوم اور افتاء و استفتاء کے تاریخی جائزے سے کی۔ انھوں نے برصغیر میں علماء حدیث کی فتاویٰ نویسی کی بنیادی امتیازی خصوصیات پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ان کے ہاں فتویٰ نویسی کا انداز مسلکی فتویٰ نویسی سے بالکل مختلف ہے۔ وہ کسی ایک امام کی تقلید کرنے کی بجائے تمام ائمہ کے اقوال سے استفادہ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے کتاب و سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پھر سلف صالحین کی آراء سامنے رکھتے ہیں اور دلائل کی رو سے جو قول راجح ہو اس کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔ پروفیسر عبدالرؤف ظفر نے اہل حدیث مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کے چند اہم فتاویٰ کا تعارف پیش کیا اور ان کی بہتر نشر و اشاعت کے لیے تجاویز پیش کیں۔

اہل حدیث مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے عالم دین مولوی نذیر حسین کے اسلوب فتائی نویسی پر ادارہ تحقیقات اسلامی کے شعبۂ حدیث کے سربراہ ڈاکٹر سہیل حسن نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انھوں نے مولانا نذیر حسین کی حیات کا خاکہ پیش کیا اور فتاویٰ نذیریہ کا تعارف کرایا۔ انھوں نے بتایا کہ ان فتاویٰ میں۔ حدیث وسنت کے علاوہ فقہ حنفی سے بھی استدلال کیا گیا ہے اور کسی ایک فقہ پر اکتفا کرنے کی بجائے مختلف مکاتب فقہ کے تقابلی مطالعہ کی طرف توجہ دلائی گی ہے۔

ایک پوری نشست فقہی مخطوطات کے جائزے کے لیے مختص کی گئی تھی۔ مفتی محمد احمد

رضا نے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی مشہور تالیف فاکھة البستان کے مخطوطے کا تعارف کرایا اور اس کے علمی مرتبے پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر عبدالرزاق گھانگرو نے "فقہائے سندھ کے فقہی مخطوطات کا تعارف ومطالعہ" کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ ڈاکٹر احمد خان نے برصغیر کے ایک غیر معروف عالم شیخ محمد رضا بن شیخ محمد صالح الانصاری کے فقہی مخطوطے خزانة العلماء کی ایک جلد کا تفصیل سے تعارف کرایا اور اس تالیف کی علمی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

تیسرے دن کی پہلی نشست مفتی محمد رفیع عثمانی، صدر دارالعلوم کراچی کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس نشست کا عنوان "مطالعہ فتاویٰ" تھا جس میں پانچ مقالہ نگار حضرات ڈاکٹر تاج الدین ازہری، غلام عبدالحق محمد، ڈاکٹر حافظ غلام یوسف، ڈاکٹر محمد طاہر حکیم اور حافظ صلاح الدین یوسف نے شرکت کی۔ انھوں نے بالترتیب "فتاویٰ ثنائی کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ"، "فتاویٰ رضویہ ایک اجمالی جائزہ"، "اکابر علمائے دیوبند کی منتخب کتب فتاویٰ کا ایک تجزیاتی مطالعہ"، "جنوبی ایشیا میں فتویٰ نویسی کے بارے میں گزارشات" اور "مجموعہ ہائے فتاویٰ علمائے حدیث" کے موضوع پر مقالات پیش کیے۔

ڈاکٹر تاج الدین ازہری نے کہا کہ موجودہ دور میں علماء کو اعتدال کے ساتھ اور محتاط انداز سے فتویٰ دینے کی ضرورت ہے۔ جی-اے حق محمد نے فتاویٰ رضویہ کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کی یہ کتاب ۳۰ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ہزاروں سوالات کے جوابات موجود ہیں۔ ڈاکٹر حافظ غلام یوسف نے تیرہ منتخب کتب فتاویٰ علمائے دیوبند کا مختصر تعارف پیش کیا۔ فتاویٰ رشیدیہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی نے چاروں مذاہب کو حق قرار دیا اور خواہش نفس کی پیروی کیے بغیر ضرورت کے وقت کسی دوسرے مذہب پر عمل کو جائز ٹھہرایا۔ ڈاکٹر طاہر حکیم نے فتویٰ دینے کے سلسلہ میں دور حاضر میں پائی جانے والی کوتاہیوں پر متنبہ کیا۔

صدر مجلس مفتی محمد رفیع عثمانی نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ قرآن وحدیث میں فقہ کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اور فقہ کا وہ تصور جو اس وقت اہل علم وعوام میں عام ہے وہ قرآن وحدیث کے بیان کردہ اصل تصور فقہ کی پوری طرح عکاسی نہیں کرتا۔ انھوں نے کہا کہ فقہ کے قرآنی ونبوی تصور میں محض ظاہری اعمال کے احکام کا بیان نہیں بلکہ اس میں باطنی کیفیات (تکبر، حسد، دنیا کی محبت، حرص وغیرہ) کے متعلق احکام بھی شامل ہیں۔ اس وقت تک کسی کو حقیقی معنوں میں فقیہ نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ اس میں ظاہری اعمال و باطنی کیفیات دونوں کے متعلق احکام جمع نہ ہو جائیں۔ انھوں نے ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کو ایک اہم اور وقت کی ضرورت کو پورا کرنے والا سیمینار منعقد کرنے پر مبارک باد پیش کی۔

سیمینار کی آٹھویں اور آخری نشست صاحب زادہ حامد سعید کاظمی، وفاقی وزیر مذہبی امور کی صدارت میں ہوئی۔ اس نشست میں اہل علم و دانش کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ یونیورسٹی کے علوم اسلامیہ کے طلبہ و دیگر علم دوست شخصیات نے شرکت کی۔ اس نشست کا عنوان ''برصغیر کی فقہی کتابیات'' تھا۔ اس اجلاس میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ڈاکٹر حافظ محمد شریف شاکر اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ اسلامیات کے استاد ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی نے اپنے علمی مقالات پیش کیے۔ ڈاکٹر فلاحی نے فقہ اسلامی کی ترقی و ترویج کے لیے بہت سی تجاویز پیش کیں۔ انھوں نے مسلم ادوار میں عربی و اردو زبانوں میں علوم فقہ کی ترویج و اشاعت کا تجزیہ پیش کیا۔ مدارس کے علاوہ دیگر اکیڈمیوں کے ذریعہ اجتماعی کوششوں کے ضمن میں دہلی کی فقہ اسلامی اکیڈمی کا خاص طور پر ذکر کیا، انھوں نے کہا کہ تاتارخانیہ اور عالمگیریہ سے بہت پہلے فتاویٰ غیاثیہ کے ذریعہ اجتماعی طور پر تدوین فقہ کی کوششوں کا جو آغاز ہوا، اسے جاری رہنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ تمام دینی جماعتوں کو اپنے مدارس کے نصاب میں فقہ مقارن کو شایان شان مقام عطا کرنا چاہیے۔ فقہ کے اس متوازن رویے کے نتیجہ میں مسلکی تعصب میں کمی اور معتدل رویے کی پیشین گوئی کی

جا سکتی ہے۔

مہمان خصوصی صاحب زادہ حامد سعید کاظمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ فقہی معاملات میں علمی انداز میں کام مسلمانوں کی قدیم روایت ہے۔ اسے اور فروغ دیا جائے گا اور اس سلسلے میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے گا۔ انھوں نے سیمینار میں پیش کیے جانے والے مقالات کے معیار کو بھی سراہا۔

سیمینار کے افتتاحی و اختتامی اجلاسوں سے ادارۂ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ظفر اسحٰق انصاری نے بھی خطاب کیا۔ انھوں نے پورے ملک اور بیرونی ممالک سے آئے ہوئے مندوبین، مختلف نشستوں کے صدر نشین حضرات، دیگر شرکاء اور منتظمین کا شکریہ ادا کہ ان کے علمی تعاون اور ان تھک کوششوں کی بدولت مذاکرہ کامیاب رہا۔ یہ مذاکرہ ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کی طرف سے برصغیر میں مطالعۂ قرآن، مطالعۂ حدیث، اجتماعی اجتہاد وغیرہ موضوعات پر منعقدہ بین الاقوامی سیمیناروں کے سلسلے ہی کا تسلسل تھا اور ان کوششوں کی عکاسی کرتا تھا جو علوم اسلامی کے مطالعے اور تحقیق کے فروغ کے لیے ادارہ کی ایک روایت بن چکی ہیں۔ سیمنار کے اختتام پر گیارہ نکاتی قرارداد پیش کی گئی جسے اتفاق رائے سے منظور کیا گیا جن میں فقہی مخطوطات کی حفاظت کا سائنسی طریقہ، فقہ مقارن کے اہتمام، عالمگیریت کے اثرات نتیجہ میں فقہ کی تدوین نو کی ضرورت، اور دینی مدارس میں اصول فقہ کے ضمن میں معیشت، سیاست اور بین الاقوامی تعلقات کی شمولیت کا خاص طور پر توجہ اور ذکر کے قابل ہیں۔

(بشکریہ، اخبار تحقیق، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جولائی۔ستمبر ۲۰۰۹ء)

نتائج بحث

قرآن وسنت کے بعد فقہ اسلامی کی اہمیت کے پیش نظر عالم اسلام کے علماء کرام نے ہر دور میں بیش قیمت خدمات پیش کی ہیں۔ جنوبی ایشیاء کا یہ برصغیر بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہا ہے، چنانچہ اس خطے کی تمام معروف زبانوں (اردو، فارسی، عربی، انگریزی، ہندی، سندھی) میں فقہی تدریس وتصنیف کے اعمال جاری وساری رہے ہیں۔ ہندوستان میں اردو فقہ لٹریچر کی تصنیف و تالیف کا آغاز یوں تو سترہویں صدی عیسوی میں جاری ہوگیا تھا، اٹھارویں صدی میں اس نے ترقی کے مدارج طے کرنا شروع کیے لیکن انیسویں وبیسویں صدیوں میں فقہاء کرام کی جانب سے جس جوش وخروش کا مظاہرہ نظر آتا ہے اس نے اس فن کو پختگی اور وقار عطا کیا ہے۔ اس دور کی اردو فقہی خدمات کے امتیازات کو ذیل کے نکات میں اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

۱- مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد جب انگریزی زبان کو سرکاری درجہ حاصل ہوگیا، تو ہندوستانی مسلمانوں نے اپنے مدارس اور علمی حلقوں میں اردو زبان کو تعلیم وتعلم کی زبان قرار دیا اور فقہی سرگرمیاں اسی زبان کے توسط سے جاری وساری کی گئیں۔ علماء کرام نے نوآبادیاتی دور میں محض توکل علی اللہ کی بنیاد پر حکومتی تعاون کے بغیر فقہی میدان میں اپنی کاوشیں جاری رکھیں، ان وفاکیشوں نے اس دور میں اردو زبان میں قابل رشک فقہی سرمایہ تیار کر کے اردو زبان کو زندہ جاوید بنادیا۔ اس سرمایہ کی تیاری میں درس وتدریس کے علاوہ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں سے ترجمہ کے عمل کو وقعت کی نظر سے دیکھا جانا چاہیے۔

۲- گذشتہ بحث کے ذریعہ متعین طور پر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اردو زبان میں تیار

شدہ کتابوں نے علوم فقہ کے مختلف گوشوں کا احاطہ کرلیا۔ جن میں فقہ کی عمومی کتابوں کے علاوہ کتابچے، رسائل اور فتاویٰ کے مجموعوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ عہد وسطی کے بالمقابل عصر جدید کے فتاویٰ لٹریچر میں ایک خوش گوار تبدیلی یہ آئی کہ اس دور کے بیش تر فتاویٰ دارالافتاء کے مستحکم و منظم انتظام و استحکام کی مرہون منت ہیں۔ انفرادی کوششیں اس پر مستزاد ہیں۔

۳- عصر جدید کے ہندوستان کا اردو فقہی سرمایہ ماضی کے دور سے اس اعتبار سے بھی ممتاز ہے کہ ترقی و تحقیق کے اس دور میں فقہی ماخذ و مصادر کے انتخاب میں فکری انقلاب پیدا ہوگیا اور ماضی کی مانند اکثر معاملات میں شروح و حواشی پر تکیہ کرنے کی بجائے بنیادی کتابوں پر انحصار کیا جانے لگا۔ چنانچہ معاصر ہندوستان میں شروح و حواشی کی کمیابی بھی اس بات کی دلیل ہے کہ فقہاء ہند نے اجتہاد کی طرف پیش قدمی کی ہے اور مسائل کے تصفیہ کے لیے براہ راست بنیادی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

۳- عہد وسطی کے عربی فقہی ذخائر اور معاصر دور کے اردو فقہی لٹریچر کے تقابلی مطالعہ سے یہ حقیقت ہمارے سامنے نکھر کر آجاتی ہے کہ اردو ذخیرہ کتب میں موضوعات کی ندرت، مسائل کی ہمہ جہتی کے نتیجہ میں اجتہاد کا نسبتاً زیادہ استعمال ہوا ہے۔ دوسری بات یہ کہ فقہی سرمایہ کی مالداری میں احناف کے دوش بدوش اہل حدیث اور اہل تشیع کی خدمات عالیہ کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح دیوبندی- اہل حدیث اور اہل تشیع کے اس سہ رخے فقہی اقدامات نے اپنے اپنے طور پر اجتہاد کے عمل کو مضبوط کرنا شروع کردیا اور تقلید کے مقابلہ میں ماخذ اصلیہ پر انحصار کو یقینی بنانے کا عمل شعوری طور پر شروع کیا۔

۴- عہد سلطنت کے عربی فقہی سرمائے میں سماجی و معاشی مسائل کے ضمن میں تنوع اور فقہی اختلاف کا وہ اژدہام نظر نہیں آتا جو معاصر ہندوستان کے اردو فقہی لٹریچر کا خاصہ ہے، اسی

طرح مسلکی تعصب اور گروہ بندی نیز تکفیری فتاوی کی کثرت جو اردو زبان کا خاصہ بن گئی عہد وسطی کا عربی سرمایہ بہت حد تک ان کیفیات سے پاک نظر آتا ہے۔ حالیہ برسوں میں اردو کا فقہی لٹریچر اس مناظرانہ وتکفیری فضا سے اپنے کو نکالنے کی کوشش میں سرگرم نظر آنے لگا ہے۔

۵- معاصر ہندوستان میں اجتہاد کی اجتماعی کوششوں کا سراغ لگتا ہے۔ یہ وہی سلسلہ ہے جس کا آغاز امام اعظم نے اپنی سرپرستی میں کیا تھا اور ہندوستان میں فتاوی فیروز شاہی، فتاوی تاتارخانیہ اور فتاوی عالمگیری سے گزرتا ہوا یہ سلسلہ فقہ اکیڈمی آف انڈیا تک پہنچ سکا ہے۔ چنانچہ مؤخرالذکر پلیٹ فارم سے اب تک بیس عالمی سمیناروں میں جو مقالات پیش کیے گئے ہیں اردو زبان کا وقیع سرمایہ ہیں۔ مذکورہ تمام ادوار کی کوششوں میں اجتہادی اعمال کی جلوہ نمائی نظر آتی ہے۔

۶- عصر جدید کی اردو فقہی کاوشوں میں اجتماعی اجتہاد کے ذریعہ جن مسائل میں رہنمائی حاصل کرنے کی کوششیں کی گئیں ان کی فہرست یوں تو طویل ہے البتہ چند مسائل کے ذریعہ اردو زبان میں فقہی سرمایہ کی تونگری اور اجتماعی اجتہاد کا سراغ لگایا جاسکتا ہے:

ہندوستان کی زمینوں کی شرعی حیثیت، مختلف کمپنیوں میں حصہ داری، لائف انشورنس، قبل از قبضہ معاملہ کرایہ کی ادائیگی، ہنڈی کے ذریعہ نقد روپے/سرمایہ کی حصولیابی، مشینی ذبیحہ، پراوی ڈنٹ فنڈ، خون کا عطیہ اور اعضا کی پیوند کاری، برتھ کنٹرول، اوقاف کی بنجر/غیر مزروعہ زمینوں کی آباد کاری، انٹرنیٹ اور دیگر جدید ذرائع کے ذریعہ تجارتی معاملات، کلوننگ اور موڈرن سائنس کی دیگر اخلاقی قدریں۔

۷- ہندوستان کی سرزمین پر مسلکی وگروہی اختلافات کی تاریخ کافی قدیم ہے۔ جنوبی ہندوستان کے بالمقابل شمالی ہندوستان میں ان کی شدت اظہر من الشمس ہے۔ ادارہ جاتی مطالعہ کے ضمن میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ جن مدارس ومراکز میں فقہاء اربعہ کی خدمات عالیہ

(فقہ مقارن) کونصاب کا حصہ بنایا گیا اور کسی خاص مکتب فکر کی کورانہ تقلید سے گریز کیا گیا وہاں اسلامی اخوت، احترام آدمیت اور اجتماعی شعور کی بالادستی قائم ہے۔اور امید کی جاتی ہے کہ مستقبل میں امت مسلمہ فوز وفلاح کے طویل مدتی منشور میں فقہ مقارن کو پورے طور پر برتنے کے لیے یکسو جائے گی۔

ببلوگرافی

(اردو، عربی اور فارسی)

ابوالحسنات، ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں، اعظم گڑھ، ۱۹۳۶ء

اشرف علی، ملاجیون کے معاصر علماء، علی گڑھ، ۱۹۸۲ء

اطہر علی مبارکپوری، اسلامی ہند کی عظمت رفتہ، دہلی، ۱۹۳۰ء

اسحٰق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، لاہور، ۱۹۷۳ء

اسحٰق بھٹی، فقہاء ہند، لاہور، ۱۹۷۴ء

اسلام الحق مظاہری، تاریخ مشائخ ہند، سہارنپور، ۱۹۷۷ء

امداد صابری، دہلی کے قدیم مدرسے، دہلی، ۱۹۷۷ء

امیر خورد، سیر الاولیاء، دہلی، ۱۳۰۲ھ

تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء

جمیل احمد نذیری، رضاخانیت کا تنقیدی جائزہ، لکھنو، ۱۹۸۱ء

حمید قلندر، خیر المجالس، تحقیق: خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، ۱۹۵۹ء

راغب طباخ، تاریخ افکار و علوم اسلامی، اردو ترجمہ: افتخار بلخی، دہلی، ۱۹۸۳ء

رحمٰن علی، تذکرہ علماء ہند، اردو ترجمہ: محمد ایوب قادری، کراچی، ۱۹۶۱ء

زبید احمد، عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ، لاہور، ۱۹۸۷ء

طاہر محمود، ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، دہلی، ۱۹۴۴ء

طاہر محمود، مسلم پرسنل لاء، دہلی، بدون تاریخ

ظہور الحسن، تاریخ فقہ، بجنور، بدون تاریخ

عبد الاول زید پوری، مفید المفتی، لکھنؤ، ۱۹۰۸ء

عبد القادر سرتی، فہرست اردو مخطوطات، حیدر آباد، ۱۹۲۹ء

عبد الصمد رحمانی، تاریخ امارت، پٹنہ، ۱۹۴۳ء

عبد الصمد صارم، تاریخ فقہ، لاہور، ۱۹۴۳ء

عماد الحسن آزاد فاروقی، ہندوستان میں اسلامی علوم و ادبیات، دہلی، ۱۹۸۶ء

عبد الحق، ڈاکٹر، قاموس الکتب، باہتمام انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۶۱ء

عصامی، فتوح السلاطین، مدراس، ۱۹۴۸ء

ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، کلکتہ، ۱۸۶۲ء

فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، نول کشور، ۱۸۷۹ء

محبوب رضوی، تاریخ دار العلوم دیوبند، دیوبند، ۱۹۸۷ء

منہاج السراج، طبقات ناصری، کابل، ۱۹۶۴ء

محمد ابو زہرہ، تاریخ مذاہب الفقہ، قاہرہ، بدون تاریخ

محمد عبد الحیٔ، الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، دمشق، ۱۹۵۸ء

محمد جواد مغنیہ، الفقہ علی المذاہب الخمسہ، بیروت، ۱۹۶۰ء

محمد الخضری، تاریخ الفقہ الاسلامی، اردو ترجمہ: عبد السلام ندوی، اعظم گڑھ، ۱۳۴۶ھ

محمد یوسف، حقیقۃ الفقہ، دہلی، ۱۹۲۱ء

مناظر احسن گیلانی، تدوین فقہ، لاہور، ۱۹۷۶ء

ہاشم معروف الحسنی، تاریخ الفقہ الجعفری، بیروت، بدون تاریخ

یوسف الیان سرکس، مجموعہ مطبوعات العربیہ والمعربۃ، قاہرہ، ۱۹۲۹ء
یوسف القرضاوی، فقہ الزکوۃ، بیروت، ۱۹۶۹ء

English Works:

1. Abul Hasan Marghinani, The Hidayah, Eng tr. by Charles Hamilton, Delhi, 1985
2. Ahmad Hasan, The Early Development of Islamic Jurisprudence, Pakistan, 1970.
3. Ashraf Ali Thanvi, Bahishti Zewar, Eng. tr. by Muhammad Masruf Khan, Delhi, 1984
4. C.G. Weeramantry, Islamic Jurisprudeuce, London, 1988
5. Joshef Schacht, The Origni of Muhammadan Jurisprudence, Oxford, 1959.
6. K.A. Nizami, Some Aspect of Religion and Politics in India during the 13th Century, Delhi, 1947.
7. Krishna Lal Ray, Education in Medieval India, Delhi, 1984.
8. M.B. Ahmad, The Administration of Justice in Medieval India, Aligarh, 1947.
9. Muhammad Khadduri, Law in the Middle East, Washington, 1955.
10. N.N. Law, Promotion of Learning in India, During Muhammadan Rule, Delhi, 1960.
11. Zafarul Islam Islahi, Socio-Economic Dimension of Figh literature in Medieval India, Lahore, 1990.

فرہنگ مصطلحات

الف:

آلہ مکبر الصوت: لاؤڈ اسپیکر، آواز کو بلند کرنے والی مشین

اجیر : اجرت پر مزدوری کرنے والا، خادم

ارکان اربعہ: یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ

استثناء : جو عام قاعدے و قانون سے منفرد اور الگ ہو

اشباہ ونظائر: مماثلتیں، ایک طرح کے مسائل وواقعات

اجارہ : کرایہ (Lease)

اجماع : کسی زمانہ کے علماء کا کسی مسئلہ پر متحد ہوجانا، اجماع قولی اور سکوتی اس کی دو معروف قسمیں ہیں۔

اجتہاد : قرآن وحدیث میں غور کرنا، قیاس کی بنیاد پر نئے قانون بنانا۔

اذان : پانچ فرض نمازوں کے قیام سے قبل مسجد سے بآواز بلند اللہ کی کبریائی کا اعلان کرنا

استحسان : عوام الناس کے فائدے کا کام (حنفی اصول فقہ)

استنجا : پیشاب وپاخانہ کے بعد مٹی یا پانی سے صفائی حاصل کرنا

ایضاح الادلہ: دلیلوں کے ذریعہ وضاحت کرنا۔

استصلاح : انسانوں کی منفعت/ بھلائی کا خیال کرنا (مالکی اصول فقہ)

امین : امانت رکھنے والا، قابل بھروسہ، زمین ناپنے والا

استفتاء : فتویٰ دریافت کرنا، فقہی مسئلہ معلوم کرنا

ب:

بالغ : جو شریعت کا مخاطب ہو، جس پر فرائض و واجبات کی ادائیگی لازم ہو

باطل : فاسد، بے کار، غیر قانونی

براہان جمع براہین: واضح دلائل

بیع وشراء : خرید و فروخت

بیت المال: سرکاری خزانہ

بدعت : نئی چیز، جو قابل عمل ہو اور کبھی قابل رد بھی

بصیرۃ جمع بصائر: بلند نگہی فرزانگی، مستقبل بینی

پ:

پردہ : حجاب، اسکارف و برقع

ت:

تفویض طلاق: نکاح کے وقت عورت کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار دینا۔

تقلید : فقہاء اربعہ میں سے کسی امام کی پیروی کرنا

تاوان : ہرجانہ، فائن

تیمم : منہ اور ہاتھ پر مٹی / گرد کے ذریعہ پاکی حاصل کرنا

تعزیر : قاضی کے ذریعہ دی جانے والی سزا، غیر معین سزا

تعدد ازدواج: پالیسی، ایک سے زائد چار تک بیوی رکھنے کی اجازت

تامین : زور سے آمین بالجہر کہنا

تتمہ : بقیہ حصہ

تعزیہ داری: دسویں محرم کو سانحہ کربلا کی یاد میں تعزیہ بنانا اور سینہ کوبی کرنا

ج:

جہاد : زبان، قلم اور طاقت کے ذریعہ برائی کے خلاف کوشش کرنا

جہیز : شادی کے وقت لڑکی کو دیا جانے والا سامان

جنابت جمع جنابات: ظلم وزیادتی

جزیہ : اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کے عوض لیا جانے والا ٹیکس

جوہر جمع جواہر: خزانہ

خ:

خلوت : زن وشو کی پرائیویٹ ملاقات، گوشہ کی ہمنشینی

خضاب : بالوں کو مختلف رنگوں کے ذریعہ رنگنا

خراج : اسلامی ریاست میں غیر مسلم مالک زمین سے لیا جانے والا ٹیکس

خلع : مرد کے ظلم/نا اہلی کی وجہ سے عورت کا قاضی سے جدائی کا مطالبہ کرنا

خیار البلوغ: بالغ لڑکا/لڑکی کو شادی وغیرہ میں اپنی پسند کو قائم کرنے کا اختیار حاصل ہونا

خیار المجلس: تجارت کی جاری مجلس میں منتشر ہونے سے قبل عقد بیع وشراء کو حتمی شکل دینے کا اختیار

خنثیٰ : ہجڑا، وہ مرد جس میں نسوانیت کے آثار نمایاں ہوگئے ہوں

خصومت : لڑائی، جھگڑا

د:

دارالحرب : دشمنان اسلام کا ملک، جہاں اسلامی شعائر محفوظ نہ ہوں

دارالاسلام: پرستاران توحید کا ملک جہاں غیر مسلموں کی جان، مال، عزت وآبرو محفوظ

ہواور انھیں ذمی کا درجہ دیا گیا ہو۔

دار الافتاء : فقہی مسائل کے جوابات ارسال کرنے کی جگہ، یہ جگہ مفتی کے لیے مخصوص ہے۔

دار القضاء : قاضی کے ذریعہ اختلافی ونزاعی معاملہ میں جاری کیے جانے والے فیصلے کی جگہ، یہ مقام قاضی کے لیے مخصوص ہے

دعویٰ : حق جتانا، مقدمہ پیش کرنا

رہن : قرض

دیت : خون بہا

ذ:

ذوی الفروض: میراث کے حق دار جیسے بیٹا، بیٹی، ماں باپ، بیوی شوہر

ذمی : اسلامی ریاست کے غیر مسلمین جن کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی ہو۔

ح:

حبس : قید، دار الحبس کو قید خانہ یا جیل کہا جاتا ہے

حد جمع حدود: متعین سزا جس میں ترمیم وتنسیخ کا حق قاضی وامیر المؤمنین کو نہیں ہے۔

حلال : قانونی طور پر جائز، بعض کی تعیین اسلامی شریعت میں کردی گئی ہے اور بقیہ کا فیصلہ اجتہاد وقیاس کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

حرام : قانونی طور پر ناجائز، بعض کی تعیین اسلامی شریعت میں بیان کردی گئی ہے اور بقیہ کا فیصلہ اجتہاد وقیاس کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

حربی : دشمن اسلام

حقوق الزوجین: زن وشو کی آپسی ذمہ داریاں اور حقوق

حضانت : بچوں کی پرورش وپرداخت

حرض : پناہ

حیلہ جمع حیل: کسی قضیے کی حلت وحرمت یا مباح ومندوب کے سلسلہ میں عقلی دلیل فراہم کرنا

ر:

رہن : قرض کی خاطرکوئی اثاثہ متعینہ مدت تک قرض دینے والے کے پاس رکھنا

رجعت : ایک طلاق دینے کے بعد طہر کی حالت میں بغیر نکاح کے بیوی کی طرف لوٹنا، اس کوطلاق رجعی کہا جاتا ہے۔

رضا : مرضی، پسند

رضاعت : دوسرے کے لڑکے/لڑکی کو دودھ پلانا، رضائی ماں کی نسبت سے تمام رشتے محترم ہوجاتے ہیں۔معاوضہ پر دودھ پلانا

ربا : سود

زکوۃ : پاکی حاصل کرنا، مال ودولت میں نصاب مکمل ہونے کے بعد ایک خاص مقدار میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

زبدۃ المسائل: منتخب اور چیدہ مسائل

سرجمع سرار: رازہائے سربستہ

سرقہ : چوری، مال ہڑپ لینا

سنت : اسوۂ نبوی قول، فعل، راستہ

سانحہ جمع سوانح: واقعات وحادثات زندگی

ش:

شفاعت : گناہوں سے چھٹکارہ کی سفارش کرنا

شہادت : گواہی

شاہد : گواہ

شرط : ضروری صفت، کنڈیشن

شفعہ : حق جوار، زمین یا جائداد سے متعلق پڑوسی کا حق

صغیر : نابالغ، عہد طفولیت سے گذرنے والا بچہ

صحیح : صحت مند، قوی، درست

صدقہ : خیرات، نیکی

ضمان : حفاظت کی ذمہ داری

طلاق : مرد و عورت میں جدائی، ایک طلاق کے بعد دونوں کے ملنے کی صورت باقی رہتی ہے اسے طلاق رجعی کہا جاتا ہے۔ اگر تین طلاق ایک مجلس میں دی جائے اسے طلاق بدعت کہا جاتا ہے اور یہی طلاق مغلظہ بھی کہلاتی ہے۔

طلاق تفویض: مرد کے ظلم اور نا اہلی سے نجات حاصل کرنے کی خاطر عورت کا نکاح کے وقت خلاصی پانے کا اختیار حاصل کرنا۔

ظلام : تاریکی، اندھیرا

عاریت : وقتی طور پر واپسی کی غرض سے لیا جانے والا قرض

عدالت : کورٹ، فیصلہ دینے کی جگہ

عدت : شوہر کی وفات یا طلاق پانے کی صورت میں چار ماہ دس دن عورت کا بغیر زینت کے گھر کے اندر وقت گذارنا۔

عقد/عقود : تجارت، شادی اور دیگر معاملات میں طرفین کے مابین معاہدہ کا تعین، زبانی یا تحریری وثیقہ

عتق وعتاق: غلام کو آزاد کرنا

عرف : رسم، عام قانون وقاعدہ

عطیہ جمع عطایا: تحفہ

غنیمت : اسلامی جنگ میں حاصل ہونے والا مال، مثلاً روپیہ، زیور، غلام، لونڈی

غلط جمع اغلاط: کمزور باتیں، غیر سند یافتہ رویے

غراب : کوا

فرع جمع فروع: قانون واصول کی جزوی شق، ثانوی مسئلہ

فقیہ جمع فقہاء: اسلامی قانون کا ماہر

فاسد : خراب، عیب دار

فاسق : گنہگار، گناہ صغیرہ سے نہ بچنے والا

فتوی جمع فتاوی: مفتی کا قول، قانونی رائے

فسخ : ٹوٹ جانا، حکم زائل ہوجانا

فرض جمع فرائض: متعین حصہ، فرض عبادات جن کا انکاری کافر ہوگا اور تارک گناہ کبیرہ کا مرتکب

فضولی : غیر قانونی ایجنٹ

فیملی پلاننگ: تحدید نسل کی مصنوعی کوشش

قاطع الطریق: راہزن، ڈاکو

قربانی : کسی خاص موقع پر اللہ کی رضا کی خاطر جانور کا ذبیحہ پیش کرنا۔ جانور ذبح کرنا

قصاص	:	انتقامی کارروائی، بدلے میں جان یا خون کا مطالبہ کرنا
قضا	:	فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی، عدالتی نظام
قیاس	:	ماضی کے واقعہ سے حال کے مسئلہ کے لیے دلیل فراہم کرنا
کشف الحاجہ	:	ضرورت کی تکمیل کرنا، ضروری مسائل کی وضاحت کرنا
کراہیہ	:	مکروہات، ناپسندیدہ اعمال وافعال
کفارہ	:	فرائض، معاہدات اور ذمہ داریوں کے فوت ہونے یا عدم تعمیل کی تلافی کے لیے مالی وبدنی جرمانہ ومشقت برداشت کرنا
کفالہ	:	سرپرستی، بیرونی ممالک میں فراہمی معاش کی ذمہ داری لینا
کفیل	:	سرپرست، بیرونی ممالک میں معاش فراہم کرنے والا
کنز	:	خزانہ
گناہ کبیرہ	:	بڑے گناہ جن کی توبہ نہ کرنے سے آدمی جہنمی ہوجاتا ہے، مثلاً زنا، سرقہ وغیرہ
لقطہ	:	گری پڑی چیز
مطلقہ	:	طلاق شدہ عورت
ملخصات	:	خلاصہ، اجمالی باتیں
ماذون	:	وہ غلام جس کو اس کے مالک نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو
محرم	:	وہ خونی رشتے دار جن کے درمیان زن وشو کا رشتہ استوار نہیں ہوسکتا مثلاً بھائی، بہن، ماں، بیٹا، حقیقی چچا، ماموں اور بھتیجی و بھانجی وغیرہ
مجنون	:	پاگل، دیوانہ
مجہول	:	غیر معروف، غیر معتبر، غیر ثقہ، کمزور
مفقود	:	گم شدہ یا کھویا ہوا

مکروہ : غیر معتبر، ناپسندیدہ، جو مباح کے دائرے میں نہ آتا ہو

مسح : بھیگے ہاتھ یا مٹی کے ذریعہ سر یا پیر یا کسی اور جگہ ہاتھ پھیرنا

مندوب : توثیق وتائید شدہ قول وعمل

محصن/محصنہ: شادی شدہ مرد یا عورت

منسوخ : قول وعمل کا غیر معتبر ہونا، وہ حکم جس پر عمل کرنے کا کوئی ثواب واعتبار نہ ہو

متعہ : وقتی نکاح، اہل تشیع کے مسلک کے موافق وقتی نکاح جائز ہے

مصالح مرسلہ: انسانوں کی منفعت/ بھلائی کا خیال کرنا اسے مصلحت عامہ بھی کہتے ہیں (مالکی اصول فقہ)

معاملہ جمع معاملات: دو فریق کے درمیان انجام پانے والی چیز

مہر : بیوی کا حق جو بیوی بننے کے عوض شوہر پر لازم ہوجاتا ہے۔ مہر مؤجل اور مہر معجل اس کی دو معروف قسمیں ہیں پہلی کا مطلب تاخیر اور دوسرے کا مطلب فوری ادائیگی ہے۔

مباح : جائز، غیر مکروہ

مجتہد : عالم وفقیہ جس کے اندر بنیادی مآخذ شریعت کے ذریعہ نئے مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی صلاحیت ہو اور متعینہ اوصاف کا حامل ہو۔

مدعی : اپنے حق کا مطالبہ کرنے والا

مستحب : پسندیدہ، غیر مکروہ

مذہب : فقہی وفکری مسلک ومشرب

مساقات : زمین میں آب پاشی سے متعلق مسائل

مرتد : اسلام لانے کے بعد اپنے قدیم مذہب کی طرف پھر جانے والا، اس کی سزا قتل ہے۔

مفتی : فقیہ و عالم جس نے افتاء کا کورس کیا ہو یا جس کے اندر فتوی نویسی کی لیاقت ہو

مصاہرت : نکاح کے ذریعہ قائم ہونے والے رشتے اور تعلقات

میراث جمع مواریث: زمین، دیگر املاک اور نقدی جو مرنے والا چھوڑ کر جاتا ہے

مکید جمع مکائد: مکاری، گمراہ کرنے والی رائے

مستامن : دشمن اسلام جس کو کسی نے جان کے تحفظ کی ضمانت فراہم کی ہو، اسلامی ریاست میں محفوظ و مامون غیر مسلم رعیت

مزارعت : قابل کاشت زمین کو کرایہ پر لینا یا کٹائی کے بعد اناج کا ایک حصہ اصل مالک زمین کو دینا

معدن الحقائق: حقیقتوں کا ذخیرہ

مصباح : چراغ

مصارف زکوۃ: مدات زکوۃ

منشیات : نشہ آور چیزیں جیسے شراب تمباکو

نص : اصلی و ثانوی ماخذ، متن یا عبارت جیسے قرآن اور حدیث

نفل : جو فرض و واجب نہ ہو، زائد عبادت، جیسے نفل روزہ، نفل نماز

نفقہ : عورت کے کھانے پینے اور پہننے کا انتظام کرنا، ضرورت مند کی حاجت روائی، خیر کے کاموں میں خرچ کرنا

واجب : ضروری جو فرض سے ایک درجہ نیچے ہو جس کا انکاری کافر نہیں کہلاتا

ودیعت : حوالہ کرنا

وارث : میت کی چھوڑی ہوئی املاک کا حق دار

وقف : عطا کردہ/ خیراتی زمین و املاک جو اسلامی حکومت کے بیت المال کا حصہ ہوتی ہے

وصی : میراث کے ایک تہائی مال میں قریبی رشتہ داروں کو تحفہ دینے والا، وصیت کرنے والا

وصیت : میراث کے ایک تہائی مال میں قریبی رشتہ کو تحفہ بانٹنا

وثیقہ : تحریری دستاویز

وکالت : سرپرستی ونگرانی و گواہی

وکیل : سرپرست ونگراں، گواہ

ولاء : نگراں اور ماتحت کے درمیان معاملہ کا تعلق

ولی : قانونی گارجین-خونی رشتہ دار جیسے باپ، چچا، ماموں، دادا

وضو : نماز کے لیے پاکی حاصل کرنے کا مسنون طریقہ

ہبہ : تحفہ، بخشش، انعام

☆☆☆